تحقیق
کے اصول وضوابط
احادیث نبویہؐ کی روشنی میں
www.KitaboSunnat.com
مؤلف
ڈاکٹر کرنل (ر) عمر فاروق غازی
ڈائریکٹر، سیّد مودودیؒ انسٹی ٹیوٹ، وحدت روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

احادیث نبویہ کی روشنی میں

www.KitaboSunnat.com

مصنف

کرنل (ر) ڈاکٹر عمر فاروق غازی

ڈائریکٹر

سید مودودی انسٹی ٹیوٹ، وحدت روڈ، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

227.2
ع م ر ث

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب : تحقیق کے اصول وضوابط
احادیث نبویہ کی روشنی میں
(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مصنف : ڈاکٹر کرنل (ر) عمر فاروق غازی

ناشر : عبدالعزیز عابد

مطبع : میٹرو پرنٹرز، لاہور
0300-4431538

طبع اول : اگست ۹۸ء

تعداد : 500

طبع دوم : فروری 2007ء

تعداد : 500

قیمت

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹- جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
نمبر ....18734....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب!!

بصد ادب و احترام سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
جو رحمت خداوندی سے سرچشمہ رشد و ہدایت اور منبع علم و معرفت قرار
پائے!

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لیے تازہ زندگی کا سامان فراہم کرتی ہے۔ آیات کی شان نزول اور ان کی تفسیر' احکام القرآن کی تشریح و تبیین' اجمال کی تفصیل' عموم کی تخصیص' مبہم کی تبیین' سب علم حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حامل قرآن حضرت محمد صلعم کی سیرت اور حیات طیبہ اخلاق و عادات مبارکہ آپؐ کے اقوال و اعمال' آپؐ کے سنن و مستحبات اور احکام و ارشادات اسی علم حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔ اس بنا پر یہ کہنا بجا ہو گا کہ اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کی بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کے لیے قائم رہے گا۔[۱]

علمائے اسلام نے علم حدیث کی حفاظت' جمع و تدوین اور تحقیق و تدقیق کے سلسلہ میں قابل قدر کاوشیں سرانجام دی ہیں۔ علم و ادب کی تاریخ میں ان کی مساعی جمیلہ کی مثال ملنا دشوار ہے۔ احادیث کی چھان بین کے لیے انھوں نے جرح و تعدیل کے اصول وضع کیے ہیں جن کی بدولت اسماء الرجال کا مستقل فن معرض وجود میں آیا اور کم و بیش چھ صدیوں تک جرح و تعدیل اور فن اسماء الرجال پر کتابیں لکھی جاتی رہیں (جن کی تفصیل مقالے کے باب دوم کے مقدمے میں پیش کی گئی ہے) جرمن مستشرق ڈاکٹر سپرنگر (Dr. Springer) کے بقول علم اسماء الرجال کی وساطت سے مسلمانوں نے کم از کم پانچ لاکھ راویوں کے حالات محفوظ کیے ہیں جن کا مقصد صرف ایک ذات اقدس کے حالات کو معلوم اور محفوظ کرنا تھا۔ یہ تمام تر کوشش حدیث کو حتمی اور یقینی بنانے کے لیے کی گئی۔[۲]

مارگولیتھ کے مطابق مسلمانوں کو یونانی' یہودی' عیسائی مورخین پر احادیث کی روایت کے طبقے کی بنا پر فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ وہ ہر طریقے کی باقاعدہ اسناد بیان کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مسلمانوں کے اس طرز نگارش سے متاثر ہو کر یہودیوں نے بھی توراۃ کی اسناد تیار کرنے کی کوششیں کیں۔(۳) دور حاضر میں مغربی مصنفین میں سے کارتر وی گڈ (Carter V. Good) اور ڈاکٹر ہولیس (Dr. Hollis) جیسے محققین نے تحقیق کے اصول متعین کیے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان پر خود مغربی مستشرقین کماحقہ عمل نہیں کر پائے۔ چنانچہ یہ اصول فکری تحقیق یا نظریاتی تحقیق کے ذیل میں آ سکتے ہیں۔ لیکن عملی تحقیق کے دائرہ عمل سے باہر ہیں۔ جبکہ محدثین کرام نے اصول حدیث کے تحقیقی اصول و ضوابط کو اپناتے ہوئے صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث کی تدوین کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ان کے ہاں نظریاتی تحقیق کے ساتھ اطلاقی تحقیق ہم قدم و ہم رکاب ہے۔

اس علمی اور تحقیقی ذخیرے کی موجودگی میں درایت حدیث کے سلسلے میں مزید کام کی گنجائش بہت محدود دکھائی دیتی ہے۔ لیکن دور حاضر کے جدید تقاضوں کے پیش نظر احادیث نبویؐ کی روشنی میں تحقیق کے اصول و ضوابط کا تحلیلی جائزہ یقیناً ہمارے محققین کے لیے نشان راہ کا کام دے گا اور تحقیقی اداروں کے لیے تحقیق کی ایک طرح ڈالے گا۔ اس تحقیقی مقالے کی جدت طرازی کا اندازہ اس کے اندر درج شدہ مختلف مباحث سے بہ آسانی لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح تحقیق کی جدید راہوں کے خدوخال کو واضح کرے گا اور جستجوئے علم کی جولان گاہوں کو اجاگر کرنے میں مددگار ثابت ہو گا۔

اختصار کی خاطر مقالے کو صرف دو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اول "احادیث نبویؐ میں تحقیق کے اصول و ضوابط" پر مشتمل ہے جبکہ باب دوم "اصول حدیث میں تحقیق کے اصول" پر مبنی ہے۔

باب اول میں پانچ فصلیں ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پہلی فصل "تحقیق کی اہمیت و ضرورت" کے نام سے ہے جس میں احادیث نبویؐ کی روشنی میں تحقیق کا حکم، ترغیب و تلقین، تحقیقی دعائیں اور تحقیقی انداز کو اپنانے کے چند ایک عملی اقدامات کا ذکر کیا گیا ہے۔

دوسری فصل کا عنوان "تحقیق [illegible] ہوم و تعریف" ہے جس کے تحت فرامین رسالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے صداقت شعاری' پیش آمدہ مسائل کا حل' ذاتی تعصبات سے احتراز' روایت میں احتیاط کرنے' عینی مشاہدہ اور ذاتی سماع سے متعلقہ اقتباسات پیش کر کے تحقیق کے مفہوم کو واضح کیا گیا ہے۔

تیسری فصل "تحقیق کی غرض و غایت اور مقصد" کے عنوان سے قائم کی گئی ہے۔ ارشادات نبویؐ سے استنباط کرتے ہوئے انسانی فلاح و بہبود' مفید معلومات کا حصول' یقینی علم تک رسائی اور عملی اور متعلقہ سوالات کو تحقیق کے اغراض و مقاصد میں شامل کیا گیا ہے۔

چوتھی فصل "تحقیق کے اصولوں" پر مشتمل ہے۔ جس میں ذوق و شوق' محنت و جانفشانی' زعم و قیاس آرائی سے احتراز' تکرار و مذاکرہ اور روایات کی جانچ پڑتال شامل ہیں جبکہ پانچویں فصل "تحقیق کے مصادر" کے عنوان سے موسوم ہے جس میں مصدر کی اہمیت اور اس کے مفہوم کو احادیث نبویؐ کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

دوسرے باب کا تعلق تحقیق کے اطلاقی یا عملی پہلو سے ہے۔ چنانچہ اس کے تحت اصول حدیث میں تحقیق کے اصول و ضوابط پر مبنی چار فصلیں قائم کی گئی ہیں۔ پہلی فصل علم الحدیث میں تحقیق کے موضوعات' مسائل' مقاصد اور ان کی تعریف پر مشتمل ہے۔ اس فصل کو دو ذیلی بحثوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بحث اول میں موضوع حدیث کا معیار' وضع حدیث کی مختلف صورتیں اور وضع حدیث کے اغراض و مقاصد بیان کیے گئے ہیں جبکہ دوسری بحث وضع حدیث کے سدباب پر مبنی ہے۔ اسناد کو اپنانا' جھوٹے راویوں کی طرح کھوج لگانا' راویان حدیث کے حالات کی تحقیق' اقسام حدیث اور ان کے درجات کا تعین' موضوع حدیث کی پرکھ کے اصول و ضوابط' موضوع احادیث پر مشتمل تالیفات اور طلب حدیث کے لیے سفر اختیار کرنا کے موضوعات شامل ہیں۔

اس باب کی دوسری فصل کا عنوان "علم الحدیث میں تحقیق کے طریقے" ہے۔ علم الحدیث میں تحقیق کے طریقوں میں علم الرجال اور جرح و تعدیل کی دو بحثیں ہیں۔ علم الرجال کے تحت قبولیت روایت کی شرائط' عدالت و ضبط میں خلل کے اسباب اور راویوں کے علمی القاب کا ذکر کیا گیا ہے اور جرح و تعدیل کی بحث میں جرح و تعدیل کے لغوی و اصطلاحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفہوم کو واضح کرنے کے علاوہ جرح و تعدیل کے آداب و شرائط کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

تیسری فصل "علم الحدیث میں تحقیق کے اصول و ضوابط" پر مبنی ہے۔ جس کی سات ذیلی بحثیں تحقیق کے بنیادی اصولوں پر محیط ہیں۔ ان اصولوں میں مصدر کی اہمیت' سند اور متن کی تحقیق' روایت حدیث کے آداب و شرائط' راویان حدیث کے بارے میں معلومات' نقل حدیث کے مختلف طریقے' کتابت حدیث کے قواعد و ضوابط اور کتب احادیث کی تصنیف کو شامل کیا گیا ہے۔

چوتھی فصل میں علم الحدیث کے تحقیقی اصول و ضوابط کے دیگر علوم و فنون پر جو اثرات مرتب ہوئے ان کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

مقالے کے دوسرے باب میں زیادہ تر ابن حجرؒ اور ابن الصلاحؒ کی تحقیق اور مسائل و احکام پر تبصرے اور تفریعات پر اعتماد کیا گیا ہے کیونکہ میری نظر میں ان کی وساطت سے موضوع کو بہتر انداز میں سمجھا جا سکتا ہے اور مستقبل کی تحقیق کے لیے جدید خطوط مہیا ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بقول علامہ اقبال۔

دما دم نقش ہائے تازہ ریزد
بیک صورت قرار زندگی نیست

کرنل (ر) ڈاکٹر عمر فاروق غازی
ڈائریکٹر
سید مودودی بین الاقوامی اسلامی انسٹی ٹیوٹ
وحدت روڈ' لاہور - ۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

احادیث نبوی میں تحقیق کے اصول وضوابط

تحقیق کے اصول وضوابط کا جائزہ لیتے ہوئے درج ذیل سوالات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۔ تحقیق کی ضرورت اور اہمیت کیا ہے؟

۲۔ تحقیق کا مفہوم اور تعریف کیا ہے؟

۳۔ تحقیق کی غرض وغایت اور مقصد کیا ہے؟

۴۔ تحقیق کے مبادی اور اصول کیا ہیں؟

۵۔ تحقیق کے مصادر کے بارے میں کیا ہدایات ملتی ہیں؟

اس باب میں ان سوالات کا جواب احادیث نبوی میں تلاش کرنے کے لیے ان میں سے ہر ایک کو ایک مستقل فصل کی شکل دی گئی ہے۔ اور آئندہ صفحات میں ارشاداتِ نبویہ سے اخذ کردہ اقتباسات کی روشنی میں ان کی وضاحت کی گئی ہے۔ تحقیق چونکہ حقیقت کی تلاش وجستجو اور کھرے کھوٹے کی پہچان کرتی ہے۔ ایک محقق کو یہ تعلیم قرآن وحدیث سے ملتی ہے چنانچہ حدیث نبوی میں ان سوالات کے بارے میں جو روشنی ڈالی گئی ہے اس کا مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل اوّل

تحقیق کی ضرورت واہمیت

اسلامی تاریخ میں تحقیق اس کی اہمیت اور اصول وضوابط کو سمجھنے کے لیے سب سے نمایاں مثال جمع وتدوین قرآن کی ہے۔ قرآن کریم کے متن کی تدوین ادبی دنیا کا عظیم ترین شاہکار ہے۔ تحقیق کا مقصد کیا ہو اور غرض وغایت کیا ہو اس کے بارے میں بھی قرآن وحدیث میں واضح طور پر رہنمائی کی گئی ہے، تحقیقی اصولوں اور طریق کار کا معاشرے کی تشکیل اور اس کی اقدار سے کیا بنیادی تعلق ہے اس کی مثالیں قدم قدم پر ملتی ہیں۔

احادیث نبوی میں تحقیق کی ضرورت واہمیت پر زور دیتے ہوئے مختلف اسلوب اختیار کیے گئے ہیں۔ ایک طرف تحقیق کے اصول کی اہمیت کے پیش نظر تحقیقی انداز فکر اپنانے کا حکم دیا گیا ہے اور مختلف انداز سے اس کی ترغیب دلائی گئی ہے، اس کی تلقین کی گئی ہے اور اللہ تعالی سے تحقیقی منہاج پر استقامت کے ساتھ قائم رہنے کی دعائیں سکھلائی گئی ہیں تو دوسری طرف ایسے عملی اقدامات کیے گئے ہیں جن کی بدولت تحقیقی طریقہ کار کو فروغ دیا گیا ہے۔ اور اسے مسلمانوں میں عادت راسخہ کے طور پر رواج دیا گیا ہے۔

ا۔ تحقیق کا حکم

تحقیق ایک مخصوص انداز فکر کے اثر سے پروان چڑھتی ہے جو ہمیں شے کی حقیقت وحکمت معلوم کرنے کی طرف مائل کرتا ہے اور بیانات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا معاملات کا کھوج لگانے پر آمادہ کرتا ہے۔ احادیث نبوی میں اس انداز فکر کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے چنانچہ زیادہ بات چیت، کثرت کلام اور بلا تحقیق بات کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

کان النبی ینھٰی عن قیل وقال۔ 1

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیل وقال (کہا گیا ہے اور اس نے کہا) سے منع فرمایا کرتے تھے۔

قیل وقال سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس انداز کلام سے تحقیق تقاضے پورے نہیں ہوتے، کیونکہ اس میں مصدرِ روایت کی نشاندہی نہیں ہوتی۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں چھان بین کے بغیر روایت کرنے والے راویان احادیث سے اخذ نہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا۔

سیاتون فی اخر اُمتی اناس یُحد ثونکم مالم
تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاھم۔ 1

ترجمہ: میری امت کے آخری دور میں ایسے لوگ ہوں گے جو تمہیں ایسی روایات بیان کریں گے جو نہ تم نے اور نہ تمہارے آباؤ اجداد نے سنی ہوں گی۔ پس تم اس سے بچنا۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ روایات کو داخلی و خارجی شہادتوں کی

1۔ صحیح مسلم، کتاب الرقاق جلد ۲ صفحہ ۵۱۹ — 1۔ ایضاً جلد ۱ ص ۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روشنی میں جانچا جائے اور ہم عصر لوگوں سے اس کی تصدیق کروائی جائے ورنہ روایات درخورِ اعتناء نہ ہوں گی کیونکہ تحقیقی امور میں متن کے تعین اور تدوین میں داخلی اور بیرونی شہادتوں کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

۲۔ ترغیب و تلقین

احادیث مصطفوی میں محض تحقیق کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اسے دوسروں کو اپنانے کی ترغیب و تلقین کا بھی اہتمام کیا گیا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تحقیق روایات بیان کرنے سے باز رکھنے کے لیے جھوٹی روایات کو بدترین قرار دیا۔ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے:۔

"ان اصدق القول قول اللّٰہ وان احسن الھدی ھدی محمد۔۔
وان شر الروایا روایا الکذب وشر الامور لمحدثاتھا"۔ ۱

ترجمہ: یقیناً اللہ کا کلام تمام اقوال سے سچا ہے۔ اور یقیناً بہترین ہدایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی ہدایت ہے۔۔۔ اور یقیناً بدترین روایات وہ ہوتی ہیں جو جھوٹ پر مبنی ہوں، اور خود تراشی ہوئی باتیں بدترین ہوتی ہیں۔

حدیث کے پہلے ٹکڑے میں قرآن و سنّت کو مصادرِ تحقیق کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کی سچائی و فضیلت کا ذکر ہے جبکہ آخری حصّے میں اس امر کی تاکید

۱۔ سنن الدارمی جلد ا صفحہ ۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی گئی ہے کہ روائیت حقائق پر مبنی ہونی چاہیے اور پوری چھان بین اور جانچ پڑتال کے بعد انہیں اخذ کرنا چاہیے کیونکہ من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی روایات کا شمار بدترین روایات میں ہوتا ہے جن کو اپنانا ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی دوسرے آدمی کے بارے میں کوئی بات کی، تو آپ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے وہ یہ نہ کہنا چاہتا ہو۔ بلکہ اس کی مراد کچھ اور ہو۔ آپ کے الفاظ تھے:۔

"افلا شققت عن قلبہ" [1]

اے کاش! تم نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا ہوگا۔

۳۔ دعائیں | احادیث میں جہاں مسلمانوں کو تحقیقی انداز فکر اپنانے کی تلقین کی گئی ہے وہاں انہیں پروردگار عالم سے تحقیق کی ہدایت اور توفیق طلب کرنے کے لیے مسنون دعائیں بھی موجود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دعا سکھائی تھی:۔

"اللھم اھدنی وسددنی واذکر باھدی ھدایتک الطریق والسداد سدادا السھم"۔ [2]

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور راہِ راست پر قائم رکھ۔ اپنے راستے پر ہدایت کے ساتھ چلنے اور تیر کی طرحِ سیدھا رہنے کی توفیق عطا فرما۔

---

[1] صحیح مسلم جلد ۱، صفحہ ۱۹۱ ۔ [2] ایضاً باب الادعیہ ص ۳۴۳

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری حدیث میں مزید واضح انداز میں تحقیقی رویے کی استدعا کی گئی ہے فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه ۔ اللھم ارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه ۔ اللھم ارنا الاشیاء کما ھی ۔ [1]

ترجمہ: اے اللہ! تو ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق دے ۔
اے اللہ! تو ہمیں باطل کو باطل دکھا اور ہمیں اس سے محفوظ رکھ!
اے اللہ! تو ہمیں اشیاء کی حقیقتیں دکھا جیسی کہ وہ ہیں ۔

پیر طریقت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تحقیقی انداز میں تشریح کی ہے وہ فرماتے ہیں:۔

"حققوا الاسلام حتی تصلوا الی الایمان، حققوا الایمان حتی تصلوا الی الایقان فحینئذ تری الاشیاء کما ھی" [2]

ترجمہ: اسلام کو تحقیق اور جانچ پڑتال سے اپناؤ۔ تاکہ تم ایمان تک رسائی حاصل کر سکو۔ ایمان کی تحقیق و تنقیح کر کے حقیقت کو اختیار کرو کہ تم ایقان (یقین کی منزل) کو حاصل کر سکو، پس تب تمہیں اشیاء کی حقیقتیں دکھائی دیں گی۔

۴۔ **عملی اقدامات** احادیث نبوی میں صرف تحقیق کو اپنانے کا حکم نہیں

---

[1] ترمذی کتاب الادعیہ ص ۴۵۶ ۔ [2] غنیۃ الطالبین اردو ترجمہ از شمس بریلوی ص ۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا گیا بلکہ اس پر قائم رہنے کے لیے ترغیب و تلقین کی گئی اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرنے کے لیے دعائیں بھی سکھلائی گئی ہیں اور ایسے عملی اقدامات کیے گئے جن کے ذریعے سے مسلم معاشرے میں تحقیقی رجحان پیدا ہوتا ہے اور عظیم تحقیقی روایات جنم لیتی ہیں۔ عملی اقدامات میں مصدر کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور تمام اسلامی احکام و مسائل کو قرآن و سنّت اور دیگر مصادر شریعت پر جانچنے اور پرکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ خود تراشیدہ اور من گھڑت باتوں سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور غیر تحقیقی باتوں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور غیبت و چغل خوری اور کذب کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ذیل میں ان عملی اقدامات کی وضاحت احادیث کے حوالے سے پیش کی جا رہی ہے۔

الف۔ **مصدر اولین تک رسائی** تحقیقی عمل میں مصدر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ مصدر حقیقت کا دوسرا نام ہوتا ہے اور شریعت میں مصدر کو معیار، فرقان اور کسوٹی کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور قرآن و سنّت حقیقت کا اولین مصدر ہیں اسی لیے گذشتہ اوراق میں دعائے نبوی میں وارد " ارنا الحق حقًّا " (ہمیں حق کو حق دکھا) کے کلمات اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ قرآن و سنّت تک رسائی ہونے کی صورت میں ہی حقیقت شناسی ممکن ہے اسی لیے مسلمانوں کو ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن و سنّت کو مصادر اولین قرار دیا گیا ہے اور ان سے اعراض و پہلوتہی کر کے ذاتی آراء و افکار کی طرف رجوع کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کی ایک مشہور حدیث میں تمام مصادر شریعت کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بھیجنے سے پہلے دریافت کیا تھا کہ تم پیش آمدہ مسائل کو کس طرح حل کرو گے؟ سنت نبوی کے مطابق فیصلہ کروں گا اور اگر سنت میں بھی ویسا حکم نہ ملے تو؟ قرآن و سنت کے اشباہ و نظائر کے مطابق فیصلہ کروں گا اور اگر ایسی مثالیں قرآن و سنت میں دستیاب نہ ہوں تو کیا کرو گے؟ تب میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ [1] اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان کا اظہار فرمایا اور کہا "اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول کے نمائندے کو راہ راست دکھائی۔" [2]

اس حدیث میں مصدر کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور زندگی کے تمام مسائل کو مصادر شریعت قرآن، سنت اور قیاس و اجتہاد کے ذریعے سے حل کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔

احادیث میں مصدر کی اہمیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام براہِ راست منبع وحی و رسالت سے اکتساب فیض کرتے تھے اور اسے اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ گردانتے تھے۔ وہ کاروبار حیات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ اس سرچشمہ ہدایت سے بھی فیض یاب ہوتے تھے چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ

---

[1] صحیح بخاری، باب بعث معاذ الی الیمن وصیۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔
[2] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے ایک انصار پڑوسی نے باہمی معاہدہ کر رکھا تھا جس کے تحت وہ باری باری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حصول علم کے لیے حاضر ہوتے تھے اور دوسرے ساتھی کو اسی دن کی وحی اور احکامات وارشادات نبویہ سے مطلع کرتے تھے۔ [1]

جانثاران نبوت تحقیقی مزاج کے حامل تھے اور مصدر کی اہمیت سے خوب آشنا تھے۔ وہ ہمیشہ مسائل واحکام بیان کرتے وقت، قرآن وسنت کا حوالہ دیتے۔ اور اگر انہیں اس کا علم نہ ہوتا تو سائل کے سامنے لاعلمی کا اظہار کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے بلکہ اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر کے بارے میں مروی ہے کہ۔

ان رجلا سأله من مسئله فقال ـ لا علم لي بها، فلما ادبر الرجل قال ابن عمر ـ نعم ما قال ابن عمر، سئل عما لا يعلم فقال لا علم لي بها۔ [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے ان (عبداللہ بن عمر) سے کوئی مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا، مجھے اس کا پتہ نہیں۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو ابن عمر نے کہا ابن عمر نے خوب کہا، جب اس سے ایسی بات دریافت کی جو وہ نہیں جانتا تھا تو اس نے کہا مجھے اس کا علم نہیں۔

۱۔ صحیح مسلم، باب التناوب فی العلم جلد ا صفحہ ۱۲۶۔
۲۔ سنن الدارمی جلد ا صفحہ ۵۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب۔ **کذب بیانی سے احتراز** احادیث میں کذب بیانی صرف جھوٹ بولنے کو نہیں بلکہ کسی بات کو بلا تحقیق بیان کرنے کو بھی کہا گیا ہے۔ من گھڑت باتوں اور بے بنیاد امور سے احتراز کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور ہر سنی سنائی بات پر یقین کر کے اسے دوسروں کے سامنے بغیر جانچ پڑتال کے بیان کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ بلا تنقیح روایت کرنے کو بہت بڑا جھوٹ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كفىٰ بالمرءِ كذباً ان يحدّث بكل ما سمع۔ [1]

ترجمہ: انسان کیلئے اتنا جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ سُنے اسے (بلا تحقیق) روایت کر ڈالے۔

ج۔ **غیبت سے احتراز** غیبت اور چغل خوری کو بھی اسی لیے منع قرار دیا گیا ہے کہ وہ انسان کی غیر حاضری میں اس کے خلاف بات کی جاتی ہے جس سے تحقیقی طریق کار مجروح ہوتا ہے کیونکہ اس میں فریق ثانی کو ردِ عمل اور جواب مہیا کرنے کا موقع نہیں ہوتا اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہر انسان کے سامنے اس کے بارے میں بات کی جائے تاکہ حقائق سے پردہ کشائی ممکن ہو۔ اگر اس اصول کو پیش نظر رکھا جائے تو مختلف قسم کی غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں اور انسانی معاشرے میں نفرت و حقارت، لالچ و خود غرضی اور ظلم و ستم جیسی

---

[1]: صحیح مسلم جلد ۱، ص ۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبیح برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں جبکہ تحقیق انسانی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتی ہیں
معاشرے کے ناسوروں کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جہنم کی وعید دی ہے جو غیبت سے کام لیتے ہیں اور انسانی معاشرے میں
ہلاکت و تباہی اور بدامنی برپا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ آپ کا ارشاد
گرامی ہے۔

"لا یدخل الجنۃ قتات "[1]

ترجمہ: کوئی چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

ایک دوسری حدیث میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ جس طرح چغل خور
بغیر جانچ پڑتال کے دوسروں کی پیٹھ پیچھے باتیں کرتا ہے اسی شدت کے
ساتھ اسے عذاب دیا جائے گا۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس سے حدیث مروی
ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا

"انھما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما ھذا فکان لا یستتر
من بولہ واما ھذا فکان یمشی بالنمیمۃ "[2]

ترجمہ: یہ دونوں عذاب میں مبتلا ہیں لیکن دونوں کو کسی بڑے گناہ کی پاداش
میں عذاب نہیں دیا جا رہا۔ ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور
دوسرا چغلی کا کاروبار کرتا تھا۔

---

[1] ایضاً جلد ۴ صفحہ ۲۱۹
[2] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا آخری ٹکڑا " فکان یمشی بالنمیمه" ظاہر کرتا ہے کہ چغل خور چغلی کرنے کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی تحقیق اور جانچ پڑتال سے کام نہیں لیتا تھا۔

د۔ خرید و فروخت میں تحقیقی اصول

احادیث میں تحقیق کے دائرہ عمل کو انسان کی ذاتی، اجتماعی امعاشرتی، اخلاقی اور اقتصادی زندگی تک پھیلا دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ خرید و فروخت میں بھی اصول تحقیق کو اپنانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ احادیث میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ خرید و فروخت کے ایسے تمام طریقے جن سے حقیقت چھپتی ہو یا حال یا قیمت کے تعین کو یقینی نہ بنایا جا سکے۔ تمام غیر یقینی صورتوں کو منع فرمایا گیا۔ مثلاً پھلوں کی خرید و فروخت اسی وقت جائز ہے جب وہ صحیح طریقے سے پکے ہوں اور ان کے خراب ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔

" ان رسول اللہ صلی اللہ وسلّم نھی عن بیع الثمار حتی یبدو صلاحھا ونھی البائع والمبتاع " [2]

ترجمہ: بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی فروخت سے منع فرمایا

---

[1] ایضاً جلد ۳ صفحہ ۳۷۷

[2] ایضاً، باب۔ بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحھا جلد ا ص ۷۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک ان میں پکنے کی صلاحیت نمودار نہ ہو۔ آپ نے بائع و مشتری دونوں کو (اس سودے سے) منع فرمایا۔

اسی طرح پھلوں کی خرید و فروخت میں سلف کے طریقے کو چند شرائط کے ساتھ محدود کر دیا تاکہ معاہدہ اپنی مقررہ مدت تک پورا کیا جا سکے۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس کی روایت کے الفاظ میں ہے کہ

"قدم النبی المدینه وهو یسلفون فی الثمار السنتین والثلث فقال : اسلفوا فی الثمار فی کیل معلوم الی اجل معلوم" [1]

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہ (اہل مدینہ) پھلوں کی خرید و فروخت میں سلف کے طریقے کے تحت دو اور تین سال تک مدت مقرر کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا پھلوں کی اس طریقے سے خرید و فروخت ماپ، اوزان اور مدت کا تعین کر لیا کرو۔

اس حدیث کی رو سے خرید و فروخت، لین دین اور تجارت و کاروبار میں بھی ابہام و اشکال اور شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑنی چاہیے بلکہ خرید و فروخت کا معاملہ واضح اور معلوم شرائط پر طے پایا جانا چاہیے۔

حاصلِ بحث اس فصل میں احادیث نبوی کے حوالے سے تحقیق کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو تحقیق سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کیلئے انہیں آمادہ کرنے کی خاطر ترغیب و تلقین کی گئی ہے اور بارگاہِ ایزدی سے تحقیق کو اپنانے کی توفیق طلب کرنے کے لیے دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ چند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک عملی اقدامات کی نشاندہی کی گئی ہے جن میں تحقیق کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان عملی اقدامات میں مصدر اولین کو اپنانے کی تاکید کی گئی ہے اور کذب بیانی اور چغل خوری سے ممانعت کی گئی ہے اور خرید و فروخت میں بھی تحقیق کے اصولوں کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے

آئندہ فصل میں تحقیق کے مفہوم اور تحقیق کو واضح کیا گیا ہے۔ جس میں صداقت شعاری، پیش آمدہ مسائل کا حل، احتیاط، عینی مشاہدہ، ذاتی سماع شامل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

تحقیق کا مفہوم و تعریف

تحقیق مثبت جذبوں کی شدت و فراوانی سے جلا پاتی ہے۔ جن میں سچائی دیانتداری، محنت و لگن اور متانت و سنجیدگی جیسی حسین قدریں شامل ہیں۔ احادیث نبوی کی روشنی میں یہی قدریں تحقیق کے مفہوم میں کارفرما نظر آتی ہیں۔ ان صفات کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ واقعات کو بیان کرنے کے لیے ان کا عینی مشاہدہ کیا جائے۔ ذاتی طور پر انہیں سنا جائے اور انہیں روایت کرتے وقت محتاط رویہ اختیار کیا جائے۔ آئندہ صفحات میں تحقیق کے اس جامع اور وسیع تر مفہوم و تعریف کو احادیث شریفہ کے اقتباسات کے حوالے سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۔ صداقت شعاری

سچائی اور دیانتداری وہ بنیادی ستون ہے جس پر تحقیق کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ محقق حقیقت شناس، حقیقت کا تلاش گار اور صداقت شعار ہوتا ہے۔ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سچائی پر مبنی ہیں۔ ایک حدیث میں آپ نے وہم و گمان کو جھوٹی ترین بات قرار دیتے ہوئے اس سے اجتناب کی تلقین فرمائی ہے:-

"ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔" [۱]

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الفرائض جلد ۲ صفحہ ۶۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: تم ظن وگمان سے بچتے رہو کیونکہ ظن وگمان جھوٹی ترین بات ہے۔

تحقیق کے اصولوں میں یہ چیز شامل ہے کہ اخذ روایت اور نقل روایت کے وقت مکمل دیانت داری اور سچائی سے کام لیا جائے۔ مندرجہ ذیل حدیث تحقیق کے اس اصول کو اجاگر کرتی ہے۔

"ان شر الروایا روایا الکذب ولا یصلح من الکذب جد ولا ھزل ولا یعد الرجل ابنہ ثم لا ینجز لہ، ان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ وان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وانہ یقال للصادق صدق وبر ویقال للکاذب کذب وفجر وان الرجل لیصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا ویکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا۔" [1]

ترجمہ: یقیناً جھوٹی روایات بدترین روایات ہوتی ہیں اور جھوٹ بولنا نہ عمداً جائز ہے اور نہ ازراہِ مذاق۔ انسان کو اپنے بیٹے سے ایسا وعدہ نہیں کرنا چاہیے جسے وہ پورا نہ کرسکے۔ بلاشبہ سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے جبکہ جھوٹ برائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور سچے انسان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے سچ کہا اور نیکی کا کام کیا جبکہ جھوٹے انسان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا اور اس کا

---

[1] سنن الدارمی، جلد ۱ ص ۲۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارتکاب کیا۔ یقیناً آدمی سچ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے ہاں سچا ترین انسان لکھ دیا جاتا ہے اسی طرح جو جھوٹ بولتا رہتا ہے اسے اللہ کے ہاں جھوٹا ترین انسان لکھ دیا جاتا ہے۔

تحقیقی نقطہ نظر سے مذکورہ بالا حدیث کے مطابق نقل روایت میں سچائی اور دیانت داری کے اصول کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور اس خوبی کو مستحکم کرنے کا نسخہ یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو کسی صورت میں بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے چاہے مذاق ہی کیوں نہ ہو۔ ایک دوسری فطری حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ انسان کے روزمرہ کے رویے سے معاشرے میں اس کا تشخص و تاثر ابھرتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ دنیا میں اس کے بارے میں اچھا یا برا تاثر قائم ہوتا ہے بلکہ اللہ کے ہاں اس کی شخصیت کا ویسا ہی امیج درج کر دیا جاتا ہے۔

دراصل احادیث کے مطابق جھوٹ کی کسی صورت کو بھی قابل نہیں سمجھا گیا۔ یہاں تک کہ ہنسی مذاق اور محفل آرائی کی خاطر بھی اس کی اجازت نہیں دی گئی کیونکہ اس طرح یہ عادت راسخ ہوتی چلی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

"ویل للذی یحدث فیکذب لیضحک به القوم، ویل له، ویل له"۔[1]

ترجمہ: ہلاکت ہے اس کے لیے جو جھوٹی بات کے ذریعہ ہنسانا چاہتا ہے۔ ہلاکت ہے اس کے لیے، ہلاکت ہے اس کے لیے۔

---

[1] ایضاً ص ۲۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کذب بیانی کو سنگین گناہوں کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو منافق کی علامات میں شمار کیا ہے۔ آپؐ کا فرمان ہے۔

"آیة المنافق ثلاث اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا اؤتمن خان"۔ [1]

ترجمہ: منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔"

۲۔ **پیش آمدہ مسائل کا حل** تحقیقی حقائق کی تلاش، حالات وواقعات کی چھان بین اور انسان کو درپیش مسائل کا حل نکالنے کا نام ہے۔ احادیث کے حوالے سے تحقیق کی تعریف میں انسانی مشکلات کا ازالہ اور انسانی مصائب کا مداوا اور علاج شامل ہے۔ اس ضمن میں یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ عملی طریق کار اختیار کیا گیا ہے اور درپیش مسائل کا حل تلاش کرتے وقت شکوک و شبہات سے احتراز کیا گیا ہے۔

حضرت معاذؓ بن جبل سے مروی ہے۔

"یا ایھا الناس لا تعجلوا بالبلاء قبل نزولہ فیذھب بکم ھنا وھنا

---

[1] ایضاً صفحہ ۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فانکم ان لم تعجلوا بالبلاء قبل نزوله لم ینفک المسلمون ان یکون فیھم من اذا سئل سددوا اذا قال وفق"۔ [1]

ترجمہ: اے لوگو! مصیبت آنے سے پہلے اسے جلدی نہ لو ورنہ یہ چیز تمہیں ادھر ادھر لے جائے گی کیونکہ اگر تم مصیبت آنے سے پہلے جلدی نہ لاؤ تو ہمیشہ مسلمانوں میں ایسے لوگ ہوں گے کہ جب ان سے پوچھا جائے گا وہ درست جواب دیں گے اور جب وہ بات کریں گے تو وہ اللہ کی توفیق سے صحیح بات کریں گے۔

اس حدیث کی رُو سے مسائل کو حل کرنے میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ غور و فکر اور جانچ پڑتال سے کام لینا چاہیے۔ اسی طرح شرعی امور و معاملات کا حل پیش کرنے کے ملت اسلامیہ کے وہ افراد اہل ہوتے ہیں جو ہمیشہ صحیح نقطہ نظر رکھتے ہیں کیونکہ وہ مسائل کی تحقیق و تنقیح کر کے ان کی نوعیت متعین کرتے ہوئے ان کا حل تلاش کرتے ہیں درحقیقت ایسے ہی صاحب تحقیق لوگوں کو اللہ کی حمایت حاصل ہوتی ہے اور انہیں امور میں بصیرت و حکمت عطا کی جاتی ہے۔

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عباس سے ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آکر سوال کرنے لگا کہ وہ آدمی کیا کرے جو سال میں دو ماہ رمضان پائے۔ آپ نے دریافت کیا کیا ایسا واقعہ پیش آیا ہے؟ اس نے کہا ابھی تک تو ایسا نہیں ہوا۔ اس پر آپ نے فرمایا، مصیبت آنے دو (اس کا حل نکال لیا جائے

---

[1] ایضاً صفحہ ۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس کے بعد ایک حبلی آدمی ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس نے کہا کہ اس نے سال میں دو ماہ رمضان پاتے ہیں۔ اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ ایسے آدمی کو چاہیے کہ پہلے رمضان المبارک کے ہر دن کے عوض تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ فتویٰ اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کے لیے پوری تگ و دو سے کام لیا جائے اور یہی تحقیق کا بنیادی نقطہ ہے کہ تمام توجہ مطلوبہ معلومات کو جمع کرنے اور مشکل کو حل کرنے پر دی جانی چاہیے۔

۳۔ ذاتی تعصبات سے احتراز محقق کے لیے یہ ازحد ضروری ہے کہ وہ اپنے ذاتی تعصبات اور شخصی مغالطوں سے احتراز کرے۔ احادیث نبوی میں بھی اصل اہمیت مصادر شریعت کو حاصل ہے اور افراد کے تعصب و مغالطے سے بالاتر ہو کر قرآن و سنّت اور قیاس و اجتہاد کے طریقۂ کار سے مسائل کا استنباط کیا جائے۔ اس لیے ہر وہ کام جو قرآن و سنّت جیسے اوّلین مصادر کی بصیرت سے عاری ہو بدعت کہلاتا ہے جسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

"ان افضل الھدی ھدی محمد و شر الامور محدثاتھا و کل بدعۃ ضلالۃ"[2]

ترجمہ: یقیناً بہترین ہدایت محمدی ہدایت ہے اور بدترین معاملات نئے ایجاد

---

[1] ایضاً صفحہ ۵۲ [2] ایضاً صفحہ ۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردہ ہیں اور ہر نیا کام (جس کی سند قرآن وسنت سے نہ ملتی ہو) گمراہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس بلا علم فتویٰ دینے والے کو مجرم گردانتے تھے آپ کا قول ہے۔

"من افتی بفتیا یعمی علیها، فانثمها علیه"۔ [1]

ترجمہ: جس انسان نے ایسا فتویٰ صادر کیا جس سے وہ نابلد تھا اس کا گناہ اس کی گردان پر ہوگا۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق بھی لوگوں کو قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ جنہیں شریعت مطہرہ کے اولین مصادر ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کا فرمان ہے۔

"یا ایها الناس انا لا ندری لعلنا نامرکم باشیاء لا تحل لکم ولعلنا نحرم علیکم أشیاء هی لکم حلال، ان اخر ما نزل من القرآن اٰیۃ الربا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبینها لنا حتی مات فدعوا ما یریبکم الی ما لا یریبکم"۔ [2]

ترجمہ: اے لوگو! ہمیں پتا نہیں کہ ہم شاید تمہیں ایسی چیزوں کا حکم دے بیٹھیں جو تمہارے لیے حلال نہ ہوں اور شاید ہم تمہارے لیے ایسی اشیاء حرام قرار دے ڈالیں جو حقیقتاً تمہارے لیے حلال ہوں۔ قرآن آخری آیت

---

[1] ایضاً صفحہ ۵۲ [2] ایضاً باب کراہیہ الفتیا ص ۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو نازل ہوئی وہ سود والی آیت تھی اور حضورؐ نے تا وصال اس کی ہمارے لیے وضاحت نہیں فرمائی۔ پس تم شک وشبہ والی چیز کو ترک کر کے شک و شبہ سے بالاتر چیز کو اپناؤ۔

حدیث کا آخری ٹکڑا (لکیر شدہ) تحقیق کے بنیادی اصول کی نشاندہی کرتا ہے کہ جو چیز شک وشبہ والی ہو اسے چھوڑ کر ایسی چیز کو اختیار کرنا چاہیے جس کی بنیاد یقین وعلم اور تحقیق پر رکھی گئی ہو۔

۴۔ احتیاط تحقیق ایک حساس کام ہے جس کے لیے محتاط رویہ اپنانا ضروری ہے۔ احادیث میں اخذ روایت حدیث کے وقت احتیاط کرنے کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ حضرت عمر فاروق کا قول ہے:

"ایاکم والمکایلة یعنی فی الکلام" [1]

ترجمہ: تم بات چیت کے دوران قیاس آرائی سے بچو۔

یعنی جب تک پختہ علم حاصل نہ ہو اٹکل پچو لگانے سے احتراز کرنا چاہیے دیگر صحابہ کرام بھی روایت میں احتیاط کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی نصیحت کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان ہے۔

"من علم منکم فلیقل به ومن لم یعلم فلیقل عما لا یعلم اللہ اعلم فان العالم اذا سئل عما لا یعلم قال: اللہ اعلم وقد قال اللہ لرسوله قل لا اسئلکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین"۔ [2]

---

[1] سنن الدارمی جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۹ ۔ [2] ایضاً صفحہ ۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: تم میں جس کے پاس علم ہو اسے اس کی بنیاد پر بات کرنی چاہیے اور جو نہ جانتا ہو اسے اللہ اعلم (اللہ بہتر جانتا ہے) کہنا چاہیے کیونکہ عالم کی یہ شان ہوتی ہے کہ جب اس سے ایسی بات دریافت کی جائے جس کا اسے علم نہ ہو تو وہ اللہ اعلم کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے (کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (دعوت) پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا اور نہ ہی میں اپنی طرف سے بات بنا کر پیش کر رہا ہوں)

ایک دوسری حدیث میں غیر محتاط بات چیت کرنے والے کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"ان العبد لیتکلم بالکلمة ینزل بها فی النار ابعد ما بین المشرق والمغرب"۔ [1]

ترجمہ: یقیناً بندہ (بعض اوقات) ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ (جہنم) کی آگ میں اتنی دور چلا جاتا ہے کہ وہ مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ جن سے اکثر احادیث منقول ہیں کا یہ معمول تھا کہ وہ زبانی یاد کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ضبط تحریر میں بھی لاتے تھے۔ عمرو بن امیہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے ایک حدیث اخذ کی، بعد میں حضرت ابوہریرہؓ سے دریافت کیا تو انہوں نے انکار کیا۔ اس پر عمرو نے عرض کی میں نے یہ حدیث

---

[1] صحیح مسلم، باب حفظ اللسان جلد ۹ ص ۱۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ سے سنی ہے اس پر ابوہریرہؓ نے کہا اگر تم نے مجھ سے سنی ہے تو یقیناً میرے پاس لکھی ہوئی ہوگی۔ یہ کہہ کر ابوہریرہؓ انہیں اپنے گھر لے گئے اور بہت سی مکتوبہ احادیث دکھائیں۔ جن میں وہ حدیث بھی تھی۔ تب حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میں نے تمہیں کہا تھا کہ اگر میں نے تمہیں حدیث بتائی ہے تو میرے پاس لکھی ہوگی۔ [1]

صحابہ کرام روایت حدیث میں نہایت محتاط رویہ رکھتے تھے اور قلت روایت کے قائل تھے۔ امام شعبی کہتے ہیں۔

"جالست ابن عمر سنة فلم اسمعه يذكر حديثا عن رسول الله۔ [2]

ترجمہ: میں حضرت (عبداللہؓ) بن عمر کے پاس ایک سال بیٹھا رہا (یعنی مجھے ایک سال تک ان کی مجلس میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا، میں نے انہیں اس عرصے کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی بیان کرتے نہیں سنا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس کے متعلق مروی ہے کہ وہ قال رسول اللہ (اللہ کے رسول نے فرمایا) کے الفاظ بہت کم کہتے تھے۔ ایک شام انہوں نے قال رسول اللہ کے الفاظ کہے تو ان کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ رگیں پھول گئیں اور ان کی چادر تک کھل گئی۔ ایسی حالت میں بھی کہتے گئے۔ او مثلہ او نحوہ او شبیہ بہٖ (یا حضور نے اس سے ملتی جلتی یا ایسی ہی یا اس جیسی بات فرمائی)۔ [3]

حضرت عمر فاروقؓ تمام صحابہ میں سے روایت حدیث کے متعلق زیادہ محتاط

---

[1] جامع ابن عبدالبر ص ۱۰۱ ۔ [2] سنن الدارمی جلد ا صفحہ ۷۲ [3] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے انصار کے ایک وفد کو کوفہ کی طرف الوداع کرتے ہوئے نصیحت کی۔ اہل کوفہ تمہیں دیکھ کر کہیں گے کہ محمدؐ کے صحابہ تشریف لائے ہیں کیوں نہ ان سے احادیث اخذ کریں۔ تم حضور سے کم از کم روایات بیان کرنا۔ خود میرا بھی یہی طریقہ کار ہے۔ اس وفد میں قرظہ بھی شامل تھے جو حدیث کے سب سے بڑے حافظ شمار ہوتے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب اہل کوفہ ان سے احادیث دریافت کرتے تھے تو وہ عمر فاروق کی وصیت یاد کر کے خاموشی اختیار کر لیتے تھے۔[1]

۵۔ **عینی مشاہدہ** تحقیق کے دوران معلومات جمع کرنے کے لیے چشم دید گواہی تمام دیگر ذرائع اطلاعات سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس اصول تحقیق کو پیش نظر رکھتے تھے۔ آپؐ کا یہ معمول مبارک تھا کہ باہر سے آنے والے تمام وفود کو مسجد نبوی میں ٹھہراتے تاکہ وہاں سے مسلمانوں کے حالات و اطوار کا جائزہ لے سکیں اور فرمودات مصطفویؐ سے براہ راست مستفید ہوں عام وفود کو بھی ایسی جگہ ٹھہرایا جاتا تھا جہاں سے اس واقعہ کے معائنہ و مشاہدہ کا ان کو کافی موقع مل سکتا ہو جس کے وہ مورخ بنائے جاتے تھے۔ پھر رخصت کے وقت حکم ہوتا

"احفظوھن واخبروھن من ورائکم"[2]

ترجمہ: تم ان واقعات (احادیث) کو ذہن نشین کر لو اور اپنے بقیہ ساتھیوں کو خبر دینا۔

---

[1] ایضاً صفحہ ۲ [2] صحیح بخاری باب الوفود ص ۲۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی بہت عمدہ تشریح کی ہے۔ جس کے مطابق یہ سلسلہ نقل اخبار بعد میں آنے والی تمام نسلوں تک محیط تھا۔ وہ فرماتے ہیں ۔

"یشمل من جاؤوا من عندھم وھذا باعتبار المکان ویشمل من یحدث لھم من الاولاد وغیرھم وھذا باعتبار الزمان۔" [1]

ترجمہ: اس میں ان کے بعد آنے والے تمام لوگ شامل ہیں۔ مکانی اعتبار سے اور زمانے اعتبار سے ان کی اولاد وغیرہ شامل ہے جو ان کے لیے حدیث بیان کریں گے۔

۶۔ ذاتی سماع | محقق کے لیے حتمی نتائج تک رسائی حاصل کرنے لیے عینی مشاہدہ کے علاوہ ذاتی طور پر راوی سے روایت کا سماع بھی اہم معاون ثابت ہوتا ہے اور روایت کو ثقہ بنا دیتا ہے۔ صحابہ کوشش کرتے تھے کہ سلسلہ اسناد میں اولین راوی سے حدیث رسول سنیں۔

حضرت عبداللہؓ بن عباس طلب حدیث کے دنوں کو یاد کر کے فرماتے :۔

"مجھے جس راوی حدیث کے متعلق پتہ چلتا، میں اس کے پاس جاتا۔ اگر وہ سو رہا ہوتا تو میں اس کے دروازے پر چادر ڈال کر بیٹھ جاتا۔ ہوا کی وجہ سے مٹی میرے چہرے پر پڑتی رہتی۔ یہاں تک کہ وہ آدمی نکلتا۔ وہ کہتا، اے اللہ کے رسول کے صاحبزادے آپ نے کیوں زحمت کی؟ میں کہتا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم سے حدیث روایت کرتے ہیں اس لیے میں نے ذاتی طور پر اسے سننا پسند کیا۔ وہ کہتا، آپ نے کسی کے ہاتھ پیغام ارسال کر دیا ہوتا میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ میں کہتا مجھے تمہارے پاس حاضر ہونا چاہیے تھا۔" [1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کے چشم دید گواہوں اور آپ سے ذاتی طور پر سماع کرنے والوں کی تعداد کے بارے میں اصابہ میں مروی ہے کہ

• توفی النبیؐ ومن راہ وسمع منہ زیادہ علی مائۃ الف انسان من رجل وامراۃ، کلھم قد روی سماعًا ورویۃ۔ [2]

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت تک آپ کو دیکھنے اور آپ سے براہ راست سماع کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد مرد و عورت کی تعداد تھی۔ ان سب نے آپ کو ذاتی طور پر دیکھا اور آپ سے سماع کیا۔

ایک مرتبہ حضرت انس رضؓ حدیث بیان کر رہے تھے کہ حلقہ درس کے لوگوں میں سے کسی نے پوچھا۔ انت سمعتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [3] کیا تم نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہے؟

اس واقعہ سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام روایت و احادیث میں مکمل حزم و احتیاط سے کام لیتے تھے بلکہ پورا اسلامی معاشرہ تحقیق

---

[1] ایضاً صفحہ ۱۰۵ [2] اصابہ جلد ۱ صفحہ ۲

[3] مستدرک حاکم، باب العلم ص ۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بنیادی اصولوں پر کاربند تھا اور اندھا دھند روایات و احادیث کو قبول نہیں کیا جاتا تھا۔ عہد صحابہ میں تحقیقی رجحان عام تھا جس میں ذاتی سماع کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ ایک دفعہ ایک صحابی حضرت فضالہ بن عبداللہ کی خدمت میں مصر گئے۔ وہ استقبال کے لیے آگے بڑھے تو کہنے لگے "میں تمہاری زیارت کی غرض سے نہیں آیا بلکہ تمہارے پاس اس حدیث کے متعلق علم حاصل کرنے کی خاطر حاضر ہوا ہوں جو ہم دونوں نے آنحضرت سے سنی تھی۔ [1]

صحابہ ذاتی طور پر روایات کے سماع پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ آنحضرت سے دوبارہ ان کی تصدیق بھی کرواتے تھے چنانچہ حضرت سعید بن ہلال کا بیان ہے کہ،

"کنا اذا اکثرنا علی انس بن مالک فاخرج الینا مجالا عندہ فقال هذہ سمعتها من النبی ﷺ فکتبتها و عرضتها علیه"۔ [2]

ترجمہ: جب ہم حضرت انسؓ بن مالک سے (حدیثوں کے متعلق) زیادہ پوچھ گچھ کرتے تو وہ اپنا تھیلا ہمارے پاس لاتے اور فرماتے، "میں نے ان حدیثوں کو حضورؐ سے خود سماع کرکے لکھا ہے اور آپ پر انہیں پیش کیا ہے۔

حاصل بحث تحقیق کے مفہوم و تعریف میں صداقت شعاری، مسائل کا حل ذاتی تعصبات سے احتراز، روایت میں احتیاط، عینی مشاہدہ اور ذاتی سماع کے اصول شامل ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے ان اصولوں کو اپنایا تھا اور روایت احادیث میں عملی نمونے پیش کیے آئندہ فصل تحقیق کی غرض و غایت اور مقصد پر مشتمل ہے۔

---

[1] سنن دارمی جلد ۱ صفحہ ۷۵ [2] مستدرک باب العلم ص ۱۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

تحقیق کی غرض وغایت اور مقصد

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تحقیق ہمیشہ بامقصد ہوتی ہے اور تمام تحقیقی کاوشیں چند نتائج پر منتج ہوتی ہیں بعینہ احادیث میں تحقیق کے اغراض ومقاصد جامع اور ہمہ گیر اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کے سرفہرست انسانی فلاح وبہبود اور کامرانی کا مقصد ہے اس کے علاوہ تحقیق کی غرض وغایت میں مفید معلومات کا حصول، یقینی علم تک رسائی اور تحقیقی رجحان کا فروغ شامل ہیں۔ ذیل میں احادیث کے اقتباسات کے حوالے سے تحقیق کے ان اغراض ومقاصد کو مزید واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۔ انسانی فلاح وبہبود انسانی خدمت کا فریضہ احادیث کے حاملین نے بہ خوبی سرانجام دیا ہے۔ ائمہ حدیث نے ذاتی طمع ولالچ اور مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انسانیت کی فلاح وبہبود کے فرض کو ادا کیا۔ صحابہ کرام ذاتی شہرت ونام ونمود اور ریاکاری کے لیے احادیث بیان کرتے نہیں تھے کیونکہ آنحضرت کا فرمان ان کے پیش نظر رہتا تھا کہ:۔

"من طلب العلم لیباھی بہ العلماء او لیماری بہ السفھاء او یرید ان یقبل بوجوہ الناس بہ، ادخلہ اللّٰہ جھنم"۔ [۱]

---

[۱] سنن الدارمی جلد ا ص ۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: جس نے علم وحدیث اس لیے حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ دیگر اہل علم کے سامنے فخر کرے یا بے وقوفوں کے سامنے اترائے یا یہ چاہے کہ لوگ اسے خوش آمدید کہیں۔ اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

ایک دوسری حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کے اس مقصد کو ایک تمثیل کی وساطت سے واضح فرمایا ہے۔ جس کے مطابق اللہ تعالیٰ روز قیامت علماء سے علوم وفنون کی غرض وغایت کے بارے میں سوال کرے گا کہ اسے انسانی فلاح وبہبود اور رضائے الٰہی کے لیے استعمال کیا گیا یا محض ذاتی مفادات کے حصول کی خاطر استعمال ہوا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"لا تزول قدما عبد یوم القیامۃ حتی یسأل عن عمرہ فیما افناہ وعن عملہ ما فعل بہ وعن مالہ من این اکتسبہ وفیما انفقہ وعن جسمہ فیما ابلاہ"۔ [1]

ترجمہ: قیامت کے دن ہر انسان اپنی جگہ پر (اللہ کے حضور کھڑا رہے گا جب تک اس سے یہ سوالات نہ پوچھ لیے جائیں گے کہ اس نے اپنی عمر کیسے گزاری؟ اپنے علم کو کہاں صرف کیا؟ اپنا مال کیسے کمایا؟ اور کس مصرف پر لگایا؟ اور اپنا جسم کن کاموں میں کھپایا؟

حضرت علیؓ نے علم حدیث کے مقصد کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"تعلموا العلم فاذا تعلمتموہ فاعظموا علیہ ولا تشوبوہ بضحک ولا بلعب"۔۔۔ [2]

---

[1] ایضاً صفحہ ۱۱۰ [2] ایضاً صفحہ ۱۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: تم علم حاصل کرو، جب علم حاصل کرلو تو اس کی حفاظت کرو اور اسے ہنسی مذاق اور لہو لعب میں ضائع نہ کرو۔

گویا علم حدیث متانت و وقار، حلم و بردباری حقیقت پسندی اور مقصدیت کو فروغ دیتا ہے جو کہ انسانی فلاح و بہبود کی ضامن صفات ہیں۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الدین النصیحۃ للہ وللرسول ولعامۃ الناس"۔ [1]

ترجمہ: کہ دین اللہ و رسول کے لیے اخلاص اور عام لوگوں کی خیر خواہی کا نام ہے۔

۲۔ مفید معلومات کا حصول تحقیق کا ایک مقصد مفید معلومات کا حصول اور ان کی جانچ پڑتال ہے۔ احادیث نبویہ میں پوری انسانیت کے لیے مفید معلومات جمع کردی گئی ہیں۔

خود محسن انسانیت صلعم مفید علم کے حصول کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے آپ کی دعا کے الفاظ یہ تھے:

"اللھم انی اعوذبک من الاربع من علم لاینفع ومن قلب لایخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعاء لایسمع" [2]

ترجمہ: اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ طلب گار ہوں۔ اسے علم سے جو

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم ص ۲۰۴

[2] سنن ابی داؤد مع شرح عون المعبود جزو ۱ باب الدعاء صفحہ ۵۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفع آور نہ ہو۔ ایسے دل سے جو (تجھ سے) نہ ڈرے، ایسے ـــــ سے
جو میسّر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر میں صحابہ کرام کی تشکیل سیرت کے لیے
انہیں مفید معلومات بہم پہنچاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ:۔

"تخلّف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفرۃ سافرناہ فادرکنا وقد
ھقتنا الصلوٰۃ ونحن نتوضأ فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادی
باعلی صوتہٖ ویل للاعقاب من النار مرّتین او ثلاثاً" [1]

ترجمہ: آنحضرت صلعم ایک سفر جو ہم نے طے کیا کے دوران پیچھے رہ گئے
جب آپ ہم سے آکر ملے تو ہم نماز میں دیر ہونے کے سبب سے
پریشان ہو چکے تھے اور وضو کر رہے تھے ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے تو آپ
صلعم نے اونچی آواز میں پکارا۔ ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ کی ہلاکت ہے
آپ صلعم نے یہ کلمات دو یا تین دفعہ دہرائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے۔

"اغدو عالما او متعلما او مستمعا ولا تکن الرابع فتھلک" [2]

ترجمہ: علم سکھانے والا طالب علم یا علم کی باتیں سننے والا، چوتھی کوئی شخصیت نہ بننا
ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

---

[1] صحیح مسلم، باب من رفع صوتہ بالعلم جلد ۱ صفحہ ۱۱۰

[2] سنن الدارمی، جلد ۱ صفحہ ۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ فرمان اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ انسان کو پوری زندگی علم و فن کے حصول، ان کی تدریس یا علمی بات چیت کی سماعت میں صرف کر دینی چاہیے ورنہ انجام بخیر نہ ہوگا۔

۳۔ یقینی علم تک رسائی تحقیق کا مقصد مفید معلومات کو جمع کرکے ان کے ذریعہ مسئلہ کا حل نکالنا اور یقینی علم حاصل کرنا ہے۔ احادیث انسان کو یقینی علم تک رسائی حاصل کرنے کی ترغیب دلاتی ہیں۔ رحمتِ دو عالم صلعم نے کسی صحابی کو یہ دعا سکھائی۔

"امنت بکتابک الذی نزلت و نبیک الذی ارسلت"۔[1]

ترجمہ: میں تیری نازل کردہ کتاب پر اور تیرے ارسال کردہ نبی پر ایمان لایا صحابی نے غلطی سے نبیک کو رسولک کے لفظ سے بدل دیا جو کہ تقریباً مترادف و ہم معنی لفظ تھا۔ لیکن حضور صلعم نے حکم دیا۔ "میں نے یہ نہیں کہا، وہی کہو جو میں نے بتایا ہے۔[2]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم اس بات کی مکمل نگرانی کرتے تھے کہ صحابہ صحیح، حقیقی اور قطعی معلومات حاصل کریں یہاں تک کہ آپ صلعم الفاظ کی صحت کا بھی خیال رکھتے تھے۔

ایک حدیث کے مطابق ایک بدو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

---

[1] سنن الدارمی جلد ا صفحہ ۴۹ [2] مسند امام احمد، ص ۱۵۵

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ صلعم سے وضو کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے اسے تین تین دفعہ وضو کے تمام ارکان و شرائط اور سنتیں عملی طور پر کر کے دکھائیں پھر فرمایا:

"ھکذا الوضوء، فمن زاد علی ھذا فقد اساء و تعدی و ظلم"۔ [1]

ترجمہ: وضو اس طرح ہوتا ہے پس جو اس پر کسی چیز کا اضافہ کرے گا وہ برا کرے گا زیادتی کرے گا اور ظلم کرے گا۔

اسی طرح حضرت عمرو بن عبسہ نے ایک مجلس میں سرکار دو عالم صلعم کے وضو کی کیفیت بیان کی تو ابوامامہ بولے خیال کر دکیا اتنا کچھ ایک ہی نشست میں سکھایا جا سکتا ہے؟ اس پر حضرت عمرو بن عبسہ نے فرمایا۔

"اما واللہ فقد کبرت سنی و دنا اجلی و ما بی من فقر فاکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لقد سمعته اذنای و وعاہ قلبی من رسول اللہ"۔ [2]

ترجمہ: دیکھو! اللہ کی قسم میں عمر رسیدہ انسان ہوں میری موت نزدیک آ چکی ہے اور نہ ہی میں غربت کا شکار ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھوں۔ اس حدیث کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور حضور صلعم سے میرے دل نے یاد کیا ہے۔

یعنی میری سمعی و بصری اور قلبی قوتیں اس امر پر شاہد ہیں کہ یہ واقعی وہ علم

---

[1] سنن النسائی باب الاعتداء فی الوضوء۔ جلد ۱ صفحہ ۸۸

[2] ایضاً باب ثواب من توضا کما امر جلد ۱ صفحہ ۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقینی ہے جو آنحضرت صلعم نے مجھے عطا کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لوگوں کو حدیث کا یقینی علم حاصل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"علیکم بالعلم قبل ان یقبض وقبضه ان یذهب باصحابه وعلیکم بالعلم فان احدکم لایدری متی یفتقر الیه اولیفتقر الی ما عنده انکم ستجدون قوما یزعمون انهم یدعونکم الی کتاب اللّٰہ وقد نبذوه وراء ظهورهم، فعلیکم بالعلم وایاکم والمتبدع وایاکم والتنطع وایاکم والتعمق وعلیکم بالعتیق۔" [1]

ترجمہ : تم علم حاصل کرلو اس سے پہلے کہ اسے اٹھالیا جائے اور اس کا اٹھایا جانا یہ ہے کہ اہل علم چلے جائیں (فوت ہو جائیں) تمہیں علم حاصل کرنا چاہیے کیونکہ تم میں سے کسی کو پتہ نہیں کہ اسے کب اس کی ضرورت پیش آجائے یا دوسروں کو اس کے علم کی ضرورت لاحق ہو۔ بہت جلد تمہیں ایسے گروہ ملیں گے جو اپنے زعم کے مطابق تمہیں اللہ کی کتاب کی طرف دعوت دے رہے ہوں گے حالانکہ اسے انہوں نے اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا ہوگا (یعنی اس سے اعراض کر رکھا ہوگا) پس تم علم حاصل کرو اور بدعت طرازی، طعن زنی اور ٹوہ لگانے سے احتراز کرو اور قرآن کو تھامے رکھو۔

صحابہ تحقیقی رجحان رکھتے تھے اور صرف حقیقتوں کے متلاشی تھے وہ مشکوک و

---

[1] سنن الدارمی جلد ا صفحہ ۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتبہات کی بجائے یقینی علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ صبیح نامی شخص مدینہ منورہ میں آیا اور لوگوں سے قرآن کے متشابہات کے بارے میں سوال کرنے لگا۔ حضرت عمر نے اسے کھجور کی لاٹھی کے ساتھ سزا دینا شروع کر دی اور کہا میں اللہ کا بندہ عمر ہوں۔ آپ نے اسے اتنی سزا دی کہ اس کے سر سے خون بہنے لگا اس پر اس نے کہا اے امیر المومنین ! اتنی سزا کافی ہے۔ میرے سر میں جو خمار تھا وہ کافور ہو چکا ہے اسی واقعہ کی دوسری روایت نافع مولی عبداللہ کے مطابق صبیح نے کہا اگر آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو خدا کی قسم ! میں شفا پا چکا ہوں "۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اسے اپنے علاقے میں جانے کی اجازت تو دے دی مگر وہاں کے حاکم ابوموسیٰ کو ہدایت کر دی کہ اس کا معاشرتی بائیکاٹ کر دیا جائے مسلمانوں کے معاشرتی بائیکاٹ کا اس پر گہرا اثر ہوا۔ تب ابوموسیٰ نے خلیفہ کو لکھا کہ اس نے اخلاص کے ساتھ توبہ کر لی ہے۔ اس پر حضرت عمر نے اس کے معاشرتی مقاطعہ کو ختم کر دیا ہے۔ [1]

۴۔ عملی اور متعلقہ سوالات تحقیق کی غرض و غایت میں سوالات کا عملی اور موضوع سے متعلقہ ہونا ضروری ہے۔ صحابہ کرام دوران وعظ و نصیحت حضور صلعم سے صرف وہی سوالات کرتے تھے جن کا علم سے گہرا تعلق ہوتا تھا اور ان کی عملی زندگی سے منسلک ہوتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کا بیان ہے کہ :۔

• ما رأیت قومًا خیرًا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ایضاً ص : ۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما سألوه الا ثلاث عشرة مسئلة حتى قبض كلهن فى القرآن ..... [1]

ترجمہ: میں نے حضور صلعم کے صحابہؓ سے بہتر کوئی گروہ نہیں دیکھا، انہوں نے آپ کے وصال تک صرف تیس سوالات کیے یہ سب کے سب قرآن میں ہیں۔

صحابہ کرام ان مسائل کی طرف توجہ دیتے تھے، جن کا تعلق انسان کی عملی زندگی سے ہوتا تھا۔ حضرت زید بن ثابت الانصاری سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو آپ اس بات کی تحقیق کرتے کہ آیا وہ کسی کو عملاً درپیش ہے۔ ورنہ ارشاد فرماتے " فذروه حتى تكون [2] " کہ اس مسئلہ کو پیش آنے دو۔

اس طرح حضرت عمر فاروقؓ منبر پر کھڑے ہو کر اعلان فرماتے:۔

" احرج باللّٰه على رجل سأل عما لم يكن فان اللّٰه قد بين ما هو كائن [3] "

ترجمہ: میں اس شخص کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو ایسی بات پوچھتا ہے جو واقع ہی نہیں ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر پیش آنے والی چیز کو واضح فرما دیا ہے۔

حاصل بحث | بحث کا ما حاصل یہ ہے کہ تحقیق کی غرض و غایت اور مقصد میں احادیث کے حوالے سے انسانی فلاح و بہبود، مفید معلومات کا حصول اور یقینی علم تک رسائی شامل ہیں۔ آئندہ فصل تحقیق کے اصول پر مبنی ہے۔

---

[1] ایضاً صفحہ ۸۴

[2] ایضاً

[3] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم

تحقیق کے اصول

تحقیق جان جوکھوں کا کام ہے۔ اس کے لیے محقق کے دل میں تڑپ اور لگن کا ہونا ضروری ہے۔ جسمانی اور مالی اعتبار سے بھی انسان کو اپنی قوتیں اور سرمایہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ احادیث کے وسیع ذخیرہ پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ صحابہ نے اخذ ونقل روایت کے لیے ذوق وشوق اور محنت ومشقت سے کام کیا اور روایات واحادیث کی تحقیق وجانچ پڑتال کا فریضہ مکمل دیانتداری اور حزم واحتیاط سے سرانجام دیا۔ آئندہ صفحات میں تحقیق کے یہ اصول وضوابط احادیث کے اقتباسات کے حوالے سے پیش کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ **ذوق وشوق** | جس طرح صحابہ کی محبت رحمت دوعالم صلعم کی ذات گرامی کے لیے لاثانی تھی، اسی طرح آپ صلعم کے اقوال وافعال کو جاننے اور انہیں یاد رکھنے کی تڑپ بھی ان کے اندر بے نظیر تھی۔ ان کے ذوق شوق کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ نے صرف ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لیے پورے ایک ماہ کا سفر کیا اور حضرت عبداللہ بن انیس سے وہ حدیث اخذ کی۔ [۱]

---

[۱] صحیح مسلم باب الرحلۃ فی العلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل صحابہ کا شوق قابل دید تھا۔ حضرت ابوہریرہ کا علم حدیث حاصل کرنے کا شوق جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ وہ اپنے ہی بارے میں فرماتے ہیں۔

"واللہ الذی لا الہ الا ھو ان کنت لاعمد علی الارض بکبدی من الجوع واشد الحجر علی بطنی" [1]

ترجمہ: مجھے اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے پیٹ کو بھوک سے زمین کا سہارا دیتا اور اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔

نیز فرماتے ہیں:۔

"وانیتنی اصرع بین منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحجرۃ عائشۃ فیقال مجنون ومابی جنون ان ھی الا الجوع" [2]

ترجمہ: میں اپنے آپ کو منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے درمیان گرا ہوا پاتا تھا لوگ کہتے یہ پاگل حالانکہ میرے اندر کوئی پاگل پن نہیں تھا بلکہ یہ محض بھوک ہوتی تھی۔

۲۔ محنت وجانفشانی تحقیق کے لیے محنت وجانفشانی سے کام لینا پڑتا ہے۔ ایک حدیث میں حضرت داؤد علیہ السلام کا فرمان اس طرح وارد ہے۔

"قل لصاحب العلم یاخذ عصا من حدید و نعلین من حدید

---

[1] بخاری، باب العلم ص ۴۵

[2] ایضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویطلب العلم حتی تنکسر العصا وتنخرق النعلان"۔ [1]

ترجمہ: علم حاصل کرنے والے کو کہہ دو کہ لوہے کی لاٹھی اور جوتیاں بنوالے اور علم کی تلاش میں لگا رہے جب تک لاٹھی ٹوٹ نہ جائے اور جوتیوں میں چھید نہ ہو جائیں۔

صحابہ اخذ احادیث کے لیے بہت محنت و جانفشانی سے کام لیتے تھے حضرت جابر بن عبداللہؓ اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ انہیں پتہ چلا کہ شام میں حضرت عبداللہ بن انیس الانصاری کے پاس ایک حدیث ہے چنانچہ انہوں نے اپنے اونٹ پر کجاوا باندھا اور ایک ماہ کا سفر کر کے حضرت عبداللہ کے گھر پہنچے۔ اندر پیغام بھجوایا کہ دروازے پر جابر ہے۔ وہ باہر نکلے تو معانقہ کیا اس کے بعد انہوں نے مظالم سے متعلقہ حدیث سنائی جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ [2]

اسی طرح حضرت ابوایوب انصاری نے مصر کا سفر اختیار کیا اور وہاں حضرت عقبہ بن عامر سے ایک حدیث کی تصدیق کروائی جوان دونوں نے حضور صلعم سے سنی تھی وہ حدیث یہ تھی۔

من ستر مسلما خزیۃ سترہ اللہ یوم القیامۃ"۔

کہ جس نے کسی مسلمان کی رسوائی پر پردہ ڈالا، اللہ روز قیامت اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

---

[1] جامع بیان العلم صفحہ ۹۳ [2] جامع بیان العلم صفحہ ۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث حاصل کرنے کے بعد حضرت ابو ایوب دوبارہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور واپسی مدینہ منورہ کی راہ لی۔ وہ اس قدر جلدی میں تھے کہ انہوں نے اپنی سواری کا کجاوہ تک نہیں کھولا تھا۔ [1]

۳۔ **زعم وقیاس آرائی سے احتراز** تحقیق کے اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ زعم وقیاس آرائی کی بجائے علم و یقین کو اپنایا جائے۔ صحابہ کو کسی مسئلہ کے بارے میں صحیح علم حاصل نہ ہوتا تو وہ فتویٰ دینے سے اجتناب فرماتے ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ جس کے پاس سنّت کا علم ہو وہی اس سے متعلقہ سوال کا جواب دے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا بیان ہے۔

"لقد ادرکت فی ھذا المسجد عشرین ومئة من الانصار وما منھم من احد یحدث بحدیث الا ودان اخاہ کفاہ الحدیث، لا یسئال عن فتیا الا ودان اخاہ کفاہ الفتیا" [2]

ترجمہ: میں اس مسجد میں ۱۲۰ انصاری صحابہ سے ملا ہوں ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ ان کا کوئی بھائی ان کی جگہ حدیث بیان کر دے۔ اسی طرح جب ان سے کوئی فتویٰ طلب کرتا وہ اس بات کو پسند کرتے کہ ان کا کوئی مسلمان بھائی ان کی بجائے فتوٰی دے۔

---

[1] ایضاً صفحہ ۹۴

[2] سنن الدارمی باب کراھیہ الفتیا۔ ص ۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ تکرار و مذاکرہ تحقیق کے اصول وضوابط میں سے ایک اصول تکرار و مذاکرہ ہے۔ جو احادیث میں اختیار کیا گیا ہے۔ جہاں آنحضرت صلعم خود احادیث بیان کرتے وقت بار بار کلمات کو دہراتے تھے تاکہ سننے والا اچھی طرح ذہن نشین کرے وہاں صحابہ بھی احادیث کو یاد کرنے کی خاطر کئی بار ان کا اعادہ کرتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ان کا مذاکرہ کرتے تھے۔

حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ حضور صلعم حدیث کو ذہن نشین کرانے کے لیے اعادہ و مراجعت اور تکرار کے اصول کو اپناتے تھے۔

"انہ کان اذا تکلم بکلمۃ اعادھا ثلثا حتی تفھم عنہ واذا اتی علیٰ قوم فسلم علیھم ثلثا۔" [۱]

ترجمہ: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کلمہ بولتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ اسے سمجھ لیا جائے اور جب کسی گروہ کے پاس تشریف لے جاتے تو انہیں تین دفعہ سلام کہتے۔

اسی حدیث کے باب میں ایک دوسری حدیث مذکور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"فقال النبی ۔ الا وقول الزور فما زال یکررھا وقال ابن عمر قال النبی ۔ ھل بلغت ثلثا۔"

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔ آپؐ اس فقرے کو دہراتے رہے۔ ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ حضور صلعم نے

---

[۱] ایضا باب من اعاد الحدیث ثلثا جلد ۱ صفحہ ۱۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین دفعہ دریافت کیا، کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر کا قول ہے :-

"اذا اراد احدکم ان یروی حدیث فلیردده ثلثا" [1]

کہ جب تم میں سے کوئی کسی حدیث کی روایت کرنا چاہے تو اسے تین دفعہ دہرائے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس دوسروں کو حدیث کا مذاکرہ کرنے کی تلقین یوں کرتے ہیں :-

"اذا سمعتم منا حدیثا فتذاکروه بینکم" [2]

کہ جب تم ہم سے کوئی حدیث سنو تو باہم مذاکرہ کیا کرو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی مذاکرہ حدیث کو احیاء حدیث کا اہم ذریعہ گردانتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

"تذاکروا الحدیث فان احیاء الحدیث مذاکرتہ" [3]

کہ تم حدیث کا مذاکرہ کیا کرو۔ کیونکہ مذاکرے سے حدیث تازہ ہو جاتی ہے

حضرت ابی سعیدؓ الخدری کی رائے میں مذاکرہ حدیث انسان میں علم حدیث کو حاصل کرنے کا شوق دو آتشہ کر دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

---

[1] سنن الدارمی جلد ۱ صفحہ ۱۲۰

[2] ایضاً

[3] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تذاکروا الحدیث فان الحدیث یھیج الحدیث"۔ [1]

کہ تم حدیث کا مذاکرہ کرو کیونکہ حدیث کا مذاکرہ کرنے سے حدیث کو تحریک ملتی ہے۔

تکرار اور مذاکرہ کے اصول کے بارے میں حضرت عبداللہؓ بن عباس نے بہت جامع بات کی ہے وہ فرماتے ہیں۔

"ردوا الحدیث واستذکروہ فانہ ان لم تذکروہ ذھب ولا یقولن رجل لحدیث قد حدثتہ قد حدثتہ مرۃ فانہ من کان سمعہ یزداد بہ علما ویسمع من لم یسمع"۔ [2]

ترجمہ: تم حدیث کا تکرار و مذاکرہ اور استحضار کیا کرو کیونکہ اگر تم اس کا مذاکرہ نہیں کرو گے تو وہ غائب ہو جائے گا اور کوئی آدمی حدیث بیان کرتے وقت یہ نہ کہے کہ میں نے ایک بار ہی حدیث بیان کر دی ہے کیونکہ تکرار سے دوبارہ سننے والے کے علم میں اضافہ ہو گا اور جس نے پہلے نہ سنا ہو گا وہ سن لے گا۔

۵۔ روایات کی جانچ پڑتال تحقیقی اصولوں میں معلومات اور واقعات و روایات کی جانچ پڑتال بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ عہد صحابہ میں روایات کی مکمل چھان بین اور جانچ پڑتال کی جاتی تھی۔ شیخین (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) کے متعلق مروی ہے کہ انہوں

---

[1] ایضاً [2] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو قبول کرنے کے لیے دو راوی کا ہونا ضروری قرار دے رکھا تھا اس طرح حضرت علی حدیث بیان کرنے والے سے قسم لیا کرتے تھے، ایک مرتبہ جدہ (دادی) کی وراثت کے مسئلہ میں حضرت ابوبکرؓ نے تنہا حضرت مغیرہ سے حدیث سنی تو دریافت فرمایا۔ ھل معک احد؟ کیا تمہارے ساتھ اس خبر کے بیان کرنے میں کوئی دوسرا بھی شریک ہے؟ تو محمد بن مسلمہ نے بھی اس کی شہادت دی۔ [1]

حضرت ابوبکر صدیق کی طرح حضرت عمر فاروق بھی ایک راوی پر مزید دوسرے راوی کی گواہی طلب فرماتے تھے۔ مندرجہ ذیل واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔

الف۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا دلچسپ واقعہ ہے جس کو حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا ہے کہ ابوموسیٰؓ نے حضرت عمرؓ کو دروازے کے باہر سے تین مرتبہ سلام کیا۔ جب تیسری مرتبہ بھی جواب نہ ملا تو واپس لوٹ گئے۔ حضرت عمر نے ان کے پیچھے آدمی بھیج کر بلوایا اور فرمایا کہ واپس کیوں لوٹ گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضور صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ سلام کرے اور صاحب خانہ جواب نہ دے تو اسے واپس لوٹ جانا چاہیے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کی شہادت پیش کرو ورنہ تمہارے ساتھ میں کچھ کروں گا۔ پس ابوموسیٰ ہمارے پاس (انصار کی ایک محفل میں) آئے، ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ ہم نے کہا کہ کیا حال ہے؟ ہمارے سامنے انہوں نے پورا واقعہ سنایا

---

[1] تذکرۃ الحفاظ، جلد ا صفحہ ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دریافت کیا کہ کیا آپ لوگوں میں سے کسی نے یہ حقیقت سُنی ہے؟ پھر ایک صاحب کو لوگوں نے عمرؓ کے پاس وہ حدیث سناتے بھیجا اس پر عمرؓ نے ابوموسیٰ سے فرمایا:۔

"اما انی لم اتھمک ولکنی خشیت ان یتقول الناس علی رسول اللہ"۔[1]

ترجمہ: میں نے تم پر (غلط بیانی کی) تہمت نہیں لگائی بلکہ مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی احادیث منسوب نہ کرنے لگیں۔

ب۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ دیت جنین کے متعلق جب حضرت مغیرہ نے حدیث سنائی تو حضرت عمر نے ان سے شہادت طلب کی پس محمد بن مسلمہ نے شہادت دی۔

ان واقعات سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے کہ صحابہ روایات کی خوب جانچ پڑتال کرتے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے احادیث کی روایت پر اصول شہادت کی طرح ڈالی تاکہ حضور صلعم کی صحیح احادیث کو موضوع روایات سے الگ کیا جا سکے۔ حافظ ابن حزم تحریر فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں میں کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اپنے انبیاء کے کلمات کو صحیح صحیح ثبوت کے ساتھ محفوظ کرتے۔ یہ صرف اس امت ہی کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس کو اپنے رسول کے ایک ایک لفظ کی صحت اور اتصال کے ساتھ جمع کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔[2]

---

[1] مؤطا امام مالک ص ۳۸۰

[2] الملل والنحل جلد ۲ ص ۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل بحث | اس فصل میں احادیث کے اقتباسات کی روشنی میں تحقیق کے اصولوں کا استنباط کیا گیا۔ جن میں ذوق وشوق، محنت وجانفشانی، زعم وقیاس آرائی سے احتراز، تکرار ومذاکرہ اور روایات کی جانچ پڑتال شامل ہیں۔

اگلی فصل میں تحقیق کے مصادر کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصلِ پنجم

تحقیق کے مصادر

تحقیق کے مصادر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّلین مصادر اور ثانوی مصادر ان دونوں قسم کے مصادرِ تحقیق کو احادیث میں اہمیت حاصل ہے اور کوئی روایت بھی مصدر کے بغیر پایہ استناد تک نہیں پہنچتی۔ صحابہ کرام مسائل کے حل تلاش کرنے کے دوران میں مصادر شریعت کی طرف رجوع کرتے تھے ذیل میں تحقیق کے مصادر کی اہمیت اور مفہوم سے متعلقہ احادیث کے اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ **مصدر کی اہمیت** احادیث نبوی میں مصدر کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ صحابہ روایات کے اخذ روایت کے سلسلہ میں مصدر تک رسائی حاصل کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسینؓ کو وضو کے لیے پانی لانے کو کہا، وہ پانی لے کر آئے تو حضرت علی نے وضو کرنے کے بعد بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پی لیا۔ حضرت حسین نے قدرے تعجب کا اظہار کیا اس پر حضرت علی نے فرمایا۔

"لا تعجب فانی رایت اباک النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصنع مثل ما رأیتنی صنعت" [1]

---

[1] سنن النسائی باب صفۃ الوضو جلد ۱ ص ۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: تم تعجب مت کرو میں نے بلاشبہ تمہارے باپ نبی اکرم صلعم کو ایسا کرتے دیکھا ہے جس طرح میں نے کیا۔

عہد صحابہ میں فتوحات کی وسعت کی بدولت اسلام دور دور پھیل چکا تھا اور قرآن فہمی کے ساتھ ساتھ لوگوں میں اخذ حدیث کا شوق عام تھا۔ احادیث کے راویوں کا سلسلہ بڑھ گیا تھا لیکن اس کے باوجود لوگوں میں مصدر کی اہمیت کا شعور مستحکم تھا۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ لوگ مکہ و مدینہ میں صحابہ سے ذاتی طور پر احادیث سننے حاضر ہوتے تھے۔ حضرت ابی العالیہ کہتے ہیں۔

"کنا نسمع الروایۃ بالبصرۃ عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم نرض حتی رکبنا الی المدینۃ فسمعناھا من افواھھم" [1]

ترجمہ: ہم بصرہ میں رہتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے مروی احادیث سنا کرتے تھے لیکن ہم اس پر مطمئن نہ ہوئے یہاں تک کہ ہم مدینہ سواریوں پر پہنچے اور ان (صحابہ) کے منہ سے براہ راست ان حدیثوں کو سنا۔

جس طرح تابعین کے لیے صحابہ رواۃِ حدیث اولین مصدر کی اہمیت رکھتے تھے اور ان کی کوشش ہوتی تھی کہ اس مصدر تک رسائی حاصل کی جائے اس طرح صحابہ کے لیے آنحضرت صلعم اولین سرچشمہ ہدایت تھے۔ اور وہ اس سے شب و روز فیض یاب ہوتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اگر کبھی مجلس نبوی سے غائب

---

[1] سنن الدارمی جلد ا صفحہ ۱۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتے تو واپسی پر حاضرین مجلس سے آپ صلعم کے قول اور عمل کے بارے میں دریافت کرتے۔ اسی لیے امام مالک سے ان کے شاگرد یحییٰ نے ایک دن سوال کیا:

"اسمعت المشائخ یقولون۔ من اخذ بقول ابن عمر لم یدع الاستقصار قال۔ نعم" [1]

ترجمہ: کیا تم نے اپنے اساتذہ و شیوخ سے یہ سنا ہے کہ جس نے ابن عمر کے قول کو اپنایا اس نے حضور صلعم کی پیروی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی"

اسی طرح صحابہ ایسے حضرات کو خوب پہچانتے تھے جو حضور صلعم کے نقش قدم پر عملی طور پر چلتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلعم کی پیروی میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن زیدؓ نے حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا۔

حدثنا باقرب الناس من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیا ودلا نلقاہ فناخذ عنہ ونسمع منہ"۔ [2]

ترجمہ: ہمیں آپ حضور صلعم سے قریب ترین صحابی کے بارے میں بتائیں جو ہدایت و رہنمائی کے باب میں افضل ہو تاکہ ہم اس سے ملاقات کر کے اخذ روایت کریں اور ان سے احادیث کا سماع کریں۔

حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا۔

"اقرب الناس ھدیا ودلا وسمتا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اصابہ ترجمہ ابن عمر جلد ۵ صفحہ ۱۰۵

[2] ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن مسعود"۔ [1]

ترجمہ: کہ ہدایت و رہنمائی اور شکل و صورت اور عادات کے اعتبار سے ابن مسعود حضور صلعم سے بہت ملتے جلتے تھے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ سنّت نبوی کے عظیم شیدائی اور احادیث نبویہ کے پیرو کار تھے۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ:

"کان یتبع آثاره فی کل مسجد صلی فیه وکان یعترض راحلته فی طریق رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض ناقته۔" [2]

ترجمہ: وہ حضور صلعم کے نشانات پر اس مسجد میں پیروی کرتے تھے جہاں آپ نے نماز پڑھی ہوتی۔ یہاں تک کہ اپنی سواری کو اس راستے کی طرف موڑ کر لے جاتے جس کی طرف آنحضرت صلعم نے اپنی اونٹنی کو موڑا ہوتا۔

۲۔ **مصدر کا مفہوم** احادیث میں سے مصدر کا مفہوم متعین کرنے کے لیے ہمیں حضرت معاذ بن جبل کی روایت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

"عن معاذ ان النبی لما بعثه الی الیمن قال: ارأیت ان عرض لک قضاء کیف تقضی؟ قال: اقضی بکتاب اللہ۔ قال: فان لم یکن فی کتاب اللہ؟ قال: فبسنة رسول اللہ۔ قال: فان لم یکن فی

---

[1] ایضاً

[2] اصابہ ترجمہ ابن عمر جلد ۵۶ صفحہ ۱۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنة رسول اللہ؟ قال۔ اجتہد رائی ولا آلو۔ قال: فضرب صدرہ ثم قال۔ الحمدللہ الذی وفق رسول اللہ علیہ وسلم لما یرضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"[1]

ترجمہ: حضرت معاذ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یمن کی طرف بھیجا تو دریافت کیا۔ اگر تمہیں کوئی مسئلہ پیش آیا تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ اس نے کہا میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپؐ نے پوچھا۔ اور اگر وہ مسئلہ اللہ کی کتاب میں نہ ہوا تو کیا کرو گے اس نے کہا۔ تب میں سنت نبوی کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا اگر وہ سنت نبوی میں بھی نہ ہوا تو؟ اس نے کہا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اور مسئلہ کا حل نکالنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں گا۔ اس پر حضور صلعم نے اس کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے پیغمبر کے ایلچی کو ایسی توفیق عطا فرمائی۔ جس نے اللہ کے رسول کو خوش کر دیا۔

اس حدیث میں شریعت اسلامیہ کے دو مصادر اولین قرآن اور سنت نبوی کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کیے گئے ہیں بلکہ عملی طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ ان مصادر کا کیا مفہوم و مطلب ہے۔ محض زبانی یا اعتقادی طور پر انہیں سرچشمہ ہدایت تسلیم کر لینا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عملی زندگی میں پیش آمدہ مسائل کا حل بھی قرآن و سنت کی نصوص کے مطابق تلاش کیا جائے گا۔ ان اولین مصادر کے

---

[1] سنن الدارمی جلد ا صفحہ ۵۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ایک ثانوی مصدر اجتہاد کی بھی نشاندہی کردی گئی ہے جس کی باری اس صورت میں پیش آئے گی جب کسی مسئلہ کا حل واضح طور پر قرآن وسنت میں موجود نہ ہو ایسی صورت میں مجتہدین قرآن وسنت کی بصیرت کی روشنی میں حالات حاضرہ کے پیش نظر اس کا حل نکالیں گے۔

مصدر کے اس عملی مفہوم کی اہمیت کے پیش نظر اسے مسلمانوں کی معاشرتی واخلاقی اور سیاسی زندگی میں عملاً نافذ کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں مروی ہے کہ ان کے پاس جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا آپ اللہ کی کتاب کو دیکھتے، اگر اس میں اس مسئلہ کا حل ہوتا تو اس کے مطابق فیصلہ صادر فرماتے۔ ورنہ سنت رسول صلعم کی طرف رجوع کرتے۔ سنت رسول میں بھی اس کے بارے میں اگر کچھ نہ ہوتا تو عام مسلمانوں سے دریافت کرتے۔ مجھے اس قسم کا مسئلہ درپیش ہے کیا کسی کو حضور صلعم کی کوئی سنت یاد ہے۔ جو اس کا حل پیش کرتی ہو۔ اکثر ایسا ہوتا کہ بہت سے لوگ آنحضرت صلعم کے متعلقہ فیصلے کی نشاندہی کر دیتے۔ تب حضرت ابوبکر کہتے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے درمیان میں ایسے لوگ برقرار رکھے ہیں جو ہمارے نبی اکرم صلعم کے ارشادات کو یاد رکھے ہوئے ہیں اور اگر سنت نبوی اس باب میں دستیاب نہ ہوتی تو آپ تمام لوگوں خصوصاً ان میں سے بہتر طبقے کو بلوا کر ان سے مشورہ کرتے اور جب وہ متفقہ رائے دے دیتے تو آپ اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔ [1]

---

[1] ایضاً جلد ۱ صفحہ ۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صدیقی عمل سے ایک اور مصدر شریعت کا علم ہوتا ہے جسے امت مسلمہ کے اجماع کا نام دیا جاتا ہے۔ اجتہاد کی طرح اجماع اور قیاس بھی شریعت اسلامیہ کا مصدر شمار کیے جاتے ہیں۔

اسی طرح خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضؓ نے مذکورہ بالا چاروں مصادر کو منطقی و عملی ترتیب کے ساتھ اپنی ایک محکمانہ ہدایت / حکم میں بیان کیا ہے۔ جو انہوں نے قاضی شریح کے نام ارسال کی تھی۔ آپ نے انہیں ہدایت کی تھی کہ اگر تمہارے پاس اللہ کی کتاب کا کوئی حکم ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرنا اور اس بات کا خیال کرنا کہ لوگ تمہیں اس قرآنی فیصلے سے دور نہ کر دیں۔ اور اگر تمہارے سامنے ایسا مسئلہ پیش ہو جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو سنت رسول صلعم کے مطابق فیصلہ کرنا۔ اور اگر ایسا مقدمہ ہو جو دونوں مصادر شریعت اصلیہ قرآن و سنت میں نہ ہو تو دیکھنا کہ امت مسلمہ کا کس امر پر اجماع ہے۔ اس پر عمل کرنا اور اگر اس کا حل قرآن، سنت اور اجماع میں نہ دستیاب ہو تو دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک صورت اختیار کر لینا چاہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرنا اور اس کا فیصلہ کر لینا اور اگر پسند کرو تو معاملے کو ذرا موخر کر دینا کہ شاید کوئی فطری حل نکل آئے اور تاخیر تمہارے لیے بہتر ہے۔ [1]

اس فاروقی دستاویز میں تمام مصادر کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے۔ جس کے مطابق قرآن، سنت، اجماع و قیاس اور اجتہاد کے علاوہ ضمنی مصادر میں سے حالات و واقعات یا عرف و عادات کو عملی صورت میں بالترتیب اولیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

---

[1] ایضاً صفحہ ۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخذ کردہ نتائج اس باب میں تحقیق کے اصول وضوابط پر احادیث نبویہ کی روشنی میں بحث کی گئی۔ احادیث میں تحقیق کی ضرورت واہمیت پر زور دیا گیا ہے تحقیق کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ترغیب وتلقین کی گئی ہے۔ تحقیق سے متعلقہ مسنون دعائیں مذکور ہیں اور چند ایک عملی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ ان عملی اقدامات میں مصدر اصلی تک رسائی، کذب بیانی اور غیبت کی ممانعت اور خرید وفروخت میں تحقیقی اصول بیان کیے گئے ہیں۔

تحقیق کی اہمیت اجاگر کرنے کے علاوہ تحقیق کے مفہوم وتعریف کو واضح کرنے کے لیے صداقت شعاری، پیش آمدہ مسائل کا حل، ذاتی تعصبات سے احتراز، محتاط رویہ، عینی مشاہدہ اور ذاتی سماع سے متعلقہ احادیث سے اقتباسات پیش کیے گئے، اسی طرح تحقیق کی غرض وغایت اور مقصد میں انسانی فلاح وبہبود، مفید معلومات کا حصول، یقینی علم تک رسائی اور بلا تحقیق فتویٰ دینے سے اجتناب کو بیان کیا گیا ہے۔

فصل چہارم کے تحت تحقیق کے اصولوں کا احادیث کی روشنی میں جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جن میں ذوق وشوق، محنت وجانفشانی، زعم وقیاس آرائی سے احتراز، حزم واحتیاط، تکرار ومذاکرہ اور روایات کی جانچ پڑتال شامل ہیں۔ باب کی آخری فصل میں تحقیق کے مصادر کے تحت مصدر کا مفہوم اور اس کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے شریعت اسلامیہ کے اولین اور ثانوی مصادر کو بیان کیا گیا ہے۔ آئندہ باب میں اصول حدیث میں اختیار کردہ تحقیق کے اصول وضوابط کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

اصول حدیث میں تحقیق کے اصول وضوابط

فصل اول — علم الحدیث میں تحقیق کے موضوعات مسائل، مقاصد اور تعریف۔
فصل دوم — علم الحدیث میں تحقیق کے طریقے۔
فصل سوم — علم الحدیث میں تحقیق کے اصول وضوابط۔
فصل چہارم — علم الحدیث کے تحقیقی اصول وضوابط کے دیگر علوم وفنون پر اثرات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

اصول حدیث میں تحقیق کے اصول وضوابط

تقدیم وتعارف

تحقیق ایک جامع وہمہ گیر عمل ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف پہلوؤں کا حامل ہے۔ چند پہلو ایسے ہیں جو اپنے مقاصد کے لحاظ سے اہم اور قابل توجہ ہیں۔ ان میں نظریاتی یا بنیادی پہلو اور اطلاقی یا عملی پہلو نمایاں ہیں۔ مقاصد ہذا کا پہلا باب تحقیق کے نظریاتی پہلو پر مشتمل تھا اور دوسرا باب اس کے اطلاقی پہلو پر مبنی ہے۔ اسلامی ادبیات میں جمع وتدوین قرآن کے بعد تحقیق کی دوسری راسخ روایت تدوین حدیث کی شکل میں روبہ عمل لائی گئی۔ اس مقصد کے حصول کے لیے باقاعدہ اصول حدیث اور علم الحدیث کے فنون ایجاد کیے گئے۔ ہمارے مقالے کا یہ باب علم الحدیث میں اختیار کردہ تحقیق کے اصول وضوابط پر مشتمل ہے۔

محدثین کرام نے علم حدیث کی حفاظت، جمع وتدوین اور تحقیق وتنقیح کے سلسلے میں قابل قدر کاوشیں سرانجام دی ہیں۔ علم وادب کی تاریخ میں ان کی مساعی جمیلہ کی مثال ملنا دشوار ہے۔ احادیث کی چھان بین کے سلسلے میں ایک اہم سوال ان راویوں کے کردار کے بارے میں معلومات کا ہے۔ اس کے لیے انہوں نے جرح وتعدیل کے اصول وضع کیے۔ جن کی بدولت اسماء الرجال کا مستقل فن معرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجود میں آیا اور کم وبیش چھ صدیوں تک جرح وتعدیل اور فن اسماء الرجال پر کتابیں لکھی جاتی رہیں۔ جرمن ڈاکٹر اسپرنگر کے بقول علم اسماء الرجال کی وساطت سے مسلمانوں نے کم از کم پانچ لاکھ راویوں کے حالات محفوظ کیے ہیں جن کا مقصد صرف ایک ذات اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے حالات کو معلوم اور محفوظ کرنا تھا۔ [1]

اسناد و روایت کے ذریعے سے مسلمانوں نے جدید تاریخ نگاری کے ایک اہم اصول کی بنیاد ڈالی۔ جس کی شہادت مشہور مستشرق مورخ پروفیسر فلپ کے حتّی اس طرح دیتے ہیں:۔

"This form of history composition is unique in the case of the Arabs and meets the most essential requirements of modern historiography namely," BACK TO THE SOURCE" and "TRACE THE LINE of AUTHORITIES." [2].

ترجمہ: عربوں کے ہاں تاریخی تالیف کا یہ طرز نگارش منفرد ہے۔ اور جدید تاریخ نگاری کی نہایت اہم ترین ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ یعنی رجوع الی المصدر اور اسناد کی کڑیوں کی تلاش۔

روایت و درایت حدیث کے اندر استعمال ہونے والے تحقیق کے اصول

---

[1] مقدمہ تاریخ تدوین حدیث ترجمہ تاریخ التراث العربی مترجم سعید احمد طبع اول اسلام آباد ادارہ تحقیقات اسلامی ص ۱۳ سنہ ۱۳۰۵ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضوابط کو مغربی محققین نے اختیار کیا۔ چنانچہ دورِ حاضر میں یہی اصول تحقیق اب مغربی مفکرین کی تالیفات میں بھی بیان ہونے لگے ہیں۔ کارتر وی گڈ (Carter V. Good) نے اپنی کتاب "The Methodology of Educational Research" میں ان اصولوں کا تذکرہ کیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ اصول تحقیق کارتر وی گڈ نے فراہم کیے ہوں یا ڈاکٹر ہولیسٹ (Dr Hollis) نے جمع کر لیے ہوں۔ اس میدان میں بلاشبہ مسلمان ان کے پیشرو رہے ہیں۔

حدیث نبوی کے بارے میں تحقیق کا آغاز عہد صحابہ سے ہی ہو چکا ہے جیسا کہ مقالے کے باب اول میں بیان کیا جا چکا ہے۔ صحابہ کے عہد میں کسی روایت کی صحت جانچنے کے لیے یہی کافی تھا کہ راوی سے شہادت طلب کی جاتی تھی، تابعین کے زمانے میں چونکہ سلسلہ اسناد قائم ہو گیا تھا۔ اس لیے صرف شہادت کافی نہیں ہو سکتی تھی بلکہ جو شخص کوئی حدیث روایت کرتا اسے بتانا پڑتا تھا کہ اس نے وہ حدیث کسی سے سنی اور اس کے مروی نے کسی سے سماع کیا تاکہ یہ سلسلہ اسناد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا۔ شروع شروع میں اسناد کے بیان کی زیادہ اہمیت نہیں تھی کیونکہ کوئی شخص دانستہ طور پر رسالت مآب صلعم کی طرف غلط باتیں منسوب کرنے کی جرات نہیں کرتا تھا۔ لیکن جب طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے اور بد باطن لوگوں نے اپنے عقائد باطلہ کو ثابت کرنے کی خاطر احادیث وضع کرنا شروع کیں تو روایت حدیث کے لیے سند کو ایک لازمی اور اہم شرط قرار دیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنہ وضع حدیث کا قلع قمع کرنے اور احادیث شریفہ کی صحت کو واضح کرنے کے لیے محدثین نے علمی اور تحقیقی اسلوب کو اختیار کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے موضوع احادیث کا معیار مقرر کیا۔ ان کی جانچ پڑتال کی اور ان کی علامات مقرر کیں تاکہ قارئین حدیث کو صحیح اور غلط احادیث کی معرفت میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ اس میدان میں تحقیق کا دائرہ کار اتنا وسیع کیا گیا کہ وضاعین حدیث اور موضوع احادیث پر مشتمل کتابیں تصنیف کی گئیں۔ اس اصول تحقیق کا تذکرہ اس باب کی فصل اوّل کی پہلی بحث میں کیا گیا ہے۔

وضع حدیث کا سدباب کرنے کے لیے محدثین عظام نے تحقیق اسناد کا اصول اپنایا۔ روایت کے بارے میں حزم واحتیاط کا یہ عالم تھا کہ وہ حالات اس وقت تک بیان نہیں کرتے تھے، جب تک ان کے پاس آخری راوی سے لے کر چشم دید گواہ تک تسلسل کے ساتھ روایت موجود نہ ہو۔ چنانچہ جہاں درمیانی راویوں کے نام ترتیب کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں وہاں یہ بھی تحقیق کی جاتی ہے کہ وہ لوگ کون تھے؟ ان کے مشاغل کیا تھے؟ ان کا کردار کیسا تھا؟ ان کی عقل وفہم کا معیار کیا تھا؟ وہ کہاں تک ثقہ تھے؟ سطحی الذہن تھے یا نکتہ رس تھے؟ اور عالم تھے یا جاہل؟

اسناد کے بارے میں تحقیق ایک بہت مشکل کام ہے۔ تحقیق وتنقید کے اعتبار سے حدیث نبوی کے دو حصے ہیں سند اور متن۔ متن حدیث کے الفاظ کو کہتے ہیں اور سند ان افراد کے سلسلے کو جن کی وساطت سے وہ الفاظ ہم تک پہنچے۔ کسی بھی حدیث کی چھان بین کے لیے حدیث کے ان دونوں اجزا کو پرکھنا ضروری ہے سند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تحقیق کا تعلق روایت سے ہے اور متن پر گفتگو کا تعلق حدیث کے داخلی نقد سے ہے۔ گویا حدیث کو دونوں قسم کے شواہد داخلی اور خارجی کی روشنی میں جانچا جاتا ہے۔ فصل اول کی دوسری بحث میں علم الحدیث میں اختیار کردہ تحقیق اسناد کے اصول کی وضاحت کی گئی ہے۔

وضع حدیث کا کھوج لگانے اور اس کے انسداد کے جو طریق کار محدثین نے اپنایا۔ اسے فصل اول کی پہلی بحث میں پیش کیا جا رہا ہے۔ جہاں جھوٹے راویوں کا پیچھا کیا گیا اور انہیں بے نقاب کیا گیا۔ وہاں اقسام حدیث اور ان کے درجات کا تعین کیا گیا، موضوع احادیث کی پرکھ کے اصول مقرر کیے گئے اور موضوع احادیث پر مشتمل کتب تالیف کی گئیں۔

مذکورہ بالا امور کا پتہ لگانا بے حد دشوار تھا لیکن محدثین نے اس کام کے لیے اپنی عمریں وقف کر دیں۔ اور ان کی تحقیقی کاوشوں کے نتیجے میں اسماء الرجال کے نام سے ایک بے مثال فن معرض وجود میں آیا جس کی بدولت راویوں کے صحیح حالات معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ اگر کسی راوی پر کذب، تہمت، بدعت، غفلت، ثقات کی مخالفت یا ضعف حافظہ وغیرہ کا الزام ہو تو ائمہ فن حدیث اسے بلا تکلف جرح و نقد کی بھٹی سے گزارتے ہوئے مجروح گردانتے ہیں اور اس کی روایات کو ناقابل قبول ٹھہراتے ہیں۔ فصل دوم میں علم الحدیث میں تحقیق کے طریقے بیان کرتے ہوئے پہلی بحث میں علم الرجال کے اصول کو بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ اس فصل کی دوسری بحث جرح و تعدیل کے اصول پر مبنی ہے۔ جس میں جرح و تعدیل کا مفہوم واضح کیا گیا ہے۔ جارح اور معدل کی شرائط و آداب کا تذکرہ ہے۔ اور جرح و تعدیل کے الفاظ و مراتب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا چارٹ درج کیا گیا ہے۔

رجال حدیث کی تاریخ اور ان کے حالات پر مشتمل ہمارے محدثین نے بہت وقیع اور جامع کتابیں تحریر کیں ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تاریخ الرواۃ الامام یحیٰی بن معین (۱۵۸ - ۲۳۳ھ) اسے حروفِ معجم کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔

۲۔ التاریخ الکبیر الامام محمد بن اسماعیل البخاری ابی عبداللہ (۱۹۴ - ۲۵۶ھ) یہ بہت ضخیم کتاب ہے۔ اس میں امام بخاری نے تقریباً چالیس ہزار مرد وزن اور ضعیف و ثقہ راویوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کتاب کو امام صاحب نے ۱۸ سال کی عمر میں چاندنی راتوں میں رسالت مآب صلعم کے روضہ اقدس پر بیٹھ کر تالیف کیا۔ امام بخاری کے استاد شیخ امام اسحاق رح بن ابراہیم (ابن راہویہ) نے جب پہلی مرتبہ "التاریخ الکبیر" کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور اسے امیر عبداللہ بن طاہر کے پاس لے جا کر کہنے لگے۔ " ایھا الامیر الا اریک سحرا" [1] کہ اے امیر! کیا میں جادو (علم کا) نہ دکھاؤں۔

اسی طرح اس کتاب کے متعلق تاج الدین السبکی نے کہا ہے

" انہ لم یسبق الیہ ومن الف بعدہ فی التاریخ او الاسماء او الکنی فعیال علیہ"۔ [2]

---

[1] الرسالہ المستطرفہ ص ۱۰۶ - ۱۰۷

[2] معجم المولفین جلد ۱ صفحہ ۲۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: یقیناً کوئی ان سے سبقت نہیں لے جا سکا اور ان کے بعد کسی نے بھی تاریخ (رجال) یا اسماء (الرجال) یا کنیتوں کے بارے تالیف کی وہ ان پر ہی اعتماد کرتا ہے۔

۳۔ التاریخ الکبیر للمورخ الاندلسی احمد بن سعید بن حزم الصدفی ابی عمر (۲۸۴۔ ۳۵۰) ان کا شمار محدثین میں ہوتا ہے۔ ابن الفرضی ان کے بارے میں لکھتے ہیں بلغ الغایہ۔۔۔ کہ وہ (فن کی) انتہا تک رسائی حاصل کر گئے۔ ابن خیر کے مطابق اس کے ۸۵ اجزا ہیں۔[1]

۴۔ تاریخ ابی بکر احمد (بن ابی خیثمہ) النسائی ثم البغدادی (المتوفی ۲۷۹ھ) یہ بہت ضخیم کتاب ہے اس کی چھوٹے سائز کی ۳۰ اور بڑے سائز کی ۱۲ جلدیں ہیں اس میں انہوں نے ثقہ اور ضعیف راویوں کا تذکرہ کیا ہے۔ الخطیب کہتے ہیں "لا اعرف اغزر فوائد منہ" کہ اس سے زیادہ مفید کتاب کو میں نہیں جانتا۔[2]

۵۔ تاریخ بغداد لابی بکر الخطیب البغدادی (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ) یہ بہت مفید کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے رجال کا ذکر کرنے کے علاوہ بہت سی مفید معلومات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اسے حروف معجم کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے اس میں ثقہ، ضعیف اور متروک راویوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کی بہت سے ذیول لکھی جا چکی ہیں۔[3]

---

[1] معجم المولفین جلد ۱ صفحہ ۲۳۲

[2] الاعلام للزرکلی، جلد ۱ صفحہ ۱۲۶ الرسالہ المستطرفہ ص ۱۰۸

[3] ایضاً ص ۱۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ الجمع بین رجال الصحیین الامام الحافظ ابی الفضل محمد بن طاہر المقدسی المعروف بابن القیرانی الشیبانی (۴۴۸ - ۵۰۷ھ) اس میں ابی نصر الکلاباذی اور ابی بکر احمد بن علی الاصبہانی کی بخاری و مسلم کے رجال پر مبنی کتب کو جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب ہندوستانی سے ۱۳۲۲ھ۔ ۱۹۲۸ء دو جلدوں میں ایک صفحہ پر کتابت کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ [1]

۷۔ تاریخ دمشق للحافظ المورخ ابی القاسم علی بن الحسین (ابن عساکر) الدمشقی (۴۹۹ - ۵۷۱ھ) یہ بہت عظیم کتاب ہے۔ اس کی ۸۰ سے بھی زیادہ جلدیں ہیں۔ یہ تاریخ بغداد کے انداز پر ہے۔ اس میں انہوں نے ائمہ اور راویوں کے تراجم پیش کیئے ہیں۔ اور ان کی مرویات کا بیان ہے۔ [2]

اس کتاب کا اختصار الشیخ عبدالقادر بدران نے اسانید اور مکررات حذف کر کے المختصر (تہذیب تاریخ ابن عساکر) کے نام سے کی جس کے سات اجزاء ۱۳۲۹ھ میں دمشق سے طبع ہو چکے ہیں۔ [3]

۸۔ کتاب الکمال فی اسماء الرجال "۔ یہ حافظ ابی محمد عبدالغنی بن عبدالواحد الحنبلی الدمشقی (۵۴۱ - ۶۰۰ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ دو جلدوں میں ہے۔ دارالکتب المصریہ میں اس کا مخطوطہ "مصطلح" کے نمبر کے تحت تین اجزاء میں موجود ہے۔ [4]

---

[1] الاعلام للزرکلی جلد ۲ ص ۴۱ ۔ [2] الرسالہ المستطرفہ ص ۱۱۰

[3] السنہ قبل التدوین ص ۲۶۸ ۔

[4] ایضاً ص ۲۶۹ حاشیہ نمبر (۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ "جامع الاصول لاحادیث الرسول" یہ کتاب ابی العادات مبارک بن محمود المعروف بابن الاثیر (۵۴۴۔ ۶۰۶ھ) کی تصنیف ہے۔ جو کہ اسماء الرجال اور صحابہ کے تراجم پر مشتمل ہے۔ اس کی آخری جلد جس میں جز نمبر ۹ اور ۱۰ درج ہیں دارالکتب المصریہ میں مصطلح ۲۲۰ طلعت" کے نمبر کے تحت موجود ہے۔ [1]

۱۰۔ "المعجم" اس کے مولف ابی المظفر عبدالکریم بن منصور السمعانی (متوفی ۶۱۵ھ) ہیں۔ یہ کتاب محدثین کے بارے میں ہے اور اس کے ۱۸ اجزاء ہیں۔ [2]

۱۱۔ "التدوین فی ذکر اخبار قزوین" یہ ابی القاسم عبدالکریم بن محمد الرافعی القزوینی (۵۷۷۔ ۶۲۳ھ) کی تصنیف ہے۔ قزوین کے بارے میں وارد روایات اور ان میں مذکورہ صحابہ تابعین اور بعد میں آنے والے اہل علم کا ذکر ہے۔ تراجم کو حروف پر ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کا آغاز حضور صلعم کے اسم مبارک "محمد" سے کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دارالکتب المصریہ کی لائبریری میں "۲۶۷۸" تاریخ کے نمبر کے تحت چار جلدوں میں فوٹو کاپی کی شکل دیکھی جا سکتی ہے۔ [3]

۱۲۔ "التقیید المونہ لرواۃ السنن والمسانید" للحافظ بن عبدالغنی بن ابی بکر معین الدین (ابن نقطہ) الحنبلی البغدادی (المتوفی ۶۲۹ھ) اس میں مؤلف نے صحاح ستہ، مؤطا شریف، صحیح ابن حبان اور امام شافعیؒ و احمد بن حنبلؒ کی مسانید کے راویوں کا ذکر ہے۔ اس کی فوٹو کاپی کا نسخہ "ب ۲۰۸۸۶" کے نمبر کے تحت دارالکتب المصریہ

---

[1] ایضاً ص ۲۶۹ حاشیہ نمبر (۴)

www.KitaboSunnat.com

[2] الرسالہ المستطرفہ ص ۱۱۴

[3] السنہ قبل التدوین ص ۲۷۰ حاشیہ (۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں موجود ہے۔ [1]

۱۳۔ "تہذیب الکمال فی اسماء الرجال" للحافظ جمال الدین ابی الحجاج یوسف بن عبدالرحمن المزی الدمشقی (۶۰۴ - ۷۴۲ھ) یہ حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی کی کتاب "الکمال فی اسماء الرجال" کی تہذیب ہے، جس میں کتب صحاح ستہ کے رجال شامل کیے گئے ہیں۔ جنہیں حروف معجم کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ پہلے مرد راویوں اور پھر عورتوں کا ذکر ہے۔ ۱۲ جلدوں میں کتاب کے ۱۰ اجزاء ہیں اس کا ایک خطی نسخہ دارالکتب المصریہ میں ۲۵ مصطلح کے نمبر کے تحت موجود ہے۔ [2]

۱۴۔ تاریخ الاسلام وطبقات المشاہیر والاعلام للامام الذہبی۔ اس میں امام ذہبی نے واقعات اور تاریخ وفات کو سالوں کے حساب سے ترتیب دیا ہے۔ اس کا آغاز سن ہجری سے کیا گیا ہے اور اسے ۷۰۰ھ پر ختم کیا گیا ہے۔ اسے ۷۰ طبقات پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ایک طبقے کو دس سالوں میں درج کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک حروف معجم کی ترتیب اپنائی گئی ہے۔ اس کی ۳۶ جلدیں ہیں۔ ان میں سے پانچ اجزاء مصر سے (۱۳۶۷ھ - ۱۹۴۷ء) طبع ہو چکے ہیں۔ اس کا مخطوطہ دارالکتب المصریہ میں ۲۴ جلدوں میں ہے۔ [3]

---

[1] السنۃ قبل التدوین ص ۲۲ حاشیہ (۲-۳)

[2] ایضا ص ۲۷۱ حاشیہ (۱)

[3] ایضا ص ۲۷۲ حاشیہ (۱)

[4] ایضا ص ۲۷۲ حاشیہ (۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ "تہذیب التہذیب" یہ حافظ ابن حجر العسقلانی (۷۷۳ - ۸۵۲) کی تصنیف ہے اس میں انہوں نے المزی کی تالیف "تہذیب الکمال" کی تلخیص کرنے کے علاوہ بہت سی مزید معلومات کا اضافہ کیا۔ یہ کتاب ہندوستان سے ۱۳۲۵ ۱۳۲۷ھ میں ۱۲ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب احادیث کے راویوں کے تراجم پر مشتمل ہے اور تمام متداول کتب سے جامع ترین سمجھی جاتی ہے۔ خود علامہ ابن حجرؒ نے دو جلدوں میں اس کی تلخیص تقریب التہذیب فی اسماء الرجال کے نام سے لکھی جو ہندوستان سے ۱۳۲۰ھ میں اور پھر مولوی امیر علی کی تعقیب کے ساتھ ۱۲۶۵ھ میں طبع ہوئی۔ اسی طرح تقریب التہذیب بڑی عمدہ طباعت کے ساتھ ۱۲۸۰ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئی اور علامہ محمد بن طاہر کے حاشیے "المغنی فی اسماء الرجال" کے ساتھ ہندوستان سے ۱۲۹۰ھ میں شائع کی گئی۔[1]

۱۶۔ "اسعاف المبطاء برجال الموطا" یہ امام جلال الدین السیوطی کی تصنیف ہے جو کہ ۱۳۲۰ھ کو ہندوستان سے شائع ہو چکی ہے۔[2]

الغرض ہمارے اسلاف نے راویان حدیث کے حالاتِ زندگی مکمل طور پر منضبط کیے ہیں۔ ان کے کردار، سیرت و اخلاق، حافظہ، عدل و ثقاہت اور فکری رجحانات کو واضح کیا ہے۔ اسی طرح صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے طبقات متعین کیے ہیں۔ جن کی وساطت سے ان کی مروی احادیث کو پرکھا جاتا ہے

---

[1] السنہ قبل التدوین ص ۲۷۲ - ۲۷۳ حاشیہ (۱)

[2] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجال احادیث کی طرح محدثین کرام نے علوم الحدیث اور اصول حدیث پر عظیم تحقیقی کام کیا ہے۔ اور احادیث کی انواع اقسام مقرر کی ہیں۔ اور ان کی چھان بین کے اصول و ضوابط قائم کیے ہیں۔ اس فن میں لکھی جانے والی کتابوں میں مندرجہ ذیل مشہور ہیں۔

۱۔ المحدث الفاصل بین الراوی والواعی " للقاضی ابی محمد الحسن بن عبداللہ بن خلاد الرام ہرمزی (متوفی ۳۶۰ ھ) غالباً یہ علوم الحدیث پر لکھی جانے والی پہلی جامع کتاب ہے۔

۲۔ "کتاب علوم الحدیث" لابی عبداللہ الحاکم۔

۳۔ ابی نعیم الاصبہانی نے "مستخرج" لکھی مگر بعد میں آنے والے کے لیے لکھنے کی گنجائش باقی رکھی۔

۴۔ "الکفایہ للخطیب ابی بکر البغدادی" یہ کتاب روایت کے اصول و ضوابط پر مشتمل ہے۔ الخطیب کی ایک دوسری کتاب "الجامع لاداب الشیخ والسامع" ہے۔ دونوں کتابیں اپنے موضوع میں درجہ کمال کی حیثیت رکھتی ہیں۔

۵۔ "الالماع" للقاضی عیاض۔ اس میں روایات کے اصولوں اور سماع کی تقیید کا ذکر ہے۔

۶۔ "مالایسع المحدث جہلہ۔ یہ حافظ ابوحافظ المیانجی کی تصنیف ہے۔

۷۔ ایضاح مالایسع المحدث جہلہ۔ یہ حافظ ابی جعفر عمر بن عبدالمجید المقدسی کی تالیف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ "کتاب علوم الحدیث المعروف بمقدمہ ابن الصلاح"۔ یہ حافظ ابو عمرو عثمان بن الصلاح کی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے علوم الحدیث کی ۵۶ مختلف اقسام بیان کی ہیں۔ یہ کتاب لوگوں کی دلچسپی کا مرکز بن گئی۔ کسی نے اس کی نظم کی۔ کسی نے اس کا اختصار کیا۔ بعض نے اس کا استدراک کیا۔ اور بعض نے اس پر اکتفا کیا۔ جبکہ کچھ نے اس سے اختلاف کرنے کی راہ اپنائی۔

العراقی نے اپنی کتاب کا نام "التقیید والایضاح" رکھا کیونکہ انہوں نے ابن الصلاح کی کتاب کے چند ایک نکات کی وضاحت کی اور بعض کی حد بندی سے کام لیا۔ اسی طرح ابن حجرؒ نے کتاب "الافصاح علی نکت ابن الصلاح" لکھی۔

اس کی مختصرات لکھنے کا کام تو بہت سے لوگوں نے سر انجام دیا۔ ان میں محمد بن ابراہیم الکنانی الحموی الشافعی (متوفی ۷۳۳ ھ) کی کتاب "المنہل الروی فی الحدیث النبوی" ہے۔ جس کی شرح ان کے نواسے محمد بن ابی بکر نے "المنہج السوی فی شرح المنہل الروی" کے نام سے تحریر کی۔ اسی طرح امام نووی نے "الارشاد" کی شکل میں پیش کیا۔ یہی آج کل مشہور ہے ابن کثیر کی مختصر کا نام "الباعث الحثیث فی اختصار علوم الحدیث" ہے۔ العراقی، السخاوی، السیوطی وغیرہ نے اس کی شروح لکھی ہیں۔ الزین العراقی نے مقدمہ ابن الصلاح پر قدرے اضافہ کر کے اسے منظوم کر دیا۔ اس کی کتاب کا نام "نظم الدرر فی علم الاثر" ہے۔ اس کی شروح میں امام السخاوی کی "فتح المغیث فی شرح الفیہ الحدیث" السیوطی کی "قطر الدرر" اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی ذکریا بن محمد المصری الشافعی (متوفی ۹۲۸ھ) کی فتح الباقی بشرح الفیہ العراقی" شامل ہیں۔ [1]

۹۔ "نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر۔ حافظ ابن حجر العسقلانی کی تالیف ہے۔ اس کی شرح خود العسقلانی نے " نزھۃ النظر" کے نام سے تحریر کی۔ جس پر متعدد علماء کرام نے حواشی بھی لکھے ہیں۔ اس کی شرح ان کے صاحبزادے محمد بن احمد نے "نتیجۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر" تحریر کی۔ اس کے بعد اس کی کئی ایک شرحیں نثر اور نظم میں لکھی جا چکی ہیں۔

۱۰۔ "مختصر الجرجانی"۔ یہ علی بن محمد الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ علوم الحدیث کی ایک جامع کتاب ہے۔ اس کے مقدمے میں مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔ اس کا زیادہ حصہ جو اصول حدیث سے متعلق ہے "خلاصہ الحسن الطیبی" سے ماخوذ ہے۔ اس کی شرح علامہ عبدالحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے اپنی کتاب "ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی" کی شکل میں پیش کی۔

۱۱۔ البیقونیہ فی علم المصطلح۔ یہ منظومہ عمر بن محمد بن فتوح البیقونی کا ہے۔ اس کی شرحیں بجاد المولی الشافعی الحاجری (متوفی ۱۲۲۹ھ) ابن المیت الدمیاتی محمد بن عبدالباقی الزرقانی اور الحمدی نے لکھیں [2]

---

[1] الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۷۲۔ ۱۷۵۔

[2] الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۷۶ ۔ ۱۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے علم الحدیث کی تمام علوم سے زیادہ خدمت کی۔ علامہ الشیخ طاہر الجزائری رقم طراز ہیں۔

" العلوم ثلاثہ" علم نضج وما احترق وھو علم النحو واصول الفقہ وعلم ما نضج ولا احترق وھو علم البیان والتفسیر وعلم نضج واحترق وھو علم الحدیث۔ [1]

ترجمہ: کہ علوم تین قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ علم جو پک گیا مگر جلا نہیں جیسے علم نحو اور اصول فقہ دوسرا وہ علم جو نہ ہی پکا اور نہ ہی جل سکا جیسے علم البیان اور علم تفسیر اور تیسرا وہ علم جو پکا بھی اور جلا بھی اور وہ علم الحدیث ہے۔

علامہ الجزائری نے اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ علم الحدیث نے ترقی اور عروج کے زینے طے کیے۔ یہاں تک کہ وہ پایہ تکمیل تک جا پہنچا۔ جیسے جیسے علم الحدیث پر بحث کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اس سے فروعات نکلتی گئیں۔ یہاں تک کہ وہ بذات خود ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر گئیں جیسا کہ بعض محدثین نے فرمایا۔

"علم الحدیث یشتمل علی انواع کثیرۃ کل نوع منھا علم مستقل ولو انفق الطالب فیہ عمرہ لما ادرک نھایتہ۔ [2]

---

[1] توجیہ النظر الی اصول الاثر ص ۱۱۶

[2] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: علم الحدیث کی کئی ایک قسمیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک قسم مستقل علم کی حیثیت رکھتی ہے۔ چاہے طالب علم اس کے حصول میں اپنی عمر کھپا ڈالے پھر بھی وہ اس کی آخری حد تک کو نہیں چھو سکتا۔

علم الحدیث کے فروغ پانے اور اس کی وسعتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے دور حاضر کے مشہور عالم عبدالفتاح ابو غدہ لکھتے ہیں۔

"ان المحدثین جزاھم اللہ کل خیر، وضعوا کتبا فی تراجم الرجال الثقات والضعفاء والمجروحین وفی ضبط اسماءھم وانسابھم وبلد انھم وما اختلف منھا وما اتفق وحصر من روی عن النبی من الصحابۃ الکرام وبینوا الراوی الثقۃ العدل من سیئ الحفظ والمجروح وفاسد الروایہ من صحیحھا وحصروا روایۃ کل راد واحصوا شیوخہ والاخذین عنہ والبلدان التی دخلھا والاحادیث التی رواھا واستوفوا کل شاردۃ وواردۃ فی شان فقۃ الحدیث حتی اربوا علی الغایۃ ومن ھذا قالوا فی علم الحدیث: انہ علم نضج واحترق"۔

ترجمہ: اللہ محدثین کو ہر قسم کی بھلائی عطا کرے۔ انہوں نے رجال (احادیث) پر کئی کتابیں لکھیں جن میں ثقہ، ضعیف مجروح شامل ہیں۔ اور ان کے نام نسب شہر کو ضبط کیا مختلف اور متفق (تمام ہی ضبط کیے۔ انہوں نے حضور صلعم سے روایت کرنے والے صحابہ کا احاطہ کیا۔ ثقہ عادل راوی کو برے حافظے والے مجروح اور فاسد روایت والے کو صحیح روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے سے واضح کیا۔ انہوں نے ہر ایک راوی کی روایت کا تجزیہ کیا۔ اس کے شیوخ و تلامذہ اور ان کے شہروں اور روایات کا احاطہ کیا اور راویان حدیث کے بارے میں ہر خارجی اور داخلی (شہادت) کو درج کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کی انتہا تک رسائی حاصل کر لی۔ اسی لیے علم الحدیث کے متعلق کہا گیا کہ وہ یہ علم ہے جو پکا اور جلا۔

اصول حدیث کے حوالے سے تحقیق کا ایک اصول محدث کے بارے میں یہ معلومات حاصل کرنا ہے کہ اسانید کے متعلق اس کا صدق، تقویٰ، تحقیق و تنقیح، عمر، وفات اور غفلت و نسیان کے متعلق اس کے علم اور اصول کے استخفاف وغیرہ کا کیا حال ہے۔ یہ ایک عمدہ اصول تحقیق ہے جس کی حفاظت کر کے دور حاضر کے مورخین، تذکرہ نویسوں اور وقائع نگاروں کے بیانات کے بارے میں بہتر داد تحقیق دی جا سکتی ہے۔

علم الحدیث کے تحقیقی اصول و ضوابط میں ایک اہم ترین اصول صحیح و سقیم کی معرفت، احادیث سے اخذ نکات، ناسخ و منسوخ، غریب الفاظ، غریب المتن، غریب السند، حدیثوں کی تحقیق، تدلیس اور مدلسین کا بیان ہے۔ پھر تحلیل، شاذ روایات، روایات میں زائد الفاظ کی شناخت محدثین کے مختلف نظریات کا علم، مذاکرہ متن میں تصحیفات یا ردوبدل اسانید میں تبدیلیاں، راویوں کے بھائیوں ہم ناموں اور ان کے قبائل سے واقفیت، انساب کا علم، ناموں کی تحقیق، کنیتوں کی معرفت، راویوں کے شہر و وطن سے آگاہی، ان کے موالی یا اولاد کی واقفیت عمریں ولادت و وفات) القاب اور متشابہت یعنی کتابت میں ملتے جلتے ناموں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کنیتوں سے واقفیت حاصل کرنا۔

مختصراً! یہ وہ اصول تحقیق ہیں جو مناسب تطبیق کے ساتھ معاصرانہ ادبی تحقیق میں بھی کارآمد ہیں اور ہزار ہا سال سے محققین کے ذوق تحقیق و جستجو کی آبیاری کر رہے ہیں۔ ان اصولوں کی افادیت کے پیش نظر دوسرے باب میں علم الحدیث کی روشنی میں ان اصول و ضوابط کی عملی تطبیق کے اقتباسات پر مشتمل جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل اوّل

علم الحدیث میں تحقیق کے موضوعات، مسائل، مقاصد اور تعریف

بحث اوّل ــ موضوع حدیث کا معیار اور وضع حدیث کی صورتیں اور اغراض و مقاصد

علم الحدیث میں ائمہ حدیث نے تحقیق کے اصول و ضوابط کا پورا پورا خیال رکھا، صحیح احادیث کو ضعیف اور موضوع احادیث سے الگ کر دیا بلکہ اس پر مزید یہ کہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے موضوع اور من گھڑت احادیث کی نشاندہی کے اصول مرتب کر دیئے تاکہ انہیں صحیح احادیث کے ساتھ خلط ملط نہ کیا جا سکے۔ چنانچہ موضوع حدیث کے معیار اور کسوٹی کا تعین کیا گیا۔ وضع حدیث کی مختلف صورتوں کی وضاحت کی گئی اور وضاعین حدیث کے پیش نظر اغراض و مقاصد سے پردہ کشائی کی گئی۔

الف ــ موضوع حدیث کا معیار

ابن حجر العسقلانیؒ (العلامہ) نے من گھڑت احادیث کی پہچان کی درج ذیل علامات بیان کی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ **واضع کا اعتراف** | بعض اوقات حدیث وضع کرنے والا انسان اپنے ضمیر کی بیداری یا کسی اور وجہ سے خود ہی حدیث تراشنے کا اقرار کرلیتا ہے۔ علامہ ابن دقیق کے ہاں اسے قطعی طور پر واضح علامت نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اقرار کرتے وقت بھی جھوٹ سے کام لے رہا ہو۔ ابن حجر نے بحث کرتے ہوئے اہم نتیجہ نکالا ہے کہ ابن دقیق نے قطعی حکم لگانے کی نفی کی ہے۔ محض حکم لگانے کی نفی نہیں کی۔ جبکہ حکم تو ظن غالب پر لگایا جاتا ہے ورنہ قتل اور زنا کا اعتراف کرنے والے پر حد نافذ نہ ہو۔ [1]

۲۔ **قرائن وضع** (راوی کے اعتبار سے) | راوی کے حالات میں ایسے قرائن وشواہد دستیاب ہوں جو وضع حدیث کی نشاندہی کرتے ہوں۔ جیسا کہ مامون بن احمد کے ساتھ ہوا کہ اس کی موجودگی میں امام حسن کے حضرت ابوہریرہ سے سماع کے مسئلہ پر اختلاف کا ذکر ہوا تو اس نے موقع پر ہی ایک روایت بیان کردی کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ حسن نے ابوہریرہ سے سنا ہے۔ [2]

۳۔ **قرائن وضع** (روایت کے اعتبار سے) | روایت میں مندرجہ ذیل قرائن سے موضوع حدیث کی نشاندہی ممکن ہے۔

الف۔ کہ روایت نصِ قرآنی کے خلاف ہو۔

ب۔ کہ روایت سنّت متواترہ کے مخالف ہو۔

---

[1] شرح نخبۃ الفکر ص ۷۰ [2] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج۔ کہ روایت امت مسلمہ کے قطعی اجماع سے متعارض ہو۔

د۔ کہ روایت صریح عقل کے خلاف ہو۔ [1]

ابن عراق (امام) نے من گھڑت حدیث کی گیارہ نشانیاں بیان کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ واضع حدیث کا ذاتی اقرار۔

۲۔ اقرار کے مساوی قرینہ۔

کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو اقرار کے مرتبہ کا ہو۔ جیسے کہ روایت جسے تاریخ جھٹلاتی ہو۔ یعنی راوی کی تاریخ ولادت یا سماع ایسی ہو کہ شیخ سے اس کا اخذ حدیث کرنا ثابت نہ ہو سکے یا اس کا کہنا کہ اس نے فلاں مقام پر شیخ سے سماع کیا۔ جہاں پر شیخ سے سماع یا جہاں پر شیخ کا داخل نہ ہونا تاریخی اعتبار سے معروف ہو۔ [2]

۳۔ راوی کی تکذیب ایسی جماعت کرے جن کا عام طور پر جھوٹ پر متفق ہونا غیر ممکن ہو۔

۴۔ راوی کے حال میں قرینہ۔ راوی کے حالات میں ایسا قرینہ پایا جائے جس سے وضع حدیث پر دلالت ہوتی ہو۔ جیسا کہ غیاث بن ابراہیم النخعی کے

---

[1] ایضاً ص ۷۱

[2] عبدالفتاح ابوغدہ، لمحات من تاریخ السنۃ والعلوم صفحہ ۱۱۸

[3] ایضاً

18734

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں مروی ہے کہ وہ خلیفہ مہدی کی ہر بات لہو ولعب اور ناپسندیدہ افعال کی تائید میں روایات وضع کر دیتا تھا۔ [1]

۵۔ روایت میں قرینہ۔ روایت میں ایسا داخلی قرینہ ہو جو اس کے وضع کی نشاندہی کرے۔ جیسا کہ روایت کا عقلی تقاضوں کے خلاف ہونا۔ اس طرح کہ اس کی کوئی معقول توجیہ نہ کی جا سکے۔ اس طرح روایت کا انسانی حس، مشاہدہ، عادت، قرآنی نص، سنّت متواترہ، قطعی اجماع کے خلاف ہونا بھی اس کے موضوع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ [2]

۶۔ حدیث کا تعلق ایسے معاملے سے ہو جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس امر کا متقاضی ہو کہ اس کے نقل کرنے کے لیے جم غفیر کا میسر ہونا ممکن ہو مگر اسے ان میں سے صرف ایک راوی نقل کرے۔

۷۔ روایت ایسے حکم شرعی پر مبنی ہو کہ تمام مکلف انسانوں کو اس کا علم ہونا بلا کسی قطعی عذر کے لازم ہو مگر اسے ایک ہی راوی جانتا ہو۔

۸۔ رکعت لفظ و معنی ۔ روایت کے الفاظ غیر معیاری ہوں جو کہ نبوی کلام سے مناسبت نہ رکھتے ہوں۔

۹۔ معمولی کام پر اجر عظیم ۔ روایت میں کسی معمولی کام پر اجر عظیم کا وعدہ ہو۔ یہ چیز واعظین کے قصوں اور حکایات میں عام ہے۔ شیخ البرہان البقاعی

---

[1] الباعث الحثیث ص ۹۴

[2] ابن عراق۔ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ۷ = ۱ ص ۸۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک یہ چیز بھی رکت معنی پر دلالت کرتی ہے مثلاً

• من صلی کذا فله سبعون دارًا فی الجنة، فی کل دار سبعون الف بیت فی کل بیت سبعون الف سریر وعلی کل سریر سبعون الف جاریة۔ [1]

ترجمہ: جس نے اس طرح نماز پڑھی اس کے لیے جنت میں ستر محل ہوں گے، ہر محل میں ستر ہزار لونڈیاں ہوں گی۔

۱۰۔ خبر ایسے زمانے میں بیان کی جائے جبکہ احادیث واخبار کی تدوین ہو چکی ہو، مگر تحقیق کرنے پر نہ تو وہ کسی کو یاد ہو اور نہ ہی وہ مدون کتب احادیث میں درج ہو۔ [2]

۱۱۔ حدیث فضائل اہل بیت پر مشتمل ہو اور راوی رافضی ہو۔ [3]

ابن قیم (حافظ) نے بھی چند ایسے جامع امور کی نشاندہی کی ہے جن کی وساطت سے موضوع حدیث کی معرفت ممکن ہے۔ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ مبالغہ آرائی ــ روایت میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے اسے بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہو۔ ایسی روایت سے یا تو راوی کی جہالت وحماقت ظاہر ہو یا اس میں زندیق ہونا ثابت ہو۔ کیونکہ وہ قصداً حضور

---

[1] لمحات من تاریخ السنہ ص ۱۲۱

[2] الرازی المحصول من علم اصول الفقہ ۲، صفحہ ۴۲۵

[3] تہذیب الراوی ص ۱۸۰ وتنزلہ الشریعۃ المرفوعہ ۱ = ۱ ص ۵-۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس کی مثال موضوع حدیث ہے۔

"ایک ہزار زبانوں کے ستر ہزار لیے اس انسان کے لیے اللہ سے استغفار کرتے ہیں جو فلاں فلاں کام کرے گا۔ اسے جنت میں ستر ہزار شہر دیئے جائیں گے ہر ایک شہر میں ایک ہزار محل ہوں گے، ہر ایک محل میں ستر ہزار حوریں ہوں گی۔" [1]

۲۔ جس کی حس انسانی تکذیب کرے ۔ وہ روایت جس کو انسانی حس اور دماغ قبول کرنے سے انکار کرے اس کی مثال یہ موضوع حدیثیں ہیں "الباذنجان لما اکل لہ"۔ کہ بینگن اس کا ہے جو اسے کھائے اور "الباذنجان شفاء من کل داء" کہ بینگن میں ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ [2]

۳۔ روایت کا مسخرہ پن ۔ عام دانشوروں کا کلام مسخرہ پن سے منزہ ہوتا ہے۔ سید الانبیاء کا کلام تو بدرجہ اولی اس سے برتر ہوگا اس کی مثال مندرجہ ذیل من گھڑت حدیث ہے۔

"لو کان الارز رجلا لکان حلیما ما اکلہ جائع الا اشبعہ"۔ [3]

---

[1] المنار فی الصحیح والضعیف ص ۵۰ تا ۲۰۰

[2] ایضا ص ۵۱

[3] ایضا ص ۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اگر چاول انسان ہوتے وہ بردبار ہوتے۔ جو بھوکا انسان چاول کھاتا ہے اسے یہ سیر کر دیتے ہیں۔

اسی قبیل کی ایک دوسری روایت یہ ہے۔

"اذا عطس الرجل عند الحدیث فھو دلیل صدقہ"

کہ جب راوی حدیث بیان کرتے وقت چھینک مارے تو اس سے اس کی صداقت کی عکاسی ہوتی ہے۔

اگرچہ بعض لوگوں نے حدیث عطس کی سند صحیح قرار دی ہے لیکن انسانی حس اور ہمارا مشاہدہ اس کے موضوع ہونے پر شاہد ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کو چھینک مارتے اور عملاً جھوٹ بولتے پاتے ہیں۔ اس اعتبار سے خواہ کوئی انسان ہزار مرتبہ حدیث بیان کرتے وقت چھینک مارے اس سے صحت حدیث متعین نہ ہو گی۔ اسی طرح اگر کوئی گواہ شہادت الزور (جھوٹی گواہی) دیتے وقت چھینک مارے تو اس کی بنا پر اس کی شہادت کو سچی نہیں گردانا جائے گا۔ [1]

۴۔ سنت صریحہ کے خلاف ہو۔ ہر وہ روایت جو سنت صریحہ کے واضح طور پر خلاف ہو وہ موضوع ہو گی۔ چنانچہ وہ تمام احادیث جو فساد، ظلم، فضول ولغو تعریف آرائی اور حق وصداقت کی مذمت پر مشتمل ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بری الذمہ ہیں۔ [2]

---

[1] ایضاً ص ۵۱

[2] ایضاً ص ۵۶ - ۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۵۔ جس حدیث میں یہ دعویٰ ہو کہ وہ کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کے سامنے کیا۔ جبکہ وہ سب اسے چھپانے پر متفق ہوں اور نقل نہ کرتے ہوں۔ جیسا کہ یہ روایت کہ آنحضرت سے فرمایا جبکہ صحابہ حجۃ الوداع سے واپس آ رہے تھے۔

"ھذا وصیی واخی والخلیفۃ من بعدی فاسمعوا واطیعوا"

کہ یہ میرے وصی (جس کے حق میں وصیت کی جائے) میرے بھائی اور میرے بعد خلیفہ ہیں۔ پس تم ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔

اسی طرح یہ روایت کہ "حضرت علی کے لیے عصر کے بعد سورج کو واپس لایا گیا جس کا مشاہدہ لوگوں نے کیا۔

۶۔ فی نفسہ باطل ہو۔ ایسی روایت جو فی نفسہ باطل ہو، جس سے ثابت ہو کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے مثلاً یہ روایت

"اذا غضب اللہ انزل الوحی بالفارسیۃ واذا رضی انزلہ بالعربیۃ۔ [1]

کہ جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے تو وحی فارسی زبان میں نازل فرماتے اور جب خوش ہوتے تو عربی زبان میں اتارتے۔

۷۔ حدیث کے الفاظ کلام الانبیاء جیسے نہ ہوں۔ یعنی اگر روایت کے الفاظ و کلمات اور ان کی ساخت و ترکیب ایسی ہوں کہ انبیاء علیہم السلام

---

[1] ایضاً صفحہ ۵۷۔ ۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کلام میں نہ پائی جاتی ہوں تو وہ روایت موضوع ہوگی۔ امثلہ یہ روایات ہیں۔

"النظر الی الوجہ الحسن یجلوا البصر"

کہ حسین مکھڑے کو دیکھنے سے نظر تیز ہوتی ہے۔ اور

"النظر الی الوجہ الجمیل عبادۃ"

کہ خوبصورت چہرے کو دیکھنا عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ نیز

"الزرقۃ فی العین یمن"

کہ نیلی آنکھوں میں برکت ہوتی ہے۔

۸۔ روایت میں "تاریخ کذا و کذا ہو" ۔ اگر روایت میں کسی آئندہ واقعہ کی پیش گوئی معین تاریخ کے ساتھ بیان ہو تو اس سے اس کے من گھڑت ہونے کی نشاندہی ہوتی ہے۔ جیسے کہ راوی کہے

"اذا کان سنۃ کذا و کذا وقع کیت وکیت و اذا کان شہر کذا و کذا وقع کیت وکیت"

کہ جب فلاں فلاں سال ہوگا تو اس قسم کا واقعہ رونما ہوگا اور جب فلاں فلاں ماہ ہوگا تو ایسے ایسے ہوگا۔[1]

۹۔ اطباء اور عطائیوں جیسا کلام ۔ وہ موضوع روایات جن کے الفاظ کلمات اور تعبیرات اطباء اور عطائیوں کے کلام کی طرح ہوں، خود اس امر کی طرف اشارہ

---

[1] ایضاً ص ۵۹۔ ۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہیں کہ من گھڑت ہیں۔ اس کی مثالیں یہ ہیں۔

"اکل السمک یوھن الجسد" کہ مچھلی کھانا جسم کو کمزور کر دیتا ہے۔

"النفخ فی الطعام یذھب البرکۃ" کہ کھانے میں پھونک مارنے سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

"اطعموا نساؤکم فی نفاسھن التمر" کہ تم عورتوں کو نفاس کے دوران کھجوریں کھلایا کرو۔

۱۰۔ حضور کی ابدی حیات ۔ حضرت خضر علیہ السلام کی ابدی حیات سے متعلقہ روایات نص قرآنی کی بنا پر جھوٹی ہیں۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد أفا ن مت فھم الخالدون"

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہم نے (الانبیاء ۳۴) کسی انسان کو ابدی حیات عطا نہیں کی۔ آپ کا وصال ہو گیا تو کیا یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟

۱۱۔ بطلان حدیث کے شواہد ۔ ایسی حدیث جس کے باطل ہونے پر صحیح شواہد پائے جائیں مثلاً یہ حدیث۔

"خلق اللہ ادم وطولہ فی السماء ستون ذراعا فلم یزل الخلق ینقص حتی الان"

ترجمہ: اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ساٹھ بازوؤں کی لمبائی (قد) کے ساتھ پیدا کیا پھر انسانوں کے قد کم ہوتے رہے یہاں تک کہ موجودہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت آپہنچے۔ [1]

۱۲۔ روایت صریحاً نص قرآنی کے خلاف ہو۔ جو روایت صریحاً قرآن کے خلاف ہو وہ بھی موضوع ہوگی۔ جیسے دنیا کی زندگی کے بارے میں یہ حدیث۔

"وانہا سبعۃ الاف سنۃ ونحن فی الالف السابعۃ"

کہ یہ سات ہزار سال ہے اور ہم ساتویں ہزار سال میں ہیں۔ [2]

کیونکہ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کو علم ہوتا کہ ہمارے وقت سے لے کر قیامت کی آمد میں کتنا وقت باقی ہے جبکہ فرمان خداوندی ہے۔

"قل انما علمہا عند اللّٰہ" سورہ الاعراف آیت۔ ۱۸۷)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اس (قیامت) کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔

۱۳۔ مخصوص ایام ولیالی میں نمازوں سے متعلقہ احادیث۔ جیسے کہ اتوار۔ پیر منگل اور ہفتے کے دوسرے ایام میں نمازوں کے خصائل پر مبنی تمام مرویات جھوٹی ہیں اسی طرح وہ روایات بھی موضوع ہیں جو رجب کے روزوں اور اس کی بعض راتوں میں قیام وعبادت کے بارے میں مروی ہیں۔ [3]

۱۴۔ احادیث صلاۃ لیلۃ النصف من شعبان۔ پندرہ شعبان کی رات میں نماز

---

[1] ایضاً صفحہ ۷۸

[2] ایضاً صفحہ ۸۰

[3] ایضاً ص ۹۶

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے سے متعلقہ احادیث من گھڑت ہیں جیسے کہ مندرجہ ذیل روایات۔

"من قرأ ليلة النصف من شعبان الف مرة (قل هو الله احد) فی مئة رکعة تشفع فی عشرة من اهل بیته قد استوجبوا النار"

ترجمہ: جس شخص نے شعبان کی پندرہویں رات کو ہزار مرتبہ "قل هو الله احد" ایک سو رکعات میں پڑھا، اس کی شفاعت اہل خانہ میں سے دس کے بارے میں قبول کر لی جائے گی۔ جن پر آگ واجب ہو چکی ہوگی

"من صلی لیلة النصف من شعبان اثنتی عشرة رکعة یقرأ فی کل رکعة ثلاثین مرة (قل هو الله احد) تشفع فی عشرة من اهل بیته استوجبوا النار"۔ [1]

ترجمہ: جس شخص نے پندرہویں شب شعبان میں بارہ رکعات نماز میں ہر رکعت میں تیس مرتبہ (قل هو الله احد) پڑھتے ہوئے ادا کیں اسے اپنے اہل خانہ میں سے دس کے بارے میں شفاعت کا حق دیا جائے گا جن پر آگ واجب ہو چکی ہوگی۔

۱۵۔ الفاظ حدیث کی سماجت و گھٹیا پن ـــ وہ حدیث بھی موضوع متصور ہوگی جس کے الفاظ اس قدر غیر معیاری ہوں کہ سماعت پر گراں گزرتے ہوں طبیعت انہیں ناپسند کرے اور معنوی اعتبار سے فضول ہوں جیسے کہ مندرجہ ذیل احادیث۔

---

[1] ایضاً ص ۹۸ - ۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ارحموا عزیز قوم ذل وغنی قوم افتقر وعالما یتلاعب بہ الصبیان"

ترجمہ: کسی قوم کے معزز آدمی پر جو ذلیل ہو جائے قوم کے مالدار پر جو غریب ہو جائے اور عالم پر جس کے ساتھ بچے کھیلیں رحم کرو۔

"اربع لا تشبع من اربع۔ انثی من ذکر وارض من مطر وعین من نظر واذن من خبر۔ ؎۱

ترجمہ: چار چیزیں چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں۔ عورت مرد سے، زمین پانی سے، آنکھ دیکھنے سے اور کان خبر سے۔

۱۶۔ "حبشہ و سوڈان کی مذمت والی روایات ۔۔ حبشہ و سوڈان کی مذمت والی تمام روایات جھوٹی ہیں، مثلاً یہ روایات۔

"ایاکم والزنجی فانہ خلق مشوہ"

کہ تم حبشی سے بچو کیونکہ وہ بگڑی ہوئی بد صورت مخلوق ہے۔

"الزنجی اذا شبع زنی واذا جاع سرق"

کہ حبشی سیر ہو جاتا ہے تو زنا کرتا ہے اور بھوکا ہو تو چوری کرتا ہے۔

"دعونی من السودان انما الاسود عبد لبطنہ وفرجہ۔ ؎۲

مجھے سوڈان سے معاف کرو کیونکہ کالا انسان (حبشی) اپنے پیٹ اور

؎۱ ایضاً ص ۹۹ - ۱۰۰

؎۲ ایضاً ص ۱۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریج کا غلام ہوتا ہے۔

۱۷۔ ترکوں اور ممالیک کی مذمت میں روایات ۔ ترکوں، ممالیک اور خصیان کی مذمت میں بیان کی جانے والی روایات جھوٹی اور موضوع ہیں مثلاً یہ حدیثیں۔

"شر الناس فی اخر الزمان ۔ الممالیک"

کہ آخری زمانے میں ممالیک بدترین لوگ ہوں گے۔

"لو علم الله فی الخصیان خیرا لاخرج من اصلابهم ذریة یعبدون الله ۔" [1]

ترجمہ: اگر اللہ خصیان میں کوئی بھلائی پاتا تو ان کی پشتوں سے ایسی اولاد پیدا کرتا جو اللہ کی عبادت سرانجام دیتے۔

۱۸۔ جو حدیث قرائن سے باطل ثابت ہو ۔ قرائن سے باطل ثابت ہونے والی روایات موضوع ہے ۔ جیسے کہ اہل خیبر سے جزیہ کی معافی پر مشتمل حدیث جسے علامہ ابن حجر نے مندرجہ ذیل دس وجوہ سے جھوٹی قرار دیا ہے۔ [2]

<u>پہلی وجہ</u>: پہلی وجہ خود اس حدیث کے اندر درج ہے۔ "وکتب معاویة بن ابی سفیان" کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے یہ معاہدہ/معافی نامہ تحریر

---

[1] ایضاً

[2] ایضاً ص ۱۰۲ تا ۱۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ حالانکہ وہ تو فتح مکہ کے وقت اسلام لائے تھے اور ان کا تعلق ان لوگوں میں سے تھا جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر معافی عطا فرمائی تھی۔

دوسری وجہ : اس حدیث میں سعد بن معاذ کی شہادت کا ذکر ہے۔ حالانکہ وہ اس قبل غزوہ خندق میں شہید ہو چکے تھے۔

تیسری وجہ : تیسری وجہ یہ ہے کہ اس وقت تک تو لوگ جزیہ سے نا آشنا تھے، کیونکہ اس کے احکام تبوک کے بعد نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ نجران اور یہود یمن سے وصول کیا جاتا تھا لیکن یہود مدینہ پر لاگو نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ وہ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے ہی مدینہ جا چکے تھے۔

چوتھی وجہ : چوتھی وجہ روایت میں وارد یہ الفاظ ہیں۔ "وضع عنهم الكلف والسخر" کہ انہیں کلف اور سخر معاف کر دیا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہ چیزیں موجود نہ تھیں۔

پانچویں وجہ : اس حدیث کے مطابق بھی یہ جزیہ وصول نہ کرنے کا معاہدہ نہ تھا۔ بلکہ اپنی صوابدید پر لٹکا گیا کیونکہ الفاظ ہیں۔ "نقركم ما نشاء" ہم جو چاہیں گے مقرر کریں گے۔ کیونکہ اہل ذمہ سے لازمی عہد جزیہ کی وصولی ہوتا ہے اسے کیسے معاف کیا جا سکتا ہے۔

چھٹی وجہ : چونکہ اس حدیث کا تعلق یہود و مسلمانوں دونوں سے ہے لہذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ اسے صحابہ کرام، تابعین اور دیگر حاملین سنت نقل کرتے جبکہ اسے صرف یہودی راوی نقل کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں وجہ: اہل خیبر نے تو باقاعدہ مسلمانوں سے جنگ کی تھی، انہوں نے ان پر کوئی احسان تو نہیں کیا تھا کہ اس کے عوض انہیں یہ رعایت دی جاتی۔ جزیہ تو فرض ہے اس کا اسقاط کیسے ممکن ہے۔ اسے تو اللہ تعالیٰ نے غیر مسلموں پر لادینیت پر قائم رہنے کے لیے عائد کیا ہے۔

آٹھویں وجہ: جو یہود و نصاریٰ مدینہ سے دور تھے۔ جب اہل یمن اور اہل نجران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جزیہ معاف نہیں کیا تھا۔ تو قریبی یہود کو کیسے معاف کیا جا سکتا تھا جبکہ وہ عداوت و دشمنی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔

نویں وجہ: اہل خیبر کو جزیہ معاف کیا ہوتا تو مسلمانوں کے ان سے تعلقات بہتر ہوتے اور اس کی وجہ سے بعد میں انہیں وہاں سے جلاوطن کرنے کی نوبت پیش نہ آئی۔

دسویں وجہ: دسویں وجہ یہ ہے کہ اگر یہ روایت سچی ہوتی تو صحابہ و تابعین اور تمام فقہاء کا اس کے خلاف اجماع نہ ہوتا کیونکہ ان حضرات میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس نے یہ کہا ہو کہ اہل خیبر پر جزیہ واجب نہیں ہے۔

۱۹۔ کبوتروں سے متعلق احادیث ــ کبوتروں سے متعلق احادیث سب کی سب موضوع ہیں جیسے یہ روایت "کان یعجبہ النظر الی الحمام" کہ حضور صلعم کو کبوتروں کا دیکھنا بہت پسند تھا۔

۲۰۔ مرغیوں والی روایات ــ مرغیاں رکھنے اور پالنے سے متعلق احادیث بھی موضوع ہیں۔ مثلاً یہ حدیث کہ "الدجاج غنم فقراء امتی۔" کہ مرغیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری امت کے غربا کی بکریاں ہیں۔

۲۱۔ اولاد کی مذمت والی روایات ۔ اولاد اور بچوں کی مذمت والی احادیث جھوٹی ہیں جیسے یہ حدیث ۔

"لا یولد بعد المئة مولود ﷲ فیه حاجة۔ [1]

کہ سو سال کے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا جس کی اللہ کو ضرورت ہو۔

۲۲۔ یوم عاشورہ کو سرمہ ڈالنے اور بناؤ سنگار کرنے سے متعلقہ اور نمازیں (نفلی) ادا کرنے کے بارے میں مروی روایات موضوع ہیں۔

۲۳۔ سورتوں کے فضائل پر مبنی احادیث ۔ سورہ الفاتحہ کے علاوہ وہ شروع قرآن سے آخر تک سورتوں کے پڑھنے کے ثواب واجر سے متعلقہ احادیث موضوع ہیں ۔ [2]

حاصل بحث : مذکورہ بالا بحث میں ابن حجرؒ، ابن عراق اور ابن قیم کے مقرر کردہ تحقیق کے اصولوں پر مبنی موضوع حدیث کا معیار پیش کیا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصول حدیث میں تحقیق کے اصول وضوابط اس قدر جامع ہیں کہ جھوٹی احادیث کو صحیح احادیث سے باآسانی الگ کیا جا سکتا ہے۔ آئندہ بحث میں وضع حدیث کی مختلف صورتیں پیش کی جا رہی ہیں کیونکہ موضوع حدیث کی پرکھ کے لیے ائمہ حدیث نے ہمہ جہت کوششیں صرف

---

[1] ایضاً ص ۱۰۹

[2] ایضاً ص ۱۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجام دی ہیں۔ جہاں اس کی سند کو جانچا ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ اس کے متن کی بھی چھان بین کی ہے۔

ب۔ وضع حدیث کی صورتیں

وضع حدیث کی مختلف صورتیں ہیں۔ ابن حجرؒ نے اس کی مندرجہ ذیل تین صورتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ واضع حدیث خود وضع کرتا ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کسی کے کلام کو لے کر حدیث بنا کر پیش کر دیتا ہے۔ جیسے کہ بعض اسلاف یا قدیم حکماء کے اقوال اسرائیلیات کو حدیث کی شکل دے دی جائے۔

۳۔ تیسری صورت یہ ممکن ہے کہ وہ ضعیف الاسناد حدیث کو لے کر اس کو ثقہ اسناد بنا کر پیش کرے۔ [1]

ان صورتوں کے علاوہ ابن حجرؒ نے سند حدیث میں ادراج و وضع کی صورتوں کا بھی احاطہ کیا ہے۔ جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

سند حدیث میں وضع کی علامات:

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ایک جماعت حدیث کو مختلف اسناد کے ساتھ روایت کرے۔ اس کے بعد ایک راوی ان تمام اسناد کو اختلاف ظاہر کیے بغیر

---

[1] شرح نخبۃ الفکر ص ۷۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تمام اسناد کو ایک ہی سند میں جمع کر دے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک راوی کے پاس حدیث کے متن ایک سلسلہ کے ساتھ پورا نہ ہو بلکہ اس کا بقیہ حصہ دوسری سند کے ساتھ مروی ہو مگر کوئی دوسرا راوی وہی متن پہلی سند کے ساتھ پورا بیان کر ڈالے۔ اس کی ایک اور شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ راوی نے اپنے شیخ سے ایک حدیث پوری نہ سنی ہو بلکہ اس کا باقی ماندہ حصہ کسی واسطے سے سنا ہو مگر اس سے روایت کرنے والا راوی واسطے کو حذف کر کے پوری حدیث اس سند کے ساتھ بیان کر دے۔

۳۔ تیسری صورت یہ ممکن ہے کہ ایک راوی کے پاس کسی حدیث کے دو مختلف متن دو مختلف اسناد کے ساتھ ہوں لیکن اس سے روایت کرنے والا راوی ان دونوں کو ایک ہی سند کے ساتھ بیان کر دے یا ایک حدیث کو اس کی سند کے ساتھ روایت کرے لیکن دوسری حدیث کے متن کا کچھ حصہ اس کے متن میں شامل کر دے۔

۴۔ مدرج الاسناد کی آخری شکل ہے کہ اسناد بیان کرتے وقت راوی نے کوئی جملہ معترضہ کہا ہو مگر سننے والا اسے اسناد کا متن خیال کرتے ہوئے اس میں شامل کر کے روایت کر ڈالے۔ [1]

متن حدیث میں الحاق و اضافہ اور ترمیم و وضع کی بھی تین صورتیں ہیں۔ [2]

---

[1] ایضاً ص ۷۶ - ۷۷

[2] شرح نخبۃ الفکر ص ۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ متن حدیث کے آغاز ہی میں الحاقی کلام کا اضافہ ہو جائے۔ اس کی مثال حضرت ابو ہریرہ سے مروی یہ روایت ہے۔

"عن ابی ہریرہ قال اسبغوا الوضوء فان ابا القاسم قال، ویل للاعقاب من النار"۔ [1]

اس حدیث میں "اسبغوا الوضوء" کے کلمات ابو ہریرہ کا قول ہیں لیکن ایک دوسری روایت جسے الخطیب نے بیان کیا ہے میں ان کلمات کو حدیث کے متن میں شامل کر دیا گیا ہے۔ الخطیب کے مطابق شعبہ نے ایک جم غفیر سے "اسبغوا الوضوء" کے الفاظ کو آدم کی روایت کے تحت ابی ہریرہ کا کلام درج کیا ہے جبکہ ابو قطن اور شبابہ نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے ان کلمات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے متن میں شامل کر دیا ہے۔ [2]

۲۔ متن حدیث کے وسط میں اضافہ ــــ دوسری صورت متن حدیث کے درمیان میں الحاقی کلام کا اندراج ہے اس کی مثال دارقطنی کی یہ روایت ہے۔

"عن عبدالحمید بن جعفر عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن بسرہ بنت صفوان قالت۔ سمعت رسول اللہ یقول: من مس ذکرہ او انثییہ او رفغیہ فلیتوضأ۔

---

[1] بخاری جلد ۱ باب الوضو

[2] شرح نخبۃ الفکر ص ۴۷، حاشیہ ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ متن حدیث کے آخر میں اضافہ۔ تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ راوی متن حدیث کے اخیر میں کسی کلمے یا فقرے کا اضافہ کر دے اس کی واضح مثال حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث التشہد ہے جسے ابوداؤد نے "زھیر بن معاویہ۔۔۔۔۔۔ من عبداللہ بن مسعودؓ کی سند سے بیان کیا ہے مگر حدیث کے آخر میں امام ابوداؤد کے مطابق زھیر نے عبداللہ بن مسعود کے مندرجہ ذیل قول کو متن حدیث کے آخر پر درج کر دیا ہے۔

"فاذا قلت ھذا او قضیت ھذا فقد قضیت صلاتک، ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد"

اس کی دلیل یہ ہے کہ شبابہ بن سوار اور عبدالرحمٰن بن ثابت جیسے دونوں ثقہ راویوں نے علقمہ سے یہی روایت کی ہے اور انہوں نے اس جملے کو متن حدیث سے الگ کر کے عبداللہ بن مسعود کے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔ [1]

حاصل بحث: موضوع احادیث کی پرکھ کے لیے وضع حدیث کی مختلف صورتوں کو معلوم کرنے کے علاوہ یہ جاننا بھی ضروری خیال کیا گیا ہے کہ وضاعین حدیث کے پیش نظر کون سے اغراض و مقاصد تھے جن کے تحت انہوں نے یہ مذموم کاروبار شروع کیا۔ چنانچہ ائمہ کرام نے اصول حدیث میں

---

[1] ایضاً ص ۸۰، حاشیہ ۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پہلو پر بھی تحقیقی کام کیا اور حدیث تراشنے والوں کے مقاصد کو اجاگر کیا۔
اگلی بحث میں وضاعین حدیث کی اقسام اور ان کے اغراض و مقاصد بیان کیے جا رہے ہیں۔

ج۔ وضع حدیث کے اغراض و مقاصد

محدثین کرام نے وضع حدیث کے اغراض و مقاصد میں حدیث تراشنے والوں کے ذاتی مفادات، سیاسی مصالح، گروہی ترجیحات اور مذہبی عقائد کو شامل کیا ہے۔ امام سیوطیؒ نے ابن الجوزی سے نقل کرتے ہوئے وضاعین حدیث کی اقسام اور ان کے جن اغراض و مقاصد کو بیان کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بعض وہ لوگ جن پر سہو کا غلبہ اس قدر ہو گیا کہ وہ صحیح اور غلط حدیث کی تمیز کھو بیٹھے۔

۲۔ کچھ محدثین ایسے ہیں جن کی کتابیں ضائع ہو گئیں تو انہوں نے حافظے سے روایت کرتے ہوئے غلطی کی۔

۳۔ بعض محدثین ویسے تو ثقہ تھے مگر آخری عمر میں ان کی عقل میں خلل واقع ہو گیا۔

۴۔ بعض سے سہواً غلطی ہوئی مگر انہوں نے رجوع نہ کیا کہ کہیں وہ غلط بیانی سے منسوب نہ ہو جائیں۔

۵۔ زنادقہ نے شریعت میں قصداً خرابی اور شکوک پیدا کرنے کی خاطر احادیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضع کیں۔

۶۔ سالمیہ جیسے گمراہ فرقوں نے اپنے مسلک کی حمایت میں احادیث تراشیں

۷۔ ترغیب وترہیب کے لیے بھی احادیث گھڑی گئیں۔

۸۔ بعض محدثین نے کسی عمدہ کلام سے متاثر ہو کر اسے اسانید کے ساتھ بیان کردیا۔

۹۔ قصہ گوؤں نے اپنی داستان گوئی میں رنگ آمیزی کے لیے احادیث وضع کیں۔[1]

حاصل بحث ائمہ اصول حدیث نے سنّت مطہرہ کو حدیث تراشنے والوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے جہاں موضوع احادیث کو پرکھا، ان کی مختلف صورتوں کو جانچا اور ان کے اغراض ومقاصد کو واضح کیا وہاں مستقل بنیادوں پر ایسے طریقے اختیار کیے جن کے ذریعے سے وضع حدیث کا مکمل طور پر سدباب کردیا گیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے روایات کی اسناد کو فروغ دیا۔ جھوٹے راویوں کی کھوج لگائی۔ روایان احادیث کے حالات زندگی کی تحقیق وتنقیح کی، احادیث کی مختلف اقسام کا تعین کیا۔ صحیح حدیثوں کو اخذ کرنے کے لیے دور دراز کے سفر اختیار کیے اور موضوع احادیث پر مشتمل کتب تصنیف کیں۔ آئندہ بحث میں وضع احادیث کے انسداد اور اس کے مختلف طریقوں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

---

[1] اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ ص ۴۶۷ - ۴۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث دوم — وضع احادیث کا سدباب

فتنہ وضع حدیث اس قدر شدید تھا کہ اگر صحابہؓ، تابعینؒ اور ائمہ حدیث اس کے سدباب کی کوششیں نہ کرتے تو یہ دین اسلام کی بنیادوں کو متزلزل کر دیتا۔ اس کی شدت و فتنہ انگیزی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حماد بن زید کی شہادت کے مطابق اعداء الاسلام نے چودہ ہزار احادیث وضع کیں اور عبدالکریم بن ابی العوجاء نے خود چار ہزار احادیث تراشنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح وضع حدیث سے توبہ کرنے والے محرز ابورجاء القدری نے بھی اقرار کیا تھا کہ اس نے تقریباً چار ہزار احادیث وضع کی ہیں۔ امام عبداللہ بن مبارک سے جب ان موضوع احادیث کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ان کا سدباب ائمہ فن کر لیں گے۔ [1]

آئندہ صفحات میں ائمہ حدیث اور دیگر اسلاف کی ان کوششوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، جن کے ذریعے سے فتنہ وضع حدیث کا قلع قمع ہوا۔ اس سلسلے میں انہوں نے جو وسائل و ذرائع اختیار کیے۔ ان میں روایات کے لیے اسناد کو ضروری قرار دینا، روایت حدیث میں حزم و احتیاط، جھوٹے راویوں کی کھوج لگانا، راویان احادیث کے حالات کا بیان اور موضوع احادیث کی معرفت

---

[1] الاخلاق الراوی ص ۱۸۴ والکفایہ ص ۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پرکھ کی علامات مقرر کرنے کے ساتھ موضوع پر تالیفات وتصنیفات بھی شامل ہیں۔ [1]

۱۔ **التزام الاسناد** صدر اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے فتنہ عثمان تک مسلمانوں کو ایک دوسرے پر مکمل اعتماد تھا اور ایک دوسرے کی روایات کو اسناد کے بغیر قبول کر لیتے تھے مگر جونہی سیاسی ومذہبی فتنے شروع ہوئے اور لوگ مختلف طبقات اور گروہوں میں بٹ گئے تو اہل حرص وہوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مقبولیت وشہرت کو دیکھتے ہوئے اس کے پردے میں اپنے سیاسی و طبقاتی مفادات واغراض کو پورا کرنے کی خاطر وضع احادیث کا کاروبار شروع کر دیا تو حفاظت حدیث کے لیے سخت موقف اختیار کیا اور سلسلہ رواۃ واسناد طلب کی جائے گی۔ اس طرح اخذ حدیث کے لیے التزام الاسناد کا اصول معرض وجود میں آیا کیونکہ سند کو خبر کے لیے وہی حیثیت حاصل ہے جو انسان کے لیے اس کے نسب کو حاصل ہے۔ [2]

امام محمد بن شیرین فرماتے ہیں۔

"لم یکونوا یسئالون عن الاسناد، فلما وقعت الفتنۃ قالوا سمّوا لنا رجالکم، فینظر الی اھل السنۃ فیوخذ حدیثھم و ینظر الی اھل البدع فلا یوخذ حدیثھم۔ [3]

---

[1] دیکھیے السنۃ قبل التدوین ص ۲۲۰ ۔ [2] ایضا صفحہ ۲۲۰

[3] مسلم بشرح النووی ۱۰۷ ص ۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: لوگ (صحابہ تابعین) اسناد کے بارے سوال نہیں کرتے تھے مگر جب فتنہ رونما ہوا تو وہ کہنے لگے۔ ہمیں تم اپنے راویوں کے نام بتاؤ۔ پس اہل سنت کو دیکھ کر ان سے اخذ حدیث کیا جاتا اور اہل بدعت کو دیکھ کر ان کی حدیث کو ٹھکرا دیا جاتا۔

ویسے تو خود عہد صحابہ میں بھی اسناد حدیث کا رواج تھا۔ اس کی تصدیق البراء بن عازب کی حضرت علی سے روایت سے ہوتی ہے۔

أن فاطمة اخبرته ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أمرها ان تحل فحلت ونضحت البیت بنضوح۔ [1]

ترجمہ: حضرت فاطمہ نے اسے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے احرام کھولنے کا حکم دیا تو انہوں نے احرام کھول دیا اور گھر کی گوبر کے ساتھ صفائی کی۔

اسی طرح حضرت ابوایوب انصاری حضرت ابوہریرہ کی وساطت سے آنحضرت صلعم کی احادیث روایت کرتے تھے۔ [2]

اسی طرح دور جاہلیت میں بھی شاعر یا اس کی روایت تک اشعار وقصص کی اسناد بیان کی جاتی تھیں [3] لیکن صغار صحابہ اور کبار تابعین

---

[1] الجامع للاخلاق الراوی وآداب السامع جلد ۲ ص ۱۹۲

[2] سیر اعلام النبلاء جلد ۲ صفحہ ۴۳۶

[3] مصادر الشعر الجاہلی ص ۲۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تو التزام بالا سانید کو مکمل طور پر اپنا لیا تھا۔ جیسا کہ ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے۔

شعبی نے ربیع بن خیثم سے روایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیئٍ قدیر" دس دفعہ پڑھے! اسے دس غلام آزاد کرنے کا اجر ملے گا۔ شعبی نے کہا، میں نے ربیع بن خیثم سے پوچھا۔ تجھے کس نے یہ حدیث بیان کی؟ اس نے کہا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ابو ایوب انصاری نے۔ [1]

یحییٰ بن سعید نے کہا ہے

"وھذا اوّل ما فتش عن الاسناد"

کہ یہ پہلا موقع تھا جس سے اسناد کی چھان بین کا آغاز ہوا۔ [2]

ہشام بن عروہ فرماتے "جب بھی کوئی آدمی تمہیں کوئی حدیث بیان کرے تم اس سے مروی عنہ پوچھو۔ [3] امام زہریؒ حدیث کو اسناد کے ساتھ بیان کرتے اور فرماتے۔

"لا یصلح ان یرقی السطح الا بدرجہ" [4]

---

[1] مقدمہ التمہید لابن عبدالبرؒ ص ۱۴

[2] المحدث الفاصل ص ۲۰

[3] الجرح والتعدیل جلد ۱ صفحہ ۴۲ ـ [4] ایضاً جلد ۱ صفحہ ۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ چھت پر بغیر سیڑھی کے نہیں چڑھا جا سکتا۔

امام اوزاعی کا فرمان ہے۔

"ما ذھاب العلم الا ذھاب الاسناد"۔ [1]

کہ اسناد کے گم ہونے سے علم گم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح عبد اللہ بن مبارک کا قول ہے۔

"الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء۔

کہ اسناد دین کا حصہ ہیں اگر اسناد نہ ہوں تو جو مرضی ہو کوئی کہتا پھرتا۔

تابعین نے اسناد کو اس قدر فروغ دیا کہ عوام و خواص میں اسناد کو قبولیت حاصل ہو گئی۔ جیسا کہ الاصمعی بیان کرتے ہیں۔

"میں سفیان بن عیینہ کی خدمت میں تھا کہ ایک بدو نے آکر سلام کیا۔ اور ان کی خیریت دریافت کی اور پوچھا۔ آپ اس حاجن خاتون کے بارے میں کیا جانتے ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے حائضہ ہو جائے سفیان نے کہا وہ تمام وہ کام کرے جو دوسرے حاجی کرتے ہیں ماسوائے طواف کے بدو نے دریافت کیا۔ اس کی کوئی مثال ہے؟ انھوں نے کہا ہاں حضرت عائشہ طواف بیت اللہ کرنے سے قبل حائضہ ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے طواف کے علاوہ باقی تمام ارکان حج ادا کرنے

---

[1] مسلم بشرح النووی جلد ا ص ۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم دیا تھا۔ اس پر بدو نے اس روایت کی اسناد کے بارے میں
سوال کیا تو امام سفیان نے اس حدیث کی سند اس طرح بیان کی،
حدثنی عبدالرحمن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ" یہ سن کر اعرابی نے
کہا۔ آپ کو علم الحدیث پر قدرت حاصل ہے اور آپ نے عمدہ سند
بیان کی ہے۔ اللہ آپ کو راہِ راست پر قائم رکھے"۔ [1]
بعض نے بلا اسناد حدیث بیان کرنے کو ایسے مکان سے تشبیہ دی
ہے جس پر چھت نہ ہو۔ اسی چیز کو اس شعر میں نقل کیا گیا ہے۔

والعلم ان فاته اسناد مسنده

کالبیت لیس له سقف ولا طنب

ترجمہ: اگر علم کی روایت کی سند نہ ہو تو وہ بغیر چھت اور ستون والے گھر کی
طرح ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حدیث کی اسناد بیان کرکے محدث اپنا مقام بلند
کرلیتا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول روایت کے بارے میں
مطمئن ہو جاتا تھا۔ مشہور مصری عالم ڈاکٹر صارم الدین الاسد نے التزام بالاسانید
کے مقاصد میں دو امور کو شامل کیا ہے۔ جن میں سے ایک داخلی ہے اور دوسرا
خارجی۔ داخلی طور پر راوی کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے
کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث (سند کے ساتھ) روایت

---

[1] الکفایہ ص ۴۰۴

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کررہا تھا۔ اور اس کام میں وہ تنہا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اس کام میں اس کے شیوخ واساتذہ، تابعین اور صحابہ کرام بھی شریک ہیں۔ لہٰذا اس کا بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے اور اسے یقین ہوجاتا ہے کہ چونکہ اس نے ثقہ رواۃ سے حدیث بیان کی ہے۔ اس لیے اس کے شاگرد اس سے اخذ حدیث میں کوئی دقت محسوس نہیں کریں گے۔

خارجی امر یہ ہے کہ سامعین حدیث کے دل بھی مطمئن ہوجاتے ہیں کہ انہوں نے مصادر شریعت میں سے مصدر ثانی (حدیث) سنی ہے اس میں مکمل تحقیق وتنقیح سے کام لیا گیا ہے اور وہ راوی سے لے کر صحابہ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل اسناد کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ [1]

۲۔ **جھوٹے راویوں کا تعاقب** علماء حدیث نے تحمل حدیث میں حزم واحتیاط اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ احادیث گھڑنے والے اور جھوٹے راویوں کا پیچھا کرتا اور اعلانیہ طور پر ان سے جھگڑا کرتے۔ اور انہیں موضوع احادیث کی روایت سے حکام کے پاس پکڑ کر لے جانے کی دھمکی دے کر باز رکھتے۔ عامر الشعبی ابی صالح صاحب التفسیر کو کان سے پکڑ کر جھنجھوڑتے اور فرماتے۔

"ویحک کیف تفسر القرآن وانت لا تحسن ان تقرأ" [2]

---

[1] مصادر الشعر الجاہلی ص ۲۵۸ - ۲۵۹

[2] قبول الاخبار ص ۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: کہ تف ہے تجھ پر! تو قرآن کی تفسیر کیسے کرتا ہے جبکہ تو خود قرآن اچھی طرح پڑھ بھی نہیں سکتا۔

امام شعبہ وضاعین حدیث اور کذابین کے بارے میں بہت سخت رویہ رکھتے تھے۔ امام شافعی بیان فرماتے ہیں۔

"اگر شعبہ نہ ہوتے تو اہل عراق کو حدیث کی معرفت حاصل نہ ہوتی وہ آدمی (وضاع) کے پاس جاکر کہتے تم حدیث بیان نہ کرو ورنہ میں تمہیں حاکم وقت (سلطان) کے پاس لے جاؤں گا"

عبدالملک بن ابراہیم بیان کرتے ہیں۔

"میں نے شعبہ کو غصے کی حالت میں تیزی سے جاتے دیکھا تو پوچھا کہ اے ابوبسطام! انہوں نے مجھے اپنے ہاتھ میں مٹی کی ڈھیلا دکھاتے ہوئے کہا میں جعفر بن زبیر کی مرمت کروں گا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار ہزار احادیث تراشی ہیں۔ [1]

حماد بن زید اور اس کے ساتھیوں عباد بن عباد اور جریر بن حازم نے شعبہ سے کسی آدمی پر جرح کرنے سے رکنے کی درخواست کی، وہ قدرے آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دن جمعہ کے دن شعبہ نے حماد کو پیچھے سے آواز دے کر کہا،

"ذاک الذی قلتم لی فیہ لا اراہ یسعنی"

---

[1] الجامع للاخلاق الراوی ص ۱۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم نے اس آدمی کے متعلق مجھے کہا تھا نا ؟ لیکن میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ [1]

شعبہ کی طرح بعض دوسرے محدثین کا رویہ بھی کذابین کے خلاف بہت سخت تھا۔ وہ ان کی موضوع روایات کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتے تھے بلکہ انہیں مارتے اور قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے۔ امام مسلمؒ نے اپنی متصل سند کے ساتھ حمزہ المریات کے بارے میں نقل کیا ہے۔ کہ مرہ الہمدانی نے الحارث (نابینا) سے کچھ سنا تو اسے کہا، ذرا دروازے کے قریب بیٹھو۔ میں آتا ہوں۔ مرہ اندر سے تلوار لے کر نکلا۔ اتنی دیر میں الحارث برے انجام کو تاڑتے ہوئے وہاں سے رفوچکر ہو گیا۔ [2]

محدثین کرام کے اس مجاہدانہ طرز عمل کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے کذابین افترا بازی سے باز آگئے اور بعض چھپ گئے۔ اس کی شہادت ابن حجر کی یزید بن ہارون والی روایت سے ہوتی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن الزبیر اور عمران بن حدیر ایک ہی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ عمران کی نسبت جعفر کے پاس طلباء کی بھیڑ زیادہ ہوتی تھی۔ شعبہ وہاں آتے تو فرماتے "یا عجبًا للناس اجتمعوا علی اکذب الناس وترکوا اصدق الناس" کہ تعجب ہے لوگوں پر کہ جھوٹے ترین انسان کے پاس جمع ہوتے ہیں اور تمام انسانوں سے

---

[1] الجرح والتعدیل جلد ۱ صفحہ ۲۱

[2] مسلم بشرح النووی جلد ۱ ص ۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچے ترین انسان کو چھوڑتے ہیں۔ شعبہ کے اس اقدام حق گوئی کی بدولت چند ہی دنوں میں جعفر کے شاگرد انہیں چھوڑ کر عمران کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔ نوبت یہاں تک جا پہنچی کہ جعفر کے پاس کوئی بھی شاگرد نہ رہا۔

۴۔ **راویان حدیث کے حالات کی تحقیق** | موضوع روایات کی تحقیق و تنقیح اور موضوع احادیث سے صحیح احادیث کو ممیز کرنے کے لیے راویان حدیث کے حالات سے باخبر ہونا ضروری تھا۔ اس لیے صحابہ و تابعین نے اس امر کی طرف بھی پوری توجہ دی۔ اس ضمن میں راویوں کے حالات زندگی، ان کی تواریخ ولادت و وفات اور ان میں سے حافظ وغیرہ حافظ اور ثقہ اور غیر ثقہ کا پتہ چلایا۔ اس کے علاوہ ان کی علمی مجالس کی کیفیت و حالت کے بارے میں معلومات فراہم کیں کہ کس کی مجالس طویل ہوتی تھیں اور کس کی مختصر۔[1]

امام سفیان ثوری کے بقول واضعین حدیث کا مقابلہ کرنے کے لیے ائمہ حدیث نے فن تاریخ کو استعمال کیا۔[2]

راویان حدیث کے احوال کی ٹوہ لگانے اور ان کے حالات زندگی معلوم کرنے کا مقصد محض اللہ کی رضا کا حصول تھا۔ اس باب میں محدثین کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور نہ کسی کے ساتھ نرمی برتتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ حدیث کے معاملے میں اپنے والدین، بال بچوں اور بہن بھائیوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے

---

[1] تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۹۱

[2] الکفایہ ص ۱۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ زید بن انیسہ برملا اعلان کرتے تھے۔ "لا تأخذوا عن اخی" کہ میرے بھائی سے اخذ حدیث مت کرنا۔ [1]

امام علی بن المدینی سے کسی نے ان کے والد کے متعلق پوچھا تو فرمانے لگے "سلوا عنہ غیری" کہ اس کے بارے میں میرے علاوہ کسی اور سے پوچھو۔ لوگوں نے دوبارہ یہی سوال کیا تو سر جھکا لیا۔ پھر سر اوپر اٹھا کر کہنے لگے "ھو الدّین، انہ ضعیف" کہ یہ دین کا معاملہ ہے وہ (میرا والد) یقیناً ضعیف ہے۔ [2]

اسی طرح وکیع بن الجراح کے والد مسلمانوں کے خزانے پر کام کرتے تھے وہ جب ان سے روایت بیان کرتے تو ان کے ساتھ کسی اور مروی عنہ کو ملا لیتے۔ [3]

ائمہ حدیث اپنے شاگردوں کو بھی حکم دیا کرتے تھے کہ زیادہ غلطی کرنے والے راویوں کے حال بیان کیے جائیں اور جن پر حدیث کے وضع کرنے کی تہمت ہے ان کو بھی واضح کیا جائے۔ جیسے کہ عبد الرحمٰن بن مہدی نے شعبہ ابن المبارک اور مالک بن انس سے ایک آدمی کے بارے میں دریافت کیا جس پر جھوٹ بولنے کا الزام تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ اسے پھیلاؤ کیونکہ یقیناً یہ ایک

---

1. مسلم بشرح النووی جلد ۱ ص ۱۲۱
2. الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص ۶۶
3. الکفایہ ص ۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی معاملہ ہے۔ [1]

اسی طرح شاگرد اپنے شیوخ و اساتذہ سے خطوکتابت کے ذریعے بھی رواۃ الحدیث کے متعلق دریافت کرتے تھے۔ عبداللہ بن معاذ العنبری کے والد بیان کرتے تھے کہ انہوں نے شعبہ سے ابی شیبہ قاضی واسط کے متعلق بذریعہ خطوکتابت دریافت کیا۔ شعبہ نے جواباً لکھا "لا تکتب عنہ ومذق کتابی" کہ اس سے حدیث مت لکھنا اور میرا خط پھاڑ دینا۔ [2]

ائمہ حدیث جہاں دوسروں پر تنقید کرتے تھے وہاں اپنی ذات کو بھی نقد و جرح کے لیے پیش کرتے تھے۔ امام شعبی کا قول ہے۔

"واللہ لو اصبت تسعًا وتسعین مرۃ واخطات مرۃ لعدّوا علی تلک الواحدۃ" [3]

ترجمہ: خدا کی قسم! اگر میں ۹۹ مرتبہ درست رہوں اور ایک مرتبہ غلطی کردوں تو تم اس ایک دفعہ کی غلطی کو میرے خلاف شمار کرنا۔

راویان حدیث پر تنقید اور ان کے احوال کی تحقیق کرتے ہوئے ائمہ حدیث لوگوں کی شان و شوکت، رعب و دبدبہ اور تقوای و پرہیزگاری سے قطعاً مرعوب نہیں ہوتے تھے وہ نقد و جرح کا کام محض رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر سرانجام

---

[1] مقدمہ التمہید ص ۱۲

[2] مسلم بشرح النووی جلد ۱ صفحہ ۹۲

[3] تذکرہ الحفاظ جلد ۱ ص ۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے تھے۔ اور ان کے پیش نظر حق کو باطل سے الگ کرنا اور شریعت اسلامیہ کے مصادر کو منزہ رکھنا تھا۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے۔

"انا لنطعن علی اقوام لعلھم قد حطوا رحالھم فی الجنۃ منذ اکثر من مائتی سنۃ"۔ ۱؎

ترجمہ: ہم لوگوں پر طعن زنی کرتے ہیں اور ممکن ہے وہ دو سو سال سے زیادہ عرصے سے جنت میں جاگزیں ہوں۔

اس قول کی تشریح امام سخاوی یوں فرماتے ہیں۔

"ای اناس صالحون ولکنھم لیسوا من اھل الحدیث۔" ۲؎

یعنی نیک لوگ تھے مگر وہ اہل حدیث میں سے نہیں تھے۔

ابی بکر بن خلاد نے سعید بن القطان سے پوچھا، جن لوگوں کی احادیث آپ نے ترک کی ہیں کیا آپ کو خدشہ نہیں کہ اللہ کے ہاں وہ آپ کے مخالف ہوں گے؟ انہوں نے کہا، ان لوگوں کا میرے مخالف ہونا مجھے اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مخالف ہوں اور دریافت فرمائیں کہ تم نے جانتے ہوئے مجھ سے جھوٹی حدیث کو کیوں بیان کیا۔ ۳؎

۴۔ اقسام حدیث اور ان کے درجات | ائمہ حدیث اور علمائے کرام

۱؎ الجامع لاخلاق الراوی ص ۱۶۰

۲؎ الاعلان بالتوبیخ ص ۵۲

۳؎ الکفایہ صفحہ ۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے موضوع احادیث کی چھان بین اور وضع حدیث کا سدِّ باب کرنے کے لیے التزام بالاسانید، تثبت فی الحدیث اور احوال الرواۃ ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے حدیث کے مقبول و مردود ہونے کے اعتبار سے مختلف درجات مقرر کر دیئے جن کی کسوٹی پر قوی احادیث کو ضعیف احادیث سے چھانٹا جا سکتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے صحیح، حسن اور ضعیف اقسام کی وضاحت کی اور ہر ایک کی حدود و قیود مقرر کر دی گئیں۔ الحدیث الحسن محدثین کے ہاں دوسری صدی ہجری تک معروف نہ تھی۔ اسی طرح الحدیث الحسن کا ذکر مشائخ ترمذی امام بخاری اور امام احمد کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ [1]

انواع الضعیف پر بھی ائمہ فن حدیث نے بات کی اور اسے متن اور سند میں پائے جانے والے ضعف کے مطابق تقسیم کیا۔ ابن حبان نے اس کی ۴۹ اقسام بتائی ہیں۔ ابن الصلاح نے بہت سی اقسام میں تقسیم کیا ہے جنہیں بنیادی طور پر قبولیت کی چھ صفات الاتصال، العدالہ، المتابعہ فی المستور، عدم الشذوذ اور عدم العلہ اور ان کے مختلف اعتبارات کے حوالے سے العراقی کے شرح الالفیہ میں ۴۲ اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ [2]

۵۔ **موضوع حدیث کی پرکھ کے اصول و ضوابط** جس طرح علماء و محدثین نے حدیث صحیح، حسن اور ضعیف اور دیگر اقسام حدیث کی معرفت کے لیے قواعد

---

[1] اختصار علوم الحدیث ص ۴۲

[2] تدریب الراوی ص ۱۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتب کیے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے موضوع احادیث کی پرکھ و چھان بین کے لیے بھی اصول وضوابط وضع کیے۔ ان میں سے بعض کا تعلق وضع فی السند سے ہے اور بعض وضع کا فی المتن سے متعلق ہیں۔ ان کی تفصیل گذشتہ بحث میں بیان کی جا چکی ہے۔ [1]

۱۴۔ **موضوع احادیث پر مشتمل تالیفات** ویسے تو موضوع احادیث کے بارے میں تقریباً چالیس تالیفات ہیں۔ ان میں سے صرف مشہور کتب کا ذیل میں تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

۱۔ تذکرۃ الموضوعات " لابی الفضل محمد بن طاہر المقدسی (۴۴۸ - ۵۰۷)۔ یہ حروف معجم کی ترتیب پر ہے اس میں حدیث درج کرنے کے بعد ائمہ حدیث کی طرف سے اس کے راوی پر جرح کی گئی ہے۔ یہ کتاب ۱۳۲۳ھ کو مصر سے شائع ہوئی۔ [2]

۲۔ " الموضوعات فی الاحادیث الموضوعات " لابی عبداللہ الحسین بن ابراہیم الہمدانی الجوزقی (م ۵۴۳ھ) موضوع احادیث بیان کی گئی ہیں اور ان کے مخالف صحیح احادیث کے ذریعے ان کو باطل ٹھہرایا گیا ہے۔ [3]

۳۔ " الموضوعات الکبری " لابی الفرج عبدالرحمٰن الجوزی (۵۰۸ - ۵۹۷)ھ

---

[1] تدریب الراوی ص ۱۰۵ و فتح المغیث جلد ۱ ص ۵۵

[2] السنۃ قبل التدوین ص ۲۸۷

[3] الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہ چار جلدوں میں ہے۔ اس میں کتاب الکامل لابن عدی الضعفاء لابن حبان العقیلی والازدی، تفسیر ابن مردویہ، معاجم طبرانی الثلاثہ، الخطیب اور ابی نعیم کی مؤلفات میں وارد احادیث نقل کی گئی ہیں مگر ان روایات پر وضع کا حکم لگانے میں تساہل کا کام لیا گیا ہے۔ یہ دارالکتب المصریہ میں مخطوطات کی شکل میں انڈیکس نمبر "۱۴۷ م" کے تحت موجود ہے۔ [1]

۴۔ "المغنی عن الحفظ والکتاب" للحافظ ضیاء الدین ابی حفص عمر بن بدر الموصلی الحنفی (متوفی ۶۲۳ھ) یہ ۱۳۴۲ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔

۵۔ "الاحادیث الموضوعہ التی یرویہا العامہ والقصاص" یہ عبدالسلام بن عبداللہ (ابن تیمیہ) متوفی ۶۵۲ھ کی ہے۔ اس کا مخطوطہ انڈیکس نمبر "۱۷۸ مجامیع" کے تحت دارالکتب المصریہ میں موجود ہے۔

۶۔ "الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص" للحافظ زین الدین عبدالرحیم العراقی (۷۲۵ - ۸۰۶ھ)۔ السیوطی نے اپنی کتاب "تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص" کی الفصل التاسع میں اس کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ اور الفصل العاشر میں اس کا استدراک کیا گیا ہے۔ السیوطی کی یہ کتاب ۱۳۵۱ھ میں مصر سے شائع ہو چکی ہے۔

۷۔ "اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ" للحافظ جلال الدین السیوطی (۸۴۹ - ۹۱۱ھ) اس میں ابن الجوزی کی کتاب کا اختصار و استدراک کیا

---

[1] ایضاً صفحہ ۲۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گیا ہے۔ اور ان موضوعات کا اضافہ کیا گیا ہے جو تاریخ ابن عساکر اور ابن النجار، مسند الفردوس اور ابی الشیخ کی تصانیف میں درج ہیں یہ کتاب ۱۳۱۷ھ میں مصر سے دو جلدوں میں طبع ہوئی اور اس کی ابن الجوزی پر تعلیقات ۱۸۸۶ء میں ہندوستان سے شائع ہوئی۔ [1]

۸۔ علامہ جلال الدین السیوطی کی تالیفات میں "ذیل اللآلی المصنوعہ" "التعقبات علی الموضوعات" اور "النکت البدیعات" بھی شامل ہیں۔

۹۔ تنزیہ الشریعہ المرفوعہ من الاخبار الشنیعہ الموضوعہ" لابی الحسن علی بن محمد (ابن عراق) الکنانی (متوفی ۹۲۳ھ) یہ ایک جامع کتاب ہے۔ جس میں السیوطی "اللآلی" پر اضافہ استدراک کیا گیا ہے۔ یہ ایک مقدمہ اور دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں وضاعین کے نام اور رجال النقد (ناقدین) کے نام دیئے گئے ہیں جنہوں نے ان پر تنقید کی ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں موضوع احادیث اور ان کو وضع کرنے والے راویوں کا ذکر ہے۔ یہ کتاب ۱۳۷۸ھ میں مصر سے دو جلدوں میں طبع ہوئی۔

۱۰۔ "تذکرہ الموضوعات" لرئیس محدثی الہند جمال الدین محمد بن طاہر بن علی الفتنی (متوفی ۹۸۶ھ) ان کی دوسری کتاب "قانون الاخبار الموضوعہ والرجال الضعفاء" بھی ہے۔ دونوں کتب ایک ہی جلد میں ۱۳۴۳ھ میں مصر سے شائع ہوئیں۔ [2]

---

[1] ایضاً صفحہ ۲۸۸ حاشیہ ۵

[2] ایضاً صفحہ ۲۸۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ "الکشف الالٰھی عن شدید الضعف والموضوع الواہی" احمد بن محمد الحسینی السندروسی (متوفی ۱۱۷۷ھ) اس میں انتہائی کمزور، ضعیف اور بے بنیاد احادیث جمع کی گئی ہیں۔ اس کا مخطوطہ انڈیکس نمبر ۱۱۰م۔ "الحدیث" کے تحت دارالکتب المصریہ میں پایا جاتا ہے۔ [1]

۱۲۔ "الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ" للقاضی ابی عبداللہ بن علی الشوکانی (۱۱۷۳ھ۔ ۱۲۰۵ھ) انہوں نے اسلاف کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ لیکن بعض احادیث پر وضع کا حکم لگانے میں تساہل سے کام لیا ہے۔ اور انہیں احادیث صحیح حسن کے طور پر درج کیا ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی نے "ظفر الامانی" میں ان کی نشاندہی کی ہے [2] یہ کتاب مصر سے ۱۳۸۰ھ بمطابق ۱۹۶۰ء شائع ہوئی۔

۱۳۔ "تحذیر المسلمین من الاحادیث الموضوعہ علی سید المرسلین" لعبداللہ محمد البشیر ظافر للمالکی (متوفی ۱۳۲۸ھ) اس میں انہوں نے عام زبانوں پر مشہور موضوع احادیث کو حروف معجم پر ترتیب دیا ہے اور کتاب کے شروع میں ایک قیمتی تمہید درج کی ہے۔ جس میں موضوعات پر مختلف تصانیف و کتب اور رسائل کا احاطہ کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۲ء مصر سے شائع ہوئی۔ [3]

مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ بہت سی تالیفات ایسی منظر عام پر

---

[1] ایضاً صفحہ ۲۸۹ حاشیہ ۱

[2] الرسالہ المستطرفہ ص ۱۱۴

[3] السنہ قبل التدوین ص ۲۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئیں جوان احادیث پرمشتمل ہیں جو زبان زد عام ہیں۔ ان کتب میں ایسی احادیث کے ضعف، وضع کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے ان میں سے مشہور کتب حسب ذیل ہیں۔

۱۔ "التذکرہ فی الاحادیث المشتہرہ" لبدر الدین الزرکشی (۷۴۵-۷۹۴ھ)

۲۔ "الالی المنثورہ فی الاحادیث المشہورہ" للحافظ شہاب الدین بن حجر العسقلانی (۷۷۳-۸۵۲)۔

۳۔ "المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرہ علی الالسنہ" للحافظ المورخ محمد بن عبدالرحمن السخاوی (۸۳۱-۹۰۲ھ)۔

یہ حروف معجم کی ترتیب پر ہے۔ اور مختلف ابواب پرمشتمل ہے۔ یہ ایک عمدہ کتاب ہے۔ جو ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۶ء مصر سے شائع ہوئی، ان کتب کے علاوہ اور بہت سی ایسی کتب ہیں جو اسلاف کی کتابوں کا خلاصہ ہیں۔ ان میں السیوطی، السمہودی، المنوفی، الخلیلی، الغزی العامری العجلونی الجیراحی، ابن جار اللہ اور البیرونی وغیرہ کی کتب شامل ہیں۔ [۱]

۷۔ طلب حدیث کے لیے سفر اختیار کرنا اگرچہ علم حدیث کے طلب وحصول کے لیے سفر اختیار کرنے کا آغاز عہد صحابہ میں ہی ہو چکا تھا لیکن فتنہ وضع حدیث نے اس آتشہ کو شوق دو آتشہ کر دیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ نے شام کا سفر عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث کے سماع کے لیے کیا جس کے

---

[۱] ایضا صفحہ ۲۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوران اسے پورا ایک ماہ لگا۔[1] حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے۔

"لو اعلم احدا اعلم منی بکتاب اللہ تبلغہ الابل لاتیتہ"[2]

کہ اگر مجھے پتہ چلتا کہ کوئی مجھ سے اللہ کی کتاب کا بڑا عالم ہے اور اس تک اونٹ پہنچا سکتے تو میں ضرور اس کے پاس جاتا۔

لیکن وضع الحدیث کے فتنے نے اس کی ضرورت کے احساس کو اور شدید کر دیا۔ کیونکہ اس کے بعد مصادر کی تحقیق، راویان حدیث کی چھان بین، اصول حدیث کے استخراج اور روایت کے ہر ممکنہ مروی عنہ کی تحقیق و تنقیح کے مقاصد کے تحت دور دراز کے رحلات و اسفار ائمہ حدیث نے اختیار فرمائے۔ اسی طرح اس دور میں الاسناد العالی کے حصول کی خاطر بھی سفر کیے گئے۔[3]

دوسری اور تیسری صدی ہجری میں طالب علم کے لیے رحلات کا دائرہ بہت وسعت اختیار کر چکا تھا۔ الرامہرمزی (متوفی ۳۶۰ھ) نے ایسے محدثین کی فہرست درج کی ہے اور ان کے طبقات مقرر کیے ہیں جنھوں نے طلب حدیث اور تحقیق روایت کے لیے مختلف ممالک اور شہروں کے سفر کیے۔[4] چنانچہ مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ، شام، یمامہ، یمن، مصر، مرو، الری اور بخارا

---

[1] الصحیح البخاری جلد ۱ صفحہ ۲۹

[2] الرحلۃ للخطیب ص ۵۷

[3] بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ ص ۲۱۵، ۲۱۶

[4] المحدث الفاصل ص ۱۹ جلد ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو علمی مراکز کی حیثیت حاصل تھی۔ یہاں کے علماء کے تراجم ابن سعد اور خلیفہ بن خیاط نے اپنی کتب طبقات میں درج کیے ہیں۔

رحلات اختیار کرنے والے ان میں لذت شوق محسوس کرتے تھے۔ یہ دیکھیے ایک صاحب یزید بن ہارون کے پاس حران کی طرف شعر گنگناتا جا رہا ہے

اقبلت اهوی علی حیزوم طاویة — فی لجة الیم لا الوی علی سکن

حتی أتیت امام الناس کلهم — فی الدین والعلم والآثار والسنن

ابغی به الله لا الدنیا وزخرفها — ومن تغنی بدین الله لا یهن۔ [1]

- میں اپنی تیز رفتار اونٹنی پر سمندروں کی موجوں میں شوق لیے چلتا گیا۔ میں کسی گھر پر نہیں رکا۔
- یہاں تک کہ میں ایسی ہستی تک جا پہنچا جو دین، علم، احکام اور سنت میں تمام لوگوں کا پیشوا ہے۔
- اس سفر سے میرا مقصد محض اللہ کی رضا ہے۔ دنیا اور اس کی رونق نہیں ہے اور جو اللہ کے دین کی وجہ سے غنی ہو جاتا ہے۔ وہ کبھی رسوا نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر ضیاء العمری نے علمی رحلات اور اخذ حدیث کے لیے اسفار کے اغراض ومقاصد اور فوائد کا خوبصورت تجزیہ پیش کیا ہے۔ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے

۱۔ رحلات طلب حدیث کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ حدیث کے طرق متعدد ہو گئے اور اقسام حدیث میں اضافہ ہوا۔

---

[1] المحدث الفاصل جلد ۲ صفحہ ۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ رواۃ الحدیث کے بارے میں مزید دقت کے ساتھ معلومات حاصل ہوئیں کیونکہ جب علماء نے ذاتی طور پر مختلف شہروں اور ممالک کا سفر اختیار کیا اور وہاں کے علماء سے میل جول ہوا تو راویان حدیث کے بارے میں مزید واقفیت حاصل ہوئی۔

۳۔ اس سے علماء حدیث میں وسعت نظری پیدا ہوئی، احکام میں اختلافات ختم کرنے میں مدد ملی اور مقامی تنگ نظری کی بجائے پورے عالم اسلام میں پائے جانے والے علمی وفکری رجحانات سے متاثر ہو کر ان کے خیالات میں جدت طرازی اور تنوع پیدا ہوا۔

۴۔ اگر محدثین صرف اخذ حدیث اور نقد الرواۃ والحدیث پر اکتفا نہ کرتے تو رحلات ابن جبیر اور رحلات ابن بطوطہ کے طرز پر رحلات محدثین کو بھی مدون کیا جاتا اور اس سے مختلف شہروں کے اوصاف اور وہاں کے مکینوں کے حالات کا پتہ چلتا۔

۵۔ ان علمی رحلات کی بدولت عصبیت کا اثر کم ہوا اور ممالک کے مابین حدیث کا مقابلہ کم ہوا جبکہ فقہی محاذ آرائیوں میں عراقی و مدنی مکاتب فکر پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اور ان میں تعصب رائے پایا جاتا ہے۔

۶۔ اگرچہ اصول حدیث میں بھی قبول یا رد روایت کی شرائط پائی جاتی ہیں لیکن فقہی مکاتب فکر کی طرز پر اہل حدیث کے ہاں ایسے مدارس ناپید ہیں ان کے مابین محض انفرادی طور پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ کیونکہ محدثین کے ہاں مقامی عصبیت نایاب ہے۔ بلکہ ان میں بین الملی وحدت اور بین الاسلامی اتحاد نمایاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ممالک و مدن اور مدارس و مکاتب فکر کی بنیادوں پر اختلاف نہیں ہے۔[1]

حاصل بحث اس فصل میں بیان کردہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ محدثین کرام نے صحیح احادیث کو موضوع احادیث سے الگ کرنے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے موضوع احادیث کی مکمل جانچ پڑتال کی۔ ان کی پرکھ کے اصول وضع کیے۔ اس کی مختلف صورتوں کو بے نقاب کیا اور وضاعین حدیث کا پیچھا کر کے تمام لوگوں کے سامنے ان کے مذموم کام کو واضح کر دیا۔ وضع حدیث کے انسداد کے لیے انہوں نے جن تحقیقی اصولوں کو اختیار کیا وہ تحقیقی دنیا کا حقیقی سرمایہ ہیں۔ اس فصل کی روشنی میں ہمارے سامنے تحقیق کے جو اصول و ضوابط آتے ہیں ان کا تعلق روایات کے لیے اسناد قائم کرنا، روایات حدیث کے حالات کی چھان بین، اقسام حدیث اور ان کے درجات کا تعین، حدیث کی تحقیق کے لیے سفر اختیار کرنا، موضوع احادیث کی پرکھ کے اصول اور موضوع احادیث پر مشتمل تالیفات شامل ہیں۔

وضع حدیث کے انسداد کی خاطر محدثین کرام نے قابل قدر کوششیں سرانجام دیں۔ ان کا دائرہ اس قدر وسیع اور ہمہ گیر ثابت ہوا کہ ان سے باقاعدہ علوم اور فنون حدیث نے جنم لیا۔ جن میں علم الرجال اور فن جرح و تعدیل نہایت اہم گردانے جاتے ہیں۔ چنانچہ آئندہ فصل میں ان کا تفصیلی تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

---

[1] بحوث فی تاریخ السنہ المشرفہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

علم الحدیث میں تحقیق کے طریقے

بحث اوّل ـــــــ علم الرّجال

۱۔ **قبولیت روایت کی شرائط** ائمہ جرح و تعدیل نے قبولیت روایت کے بارے میں مختلف انداز اپنائے ہیں۔ بعض نے تفصیلی شرائط کا تذکرہ کیا ہے۔ جبکہ بعض نے اختصار سے کام لیا ہے۔ ابن الصلاح نے ان صفات کو جمع کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"تمام جمہور ائمہ حدیث و فقہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ روایت کی قبولیت کے لیے شرط یہ ہے کہ راوی روایت میں عادل اور ضابط ہو اور اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ وہ مسلمان، بالغ، عاقل، فسق کے اسباب اور بداخلاقی سے محفوظ، بیدار مغز، اگر اپنے حافظے سے روایت کرے تو حافظ، کتابت سے روایت کرتا ہو تو ضابط اور اگر بالمعنی روایت کا عادی ہو تو الفاظ کے معانی و مفاہیم سے بخوبی واقف ہو۔"[1]

اس اعتبار سے راوی کی دو بنیادی شرائط سامنے آتی ہیں۔

---

[1] ابن الصلاح صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالت اور ضبط

الف۔ عدالت

راوی کے عادل ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ مسلمان ہو کیونکہ اللہ کا فرمان ہے۔ ممّن ترضون من الشھداء۔ [1]
اور ظاہر ہے غیر مسلم ناپسندیدہ ہے۔

۲۔ بالغ ہو کیونکہ یہ ذمہ دارانہ امر ہے جس میں فرائض کو اپنانا اور ممنوعات کا ترک کرنا شامل ہے۔

۳۔ عاقل ہو کیونکہ سچائی کو اپنانے اور ضبط کلام کے لیے عقل کا ہونا ضروری ہے۔

۴۔ متقی ہو۔ کیونکہ قرآن نے خبر دینے والے کے لیے تقوٰی کو بنیادی شرط کے طور پر بیان کیا ہے۔

"وان جاءکم فاسق بنباء فتبیّنوا ۔۔۔" [2]
(اور اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی پوری تحقیق کرو)

۵۔ صاحب اخلاق ہو۔ یعنی معاشرے میں وہ معقول اور شریف انسان سمجھا جاتا ہو۔ اور گھٹیا حرکات سے اجتناب کرتا ہو۔ [3]

---

[1] ایضا والقرآن سورۃ الحجرات آیت۔ ۶

[2] ایضا والقرآن سورۃ البقرۃ آیت۔ ۲۸۲

[3] منہج النقد فی علوم الحدیث ص ۷۹ ۔ ۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب۔ **ضبط**

روایت کی قبولیت کی دوسری شرط یہ ہے کہ راوی ضابط ہو اور ابن الصلاح کے مذکورہ بالا اقتباس کے مطابق ضروری ہے کہ وہ بیدار مغز، اپنی حدیث کا حافظ، مکتوبہ احادیث کا ضابط اور روایت بالمعنی کی صورت میں الفاظ کے معنی و تعبیرات سے بخوبی آشنا ہو۔

راوی کے ضبط کا ائمہ حدیث نے معیار و کسوٹی یہ مقرر کیا ہے کہ اس کی روایات کا ثقہ رواہ کی روایتوں سے موازنہ کیا جائے۔ اگر وہ روایات موافق ہوں چاہے معنوی اعتبار سے ہی مطابقت کیوں نہ ہو یا یہ کہ عام طور پر موافق ہوں اور شاذ و نادر مخالفت ہو تو ایسے راوی کو ضابط تسلیم کیا جائے۔ چنانچہ ابن الصلاح لکھتے ہیں۔

"یعرف کون الراوی ضابطاً بان تعتبر روایاتہ بروایات الثقات المعروفین بالضبط والاتقان، فان وجدنا روایاتہ موافقۃ ولو من حیث المعنی لروایاتھم او موافقۃ لھا فی الاغلب والمخالفۃ نادرۃ عرفنا حینئذ کونہ ضابطاً ثبتا، وان وجدناہ کثیر المخالفۃ لھم عرفنا اختلال ضبطہ ولم نحتج بحدیثہ۔" [1]

ترجمہ: راوی کے ضابط ہونے کا اعتبار اس طرح ہوگا کہ ہم اس کی روایات کا موازنہ ان ثقہ رواہ کی روایات سے کریں جو ضبط و اتقان میں معروف ہوں

[1] ابن الصلاح ص ۱۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم اس کی روایات کو ان کے موافق پائیں چاہیے معنوی اعتبار سے ہی کیوں نہ ہوں یا زیادہ تر موافق ہوں اور شاذ و نادر مخالف ہو تو ہمیں پتہ چل جائے گا کہ وہ ضابط ثبت ہے اور اگر اسے زیادہ تر ان کی روایات کی روایات کی مخالفت کرتا دیکھیں تو ہمیں اس کے ضبط کے خلل کا علم ہو جائے گا اور ہم اس کی حدیث کو قابل حجت قرار نہیں دیں گے۔

۲۔ **عدالت میں خلل کے اسباب** راوی میں عدالت و ضبط کی صفات موجود ہوں گی تو اسے ثقہ اور حجت تسلیم کیا جائے گا کیونکہ صدق اور قوت حفظ کا ثبوت مل چکا ہے اور اس نے حدیث کو جیسے سُنا تھا ویسے ہی نقل کیا ہے۔ لہٰذا اسے حجت قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر ان صفات میں کوئی خلل واقع ہو جائے تو وہ مردود الحدیث ہو گا۔ [1]

راوی کی عدالت میں خلل ڈالنے والے اہم اسباب مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ کافر راوی کی روایات قبول نہیں کی جائیں گی جبکہ روایت حدیث کے وقت اس کا مسلمان ہونا ضروری ہے، کیونکہ کفر دین اور اہل دین کی مخالفت کے سب سے بڑے اسباب میں سے ہے۔

۲۔ بچے اور مجنون کی روایت قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ دونوں اپنے افعال کے ذمہ دار نہیں ٹھہرائے جا سکتے۔ بچہ جھوٹ بولنے کا رجحان رکھ سکتا ہے

---

[1] منہج النقد ص ۸۰ - ۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مجنون میں ضبط کی شرط مفقود ہوتی ہے۔

۳۔ فاسق کی روایت کو بھی درجہ قبولیت حاصل نہیں ہوگا کیونکہ قرآنی نصوص اس کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں۔ ماسوائے اس صورت کے کہ وہ فسق و فجور سے توبہ اختیار کرے۔

۴۔ کذب فی الحدیث سے تائب۔ حدیث میں جھوٹ بولنے والا چاہے توبہ بھی کرے اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ [1]

۵۔ خبر المبتدع۔ مبتدع وہ ہوتا ہے جو عقیدہ سنّت کی مخالفت کی وجہ سے فسق کا مرتکب ہو۔ اس اعتبار سے بدعت کی دو اقسام ہیں۔ بدعت مکفرہ اور بدعت غیر مکفرہ۔ پہلی صورت میں تو اس کی روایت لازمی طور پر مردود ہوگی۔ لیکن تکفیر میں احتیاط کرنا بہت ضروری ہے۔ تدوین حدیث کے دور میں معمولی معمولی باتوں میں لوگ کفر و شرک کی تہمت لگا دیتے تھے۔ [2]

دوسری صورت میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ابن الصلاح لکھتے ہیں کہ ائمہ کا مبتدع جس کی بدعت غیر مکفرہ ہو کے بارے اختلاف ہے کہ آیا اس کی روایت قبول کی جائے یا رد کر دی جائے۔ بعض کا خیال ہے اگر وہ اپنے مسلک کی خاطر یا اہل مسلک کے لیے جھوٹ کو روا نہ خیال کرتا ہو تو اس کی روایت قبول کر لی جائے گی۔ چاہے بدعت کی طرف دعوت دے یا نہ دے

---

[1] ابن الصلاح ص ۱۱۶

[2] تدریب الراوی ص ۲۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے لوگوں کا خیال ہے اگر اس کی روایت بدعت کی طرف دعوت نہ دے تو اسے قبول کر لیا جائے اور یہی اکثر علماء کا مذہب ہے اور یہی زیادہ قرینِ انصاف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ صحیحین میں شواہد اور اصول کے ابواب میں ایسے رواۃ کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ [1]

۶۔ حدیث پر اجرت لینے والا ۔ حدیث بیان کرنے پر اجرت وصول کرنے والے راوی کی روایت کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں صحابہ تابعین تو روایت حدیث محض اللہ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لیے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ مقدمہ مشہور ہو گیا۔ "علّم مجانا کما علّمت مجانا۔" [2] کہ جس طرح تم نے مفت علم حاصل کیا ہے۔ اسی طرح مفت اس کی تعلیم دو۔

دوسری طرف بعض دیگر ائمہ جیسے ابی نعیم الفضل بن وکیف اور عبدالعزیز المکی دونوں امام بخاری کے شیوخ میں سے تھے۔ تو ان کے معاشی حالات نے نقل روایت پر اجرت وصول کرنے پر مجبور کر دیا تھا ابو نعیم کا قول ہے۔

"یلوموننی علی الأخذ وفی بیتی ثلاثۃ عشر، وما فی بیتی رغیف۔ [3]

---

[1] ابن الصلاح ص ۱۱۴

[2] الکفایہ ص ۱۵۳ - ۱۵۴

[3] تہذیب التہذیب جلد ۸ ص ۲۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: مجھے لوگ اجرت (روایت حدیث پر) لینے پر ملامت کرتے ہیں جبکہ تیرہ دن سے میرے گھر میں روٹی نہیں ہے۔

اس قسم کی مجبوری کے علاوہ محدثین نے ایسی سنہری امثلہ پیش کی ہیں کہ انہوں نے روایت حدیث پر کسی قسم کی اجرت وصول کرنے سے احتراز کیا ہے بلکہ تحفہ تک وصول کرنے سے اجتناب کیا ہے۔

امام اوزاعی کو ان کے شاگردوں نے تحفہ پیش کرنا چاہا تو کہنے لگے "تمہیں اختیار ہے، اگر چاہتے ہو تو میں تحفہ قبول کر لیتا ہوں۔ لیکن پھر تمہیں حدیث بیان نہیں کروں گا یا پھر تحفہ لوٹا دیتا ہوں۔ اور حدیث بیان کرتا رہوں گا، چنانچہ انہوں نے تحفہ ٹھکرا دیا اور بدستور حدیث کی روایت کرتے رہے۔

اسی طرح ابوالفتح الکروخی کے شاگردوں نے کچھ سونا ان کی خدمت میں ارسال کیا۔ انہیں پتہ چلا کہ انہیں تو انہوں نے حدیث بیان کی ہے۔ اس لیے وہ واپس لوٹاتے ہوئے فرمایا

"بعد السبعين واقتراب الأجل أخذ على حديث رسول الله شيئاً" [1]

ترجمہ: کیا اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث روایت کرنے پر اُجرت وصول کروں گا جبکہ میں ستر سال سے زائد عمر کا ہوں اور موت کا وقت قریب آچکا ہے۔

---

[1] منہج النقد ص ۸۵۔ ۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ضبط میں خلل کے اسباب جس راوی کے ضبط میں مندرجہ ذیل اسباب کی وجہ سے خلل واقع ہو، اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

۱۔ جو راوی تلقین فی الحدیث کو قبول کرتا ہو۔ یعنی اگر اس کے سامنے ایسی روایات پیش کی جائیں جو اس کی مروی نہ ہوں، مگر پیش کرنے والے کے اصرار پر اعتراف کرے کہ یہ روایات میری روایت شدہ ہیں۔ اس کی روایت اس لیے مردود ہوگی کیونکہ وہ بیدار مغز ہونے کی بجائے مغفل ہو۔

۲۔ کثرت شواذ و منکرات۔ جس راوی کی روایت کے مخالف روایات کی کثرت پائی جائیں اور اس سے اس کا تفرد ثابت ہو، اس کی روایت بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ ابن الصلاح نے شعبہ کا قول نقل کیا ہے۔

"لا یجیئک الحدیث الشاذ الا من الرجل الشاذ"[1]

ترجمہ: تمہیں شاذ حدیث صرف شاذ راوی ہی سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

۳۔ جو راوی روایات میں کثرت سہو کے لیے مشہور ہو۔ جو راوی اپنی روایات میں کثرت سہو و نسیان کے لیے معروف ہو اس کی روایت بھی مردود ہوگی کیونکہ یہ چیز اس کے برے حافظے پر دلالت کرتی ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ مکتوب اصل سے حدیث بیان کرے جو کہ صحیح ہو۔

۴۔ جو حدیث میں غلط بیانی پر اصرار کرتا ہو۔ ایسے راوی کے بارے میں امام

---

[1] ابن الصلاح ص ۱۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مبارک، احمد بن حنبل اور الحمیدی کی رائے یہ ہے کہ اس کی روایات ساقط ہوں گی لیکن ابن الصلاح کے نزدیک محل نظر ہے کیونکہ ممکن ہے یہ عناد و دشمنی پر مبنی ہو۔[1]

۵۔ نسخہ احادیث میں تساہل کرنے والا۔ جو راوی اپنی روایت شدہ احادیث کے نسخے میں تساہل سے کام لیتا ہو اس کی روایت بھی قابل قبول نہیں ہو گی۔[2]

۴۔ رواۃ کے علمی القاب محدثین نے راویان حدیث کے ذوق، شوق اور عنایت بالحدیث کی بنا پر انہیں مخصوص القاب عطا کیے ہیں جو ان کی شخصیت کے مخصوص پہلو کو نمایاں کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ **المسند** : جو حدیث کو اس کی اسناد کے ساتھ نقل کرے، چاہے اُسے اس کا علم حاصل ہو یا محض روایت کرتا ہو۔

۲۔ **المحدث** : ابن سید کے فرمان کے مطابق جو راوی حدیث کی روایت میں مشغول ہو اور اپنے زمانے کے بہت سے رواۃ اور ان کی روایات سے مطلع ہو اور ان میں غلطی و تمیز بھی کر سکتا ہو اسے محدث کہا جاتا ہے۔[3]

۳۔ **الحافظ** : حافظ کا درجہ محدث سے ارفع ہے۔ حافظ اسے کہا جاتا ہے

---

[1] ایضاً ص ۱۱۹ - ۱۲۰

[2] ایضاً و منہج النقد ص ۸۶ - ۸۷

[3] تدریب الراوی ص ۱ و قسم الرواۃ ص ۱۹۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو حدیث اور اس کے فنون میں وسعت کرے اور احادیث اور ان کی علل کا عالم ہو۔ امام زہری کے مطابق حافظ چالیس سالوں کے بعد پیدا ہوتا ہے امام احمد بن حنبل کو ایک لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔ [1]

۴۔ **الحجہ :** اگر حافظ تدقیق و اتقان میں بلند درجے کا مالک ہو اور احادیث کے متون و اسانید کا ماہر ہو تو اسے حجت کا لقب دیا جاتا ہے۔ متاخرین کے نزدیک جس راوی کو تین لاکھ احادیث بمعہ ان کے متون و اسانید زبانی یاد ہوں وہ حجت کہلاتا ہے۔ [2]

۵۔ **الحاکم :** جو تمام احادیث کے علم کا احاطہ کیے ہوئے، معمولی سی حدیث بھی اس سے نہ چھوٹے، اسے حاکم کا لقب عطا کیا گیا ہے

۶۔ **امیر المومنین فی الحدیث :** یہ تمام درجات و مراتب سے اعلیٰ ترین مرتبہ ہے۔ یہ اسے دیا جاتا ہے جو حفظ و اتقان میں ارفع ہو۔ اور جسے احادیث کی پوری خبر ہو۔ ان لوگوں میں سفیان ثوری، حماد بن مسلم، عبداللہ بن مبارک، احمد بن حنبل، بخاری و مسلم اور متاخرین میں حافظ ابن حجر عسقلانی شامل ہیں۔ [3]

---

[1] ایضاً ص ۱۰-۱۱

[2] منہج النقد ص ۷۶-۷۷

[3] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث دوم ــــــ جرح وتعدیل

۱۔ جرح وتعدیل کا مفہوم (لغوی)

جرح : جیم کے فتح کے ساتھ اس کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ہیں :۔

"۱ ثر افیہ السلاح"۔ [۱] کسی ہتھیار سے متاثر کرنا (زخمی کرنا)

جراح زخم کو کہا جاتا ہے۔ اور جراحات کی جمع، لفظ جرح کے عربی زبان میں استعمال کے متعلق ابن منظور کلام عرب کا ایک مقولہ نقل کرتے ہیں :۔

" ویقال جرح الحاکم الشاھد اذ عثر منہ علی ماسقطت بہ عدالتہ "

ترجمہ کہا جاتا ہے کہ حاکم نے گواہ پر جرح کی یعنی جبکہ حاکم کو شاہد کے متعلق کوئی اطلاع ملی ہو تاکہ اس جرح سے اس کی جھوٹ وغیرہ سے براءت ثابت ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کلام عرب میں تحقیق، تنقیح، تفتیش اور کسی شخص کے حالات کے متعلق پوچھ گچھ اور اس کی شہادت یا خبر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا جرح کہلاتا ہے۔

---

[۱] ابن منظور، لسان العرب جلد ا صفحہ ۵۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعدیل : عدل سے مشتق ہے۔ اور جور (ظلم) کی ضد ہے۔ کسی شے کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا اور تعدیل سے مراد کسی کو عادل قرار دینا۔

اصطلاحی مفہوم : کسی روایت کے راوی کو عادل اور قوی قوت حافظہ کا مالک قرار دینا تعدیل اور کسی راوی کی قوت حافظہ یا اس کے کردار پر کسی ایسے ماہر فن کا طعن واعتراض جو تعصب سے بالاتر ہو جرح کہلاتا ہے۔ [1]

نواب صدیق حسن خان اس علم کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"ھو علم یبحث فیہ عن جرح الرواۃ وتعدیلھم بالفاظ مخصوصۃ وعن مراتب تلک الالفاظ"۔ [2]

ترجمہ : علم جرح وتعدیل وہ علم ہے کہ جس میں راویوں کی جرح اور ان کی تعدیل پر مخصوص الفاظ (اصطلاحات) کے ساتھ بحث کی جائے اور الفاظ کے اس فرق کی بنیاد پر مراتب مرتب کیے جائیں۔

یعنی جرح وتعدیل کی چند متعین اصطلاحات استعمال کرکے فرق مراتب معلوم کیا جائے۔

۲۔ **شرائط جارح ومعدل** : جرح وتعدیل ایک نازک اور مشکل معاملہ ہے۔ لہٰذا اہل جرح وتعدیل میں کسی کی جرح پر کسی راوی کو مجروح کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس معاملے کی تحقیق وتدقیق ضروری ہے تاکہ اس

---

[1] تیسیر مصطلح الحدیث ص ۱۴۹

[2] قنوجی جلد ۲ ص ۲۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح رواۃ بلا وجہ مجروح نہ ہوں اور محض طبقاتی وابستگی کی بنا پر ان کی تعدیل نہ ہو۔ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

"یجب علیک ان لا تبادر الی الحکم بجرح الراوی بوجود حکمہ من بعض اھل الجرح والتعدیل بل یلزم علیک ان تنقح الامر فیہ فان الامر ذو خطر و تھویل ولا یحل لک ان تاخذ بقول کل جارح فی ای ا وکان روا" [1]

ترجمہ: تیرے اوپر لازم ہے کہ اہل جرح و تعدیل میں کسی کی جرح پر کسی راوی کو مجروح کرنے میں جلدی نہ کرنا بلکہ تجھ پر لازم ہے کہ اس معاملہ کی تحقیق کرے کیونکہ یہ ایک خطرناک اور نازک معاملہ ہے اور تیرے لیے جائز نہیں کہ کسی راوی پر جرح کرنے والے کی جرح کو قبول کرے چنانچہ جارح و معدل کو کچھ شرائط کا پابند کر دیا گیا ہے۔ وہ شرائط حسب ذیل ہیں۔

الف۔ علم و تقوی: جرح و تعدیل کرنے والے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ صاحب علم، متقی، صاحب ورع اور اہل صدق میں سے ہو۔ کیونکہ کسی پر جرح و تعدیل کرنا ایک فیصلہ شرعی ہے اور فیصلہ شرعی صرف ایسا شخص ہی صادر کر سکتا ہے جو صاحب علم و دانش ہو۔ [2]

---

[1] الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ص ۱۸

[2] ایضا ص ۱۸ و منہج النقد فی علوم الحدیث ص ۹۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب۔ **اسباب جرح وتعدیل کا عالم :** اہل جرح وتعدیل کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ ان اسباب وجوہ سے بخوبی آگاہ ہو۔ جن کی بنا پر کسی راوی کو ثقہ یا مجروح کہا جا سکتا ہے۔ علامہ ابن حجر رقم طراز ہیں۔

" وتقبل التزکیۃ من عارف اسبابھا لا من غیر عارف لئلا یزکی بمجرد ما یظھرلہ ابتداء من غیر ممارسۃ و اختبار۔ [1]

ترجمہ: اور تزکیہ صرف اس شخص کا قبول کیا جائے گا جو اسباب تزکیہ کی معرفت رکھتا ہو تا کہ کوئی شخص ابتداء میں محض ظاہری احوال کو دیکھ کر بغیر امتحان و آزمائش کسی کو مزکی قرار نہ دے۔

ج۔ **تصرفات کلام کا ماہر ہو :** جارح ومعدل کے اندر یہ وصف بھی پایا جانا ضروری ہے۔ کہ وہ کلام عرب کے تصرفات، اشتقاقات اور ابواب کے بدلنے سے معانی ومفاہیم کی تبدیلی سے بخوبی آشنا ہو۔ کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی میں ہی استعمال کرتا ہو اور کسی ایسے لفظ سے جرح نہ کرتا ہو جو صراحۃً کسی عیب کو بیان کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ [2]

د۔ **تعصب سے بالاتر ہو :** حدیث کے راوی پر جرح وتعدیل کرنے والے کا ہر قسم کی خاندانی، قبائلی یا علاقائی عصبیت سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ جرح وتعدیل میں کسی قسم کے تعصب سے

---

[1] ابن حجر، شرح نخبۃ الفکر ص ۱۳۲

[2] منہج النقد ص ۹۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے متاثر نہ ہوتا ہو۔ [1]

ھ۔ **متشدد نہ ہو:** جرح کرنے میں تشدد سے کام لینے والے جراح کی جرح بھی قابل اعتبار نہ ہوگی۔ ابو حاتم نسائی، ابن معین، ابوالحسن بن القطان یحییٰ بن سعید القطان اور ابن حبان جرح میں متشدد ہیں۔ البتہ کسی راوی کے لیے ان کی تعدیل دوسرے ائمہ جرح و تعدیل کے مقابلہ میں زیادہ قابل قبول اور راوی کو زیادہ ثقہ و ثابت بنانے والی ہوتی ہے۔ [2]

و۔ **مجروح نہ ہو:** کسی راوی پر جرح کرنے والا اگر ائمہ رجال کے نزدیک خود مجروح ہے تو اس کی جرح معتبر نہیں۔ [3]

۲۔ **آداب جرح و تعدیل** راوی پر جرح و تعدیل کے سلسلہ میں جارح و معدل کے لیے مذکورہ شرائط کو پورا کرنے کے علاوہ کچھ آداب و اسالیب کو اپنانا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ شرائط کی تکمیل کے بعد درج ذیل آداب کا پورا کرنا بھی جرح و تعدیل کو معتبر بنانے کے لیے ضروری ہے۔

الف۔ **اسباب جرح کی نشاندہی:** راوی پر مبہم جرح ائمہ جرح و تعدیل کے ہاں قابل قبول نہیں کیونکہ اسباب جرح تعداد میں قلیل و محدود ہونے

---

[1] ایضاً ص ۱۰۰

[2] مقدمہ اعلاء السنن، قواعد فی علوم الحدیث ص ۱۰۷ - ۱۰۸

[3] ایضاً جلد ا ص ۱۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ ان میں سے کسی ایک سبب کے پائے جانے سے جرح ثابت ہو جاتی ہے اور ایک سبب کا بیان آسان امر ہے۔ دیگر یہ کہ اسباب جرح مختلف ہیں۔ ایک ہی سبب بعض ائمہ کے نزدیک جرح کی بنیاد بن سکتا ہے۔ جبکہ وہی سبب دیگر ائمہ کے نزدیک وجہ جرح نہیں بن سکتا۔ البتہ تعدیل میں وجہ تعدیل کی تفصیلات بیان کرنا ضروری نہیں کیونکہ وجوہ تعدیل تعداد میں کثیر ہیں اور راوی عادل میں ان سب کا پایا جانا ضروری ہے۔ ان سب کا ہر راوی کی تعدیل کے ساتھ بیان طوالت و اطناب کا موجب ہوگا۔ [1]

ب۔ **اعتدال** : جرح و تعدیل اعتدال و میانہ روی پر مشتمل ہو کہ جس سے راوی کو اس کے جائز مقام و مرتبہ پر رکھا جائے نہ کسی اس کے اصل مقام سے بلند کیا جائے اور نہ کسی کو اس کے مرتبہ سے گرایا جائے۔ [2]

ج۔ **حسب ضرورت** : راوی پر جرح صرف اس قدر کی جائے، جس قدر اس کی شرعی ضرورت ہو۔ زائد از ضرورت کسی پر جرح جائز نہیں۔ اسی طرح صرف اس راوی پر جرح کی جائے جس پر جرح کی ضرورت ہو۔ یعنی کوئی ایسا راوی جو روایات حدیث کو کثرت سے نقل کرنے والا ہو اور اس میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہو یا اس کی روایات دیگر رواۃ سے

---

[1] ایضاً کتاب مذکور، مولانا عثمانی جلد ا ص ۱۰۳

[2] منہج النقد ص ۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متصادم ومتعارض ہوں۔ [1]

۴۔ **جرح وتعدیل میں اولیّت** | اس سلسلے میں حسب ذیل صورتیں سامنے آئی ہیں۔

الف۔ اگر جرح وتعدیل دونوں مبہم ہوں تو تعدیل کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ جرح کا مفسّر ہونا شرط ہے۔

ب۔ اگر جرح مفسّر اور تعدیل مبہم ہو تو جرح کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ وجہ جرح کی تفصیل جارح کے معدل پر فائق فی العلم (علم میں برتر) ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

ج۔ اور اگر جرح وتعدیل دونوں مفسّر ہوں، جارح متعصب ومتشدد نہیں ہے تو جرح کو ترجیح حاصل ہوگی بصورت دیگر تعدیل کو۔ [2]

جرح وتعدیل کے ان احکام وآداب سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی راوی پر جرح مبہم قابل قبول نہیں ہے بلکہ اس کو مجرد جرح قرار دینے کے بعد اس کی وجوہ جرح کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ پھر یہ بات بھی عیاں ہوگئی کہ جرح مفسر بھی ہر جرح کرنے والے کی معتبر نہیں بلکہ جرح کرنے والا اپنے اندر کچھ اوصاف کو پیدا کرنے والا چند شرائط اور رجال حدیث کا ادراک رکھنے والا ہو۔ ان تمام شرائط

---

[1] ایضاً

[2] منہج النقد ص ۱۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام وآداب کے بعد وہ رجال حدیث کے اسماء، القاب، قبائل اور کنیتوں سے پوری واقفیت رکھتا ہو اور ناموں کی مشابہت یا کنیات کے ایک جیسا ہونے کی بنا پر کبھی غلطی، غفلت یا سہو میں مبتلا نہ ہوا ہو۔

حاصل بحث | جرح وتعدیل پر اس بحث سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوا کہ حدیث کے قبول کرنے میں ائمہ حدیث ورجال نے جرح وتعدیل کے کس قدر سخت اور کڑے معیارات رکھے ہیں۔ ان معیارات پر پرکھے بغیر کسی راوی کی حدیث قبول نہیں ہوتی اور پھر راوی کے فرق مراتب کے لحاظ سے روایت کے مراتب بھی متعین کیے گئے ہیں۔ تمام روایات کی تنقیح کردی گئی ہے۔ حق و باطل، قوی وضعیف، صحیح وموضوع کے درمیان خط امتیاز کھینچا جا چکا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جرح وتعدیل کا جو معیار حدیث کے سلسلہ میں قائم کیا گیا۔ علم وتحقیق کی دنیا میں اس سے زیادہ ممکن ہی نہیں۔

آئندہ فصل علم الحدیث میں تحقیق کے اصول وضوابط پر مشتمل ہیں۔ جن میں مصدر کی اہمیت اور اسناد حدیث، سند اور متن کی تحقیق، روایت حدیث کی شرائط وآداب، راویان حدیث سے متعلقہ معلومات کا حصول اور نقل حدیث کے طریقے اہمیت کے حامل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

علم الحدیث میں تحقیق کے اصول و ضوابط

علم الحدیث میں تحقیق کے اساسی اصول و ضوابط کو پیش نظر رکھا گیا ہے ان کا دائرہ خبر دینے والے سے لے کر خبر کے اولین مصدر تک وسیع کر دیا گیا ہے مصدر کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسناد حدیث کا سلسلہ راوی، مروی عنہ، ان کے اساتذہ، شیوخ، شیوخ الشیوخ تبع تابعین تابعین، صحابہ کرام اور پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پھیلا ہوا ہے۔ مزید یہ کہ اس سلسلہ رواۃ کو محض بیان نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ تحقیق بھی کی جاتی ہے کہ راوی کا کردار کیا تھا، ثقہ تھا یا ضعیف، صادق تھا یا کاذب، حافظ تھا یا غافل، عادل تھا یا غیر عادل اور اس کی مروی عنہ سے ملاقات بھی ہوتی تھی یا نہیں۔ اخذ حدیث میں مکمل احتیاط برتی گئی ہے۔ روایت حدیث کے لیے اصول و شرائط کا لحاظ کیا گیا اور اس کے لیے تحقیقی منہاج کو اپنایا گیا۔ طالب حدیث اور محدث دونوں کے آداب کا تعین کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ احادیث کی کتابت، ضبط اور تقیید کے لیے تحقیقی طرز تحریر کو اختیار کیا گیا ہے۔ آئندہ اوراق میں علم الحدیث کے ان تحقیقی اصول و ضوابط کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ مصدر کی اہمیت اور اسناد حدیث

اسناد کی تعریف علامہ ابن حجر رح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان الفاظ میں پیش کی ہے۔

" وھو الطریق الموصلة الی المتن ۔ " [1]

کہ اسناد متن تک پہنچنے والے راستے کا نام ہے۔

مصدر کی اہمیت اس حقیقت سے اجاگر ہو جاتی ہے کہ اسناد کی تقسیم اساسی ہی ان کے مصدر و منتہی کے اعتبار سے کی گئی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

الف۔ اسناد مرفوع : جو اسناد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک صراحتہً یا حکماً، آپ کے قول وفعل یا تقریر کو نقل کرتے ہوئے پہنچادے اسے مرفوع اسناد کا نام دیا جاتا ہے۔ چاہے وہ سند متصل کے یا سند منقطع کے ساتھ کرے۔

ب۔ اسناد موقوف : اگر سلسلہ اسناد صرف صحابی تک اس کے قول یا فعل یا تقریر کو نقل کرتے ہوئے ختم ہو جائے تو اسے موقوف کہا جاتا ہے۔

وہ سلسلہ اسناد جو تابعی تک اس کے قول یا فعل یا تقریر کو نقل کرتے ہوئے ختم ہو جائے۔ اس مقطوع اسناد کا نام دیا جاتا ہے۔ [2]

اسناد حدیث کی خوبی یہ ہے کہ اس میں مصادر خبر کی پوری تحقیق اور چھان بین کی گئی ہے چنانچہ جہاں اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ خبر کے مصدر اوّل تک اسناد کا سلسلہ پہنچایا جائے وہاں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حدیث کے سلسلہ رواہ کی کڑیاں کتنی ہیں۔ اس طرح کم از کم راویوں والی اسناد کو فضیلت و ترجیح دی گئی ہے۔ راویوں

---

[1] شرح نخبۃ الفکر ص ۹۲

[2] ایضاً ص ۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تعداد کے اعتبار سے اسناد کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

الف ۔ العلوالمطلق : اگر رجال السند کی تعداد کم ہو (دوسرے طرق حدیث کی نسبت سے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے تو اسے العلو المطلق یعنی قطعی طور پر ارفع و بلند ترین اسناد کا نام دیا جاتا ہے۔ [1]

ب ۔ العلوالنسبی : دوسری قسم اسناد کی یہ ہے کہ رجال السند کی تعداد کم ہو اور وہ صرف صاحب حفظ و فقہ و ضبط و تصنیف ائمہ حدیث تک رسائی حاصل کر سکے جیسے امام شعبہ، امام مالک، ثوری، الشافعی اور امام بخاری و مسلم، اسے العلوالنسبی کہا جاتا ہے۔ چاہے اس امام سے آگے عدد الرواۃ زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ العلوالنسبی کی مندرجہ ذیل صورتیں ممکن ہیں۔

(۱) الموافقہ : اگر اسناد صحاح ستہ کے شیوخ تک ان کے معین طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے سے پہنچ جائے تو اسے موافقت کا نام دیا جاتا ہے مثلاً امام بخاری سے قتیبہ اور مالک کی سند سے کوئی حدیث کی گئی ہے۔ اگر ہم اسی طریقے سے اسے روایت کریں تو ہمارے اور قتیبہ کے مابین آٹھ واسطے (راوی) ہوں گے۔ لیکن اگر ہم اسی حدیث کو ابی العباس السراج عن قتیبہ کے واسطے روایت کریں تو ہمارے اور قتیبہ کے سات راوی ہوں گے۔ پس اس طرح ہمیں بخاری کے ساتھ اس کے شیخ کے بارے میں موافقت حاصل ہو گئی اور اس تک علوالاسناد بھی برقرار رہی۔ [2]

---

[1] شرح نخبۃ الفکر ص ۱۰۶ حاشیہ ۲ ۔ [2] ایضاً ص ۱۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) البدل : اسی طرح (موافقت کی طرح) الشیخ کے شیخ تک اسی انداز سے رسائی حاصل کر لینا بدل کہلاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہو گی کہ ہمیں وہی اسناد ایک دوسرے طریقے سے قعنبی عن مالک تک پہنچ جائے تو اس قتیبہ کی جگہ قعنبی ہوں گے۔ عام طور پر موافقت اور بدل اگر دونوں علو میں تعاون ہوں تو معتبر ہوں گے۔

(۳) المساواۃ : راوی سے منتہی (سند کا آخری راوی) تک اسناد کی تعداد کا برابر ہونا مساوات کہلاتا ہے۔ یعنی اگر امام نسائی کسی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک گیارہ راویوں کے واسطے سے بیان کریں اور ہمیں وہی حدیث کسی اور راوی سے آنحضرت صلعم تک گیارہ راویوں کے واسطے مل جائے تو گویا امام نسائی کو عدد الرواۃ میں ہم سے برابری و مساوات حاصل ہو گی۔

(۴) المصافحہ : صحاح ستہ کے مصنفین میں سے کسی ایک مصنف کے شاگرد کے ساتھ راویوں کی تعداد میں مساوات حاصل ہو جائے تو اسے مصافحہ کہا جاتا ہے۔ اس کا نام مصافحہ اس معمول کے مطابق رکھا گیا ہے کہ ملاقات کے دوران دو مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں اور گویا اس صورت میں ہم نے امام نسائی وغیرہ سے ملاقات کی اور ان سے مصافحہ کیا۔ [۱]

ج ـــ السند النازل : مذکورہ بالا دونوں اسناد کے علاوہ باقی اسناد کو نازل

---

[۱] ایضاً ص ۱۰۸ - ۱۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا درجہ دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ جن میں ابن خلاد شامل ہے۔ اسناد میں نزول کو اس لیے ترجیح دیتے ہیں کہ اس میں راویوں پر جرح و تعدیل اور تحقیق و تدقیق کے لیے زیادہ محنت درکار ہوتی ہے۔ لیکن ابن الصلاح کے الفاظ میں یہ ضعیف الحجہ لوگوں کا مذہب ہے۔ [1]

الغرض! اسناد حدیث کی ان اقسام اور العلو النسبی کی چار مختلف صورتوں سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ ائمہ حدیث نے حدیث و روایات کے اولین مصدر تک رسائی حاصل کرنے کے لیے بہت تگ و دو کی اور اخذ احادیث میں اسے اساسی مقام حاصل ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ احادیث کے قبول یا رد میں اسناد بنیادی کردار ادا کرتی ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

بحث دوم ــــــ سند اور متن کی تحقیق

جدید طرز تحقیق میں خارجی نقد اور داخلی نقد کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اور جدید تحقیق کی عمارت خارجی شواہد اور داخلی شواہد پر استوار ہوتی ہے یہ اصول تحقیق علم الحدیث کے اصول سند اور متن کی تحقیق سے ماخوذ ہے جس کے ذریعے احادیث کی اسناد اور ان کے متون کی مکمل چھان بین کی جاتی ہے۔ اور ان کے تمام پہلوؤں کو جانچا جاتا ہے۔ اس ضمن میں محدثین کرام نے بڑی دقت اور باریک بینی سے کام لیا ہے اور سند و متن کے تمام ممکنہ گوشوں کو تحقیق کی کسوٹی کے مطابق

---

[1] ایضاً ص ۱۰۷ حاشیہ ۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرکھ کر احادیث پر قبولیت یا رد کا حکم لگایا ہے۔ اس کی ممکنہ صورتیں حسب ذیل ہیں۔

الف۔ سند میں تبدیلی کی صورت یہ ہے کہ راویوں کے ناموں میں تقدیم یا تاخیر ہو جائے جیسے مرہ بن کعب اور کعب بن مرہ۔ کیونکہ ان میں ایک کا نام دوسرے کے والد کا نام ہے۔ اس لیے اس کو "مقلوب" کہا جاتا ہے۔ الخطیب نے اس صورتحال کی وضاحت کے لیے "رفع الارتیاب فی المقلوب من الاسماء والالقاب" کے نام سے عمدہ کتاب تحریر کی ہے۔ [1]

ب۔ حدیث کی سند میں تبدیلی کی طرح اس کے متن میں بھی قلب و تبدیلی واقع ہو سکتی ہے، جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابی ہریرہ کی حدیث میں ہوا جو کہ ان سات انسانوں سے متعلق ہے، جنہیں روز قیامت عرش الٰہی کے سایہ تلے جگہ دی جائے گی۔ اس حدیث کے آخری الفاظ ہیں۔ "حتی لا تعلم یمینہ ما ینفق شمالہ" معلوم ہوتا ہے کہ کسی راوی سے یہ الفاظ تبدیل ہو گئے ہیں۔ کیونکہ صحیحین میں یہ کلمات "حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ ہیں۔ [2]

ج۔ <u>اسناد میں اضافہ</u>: دوران اسناد بھی کسی راوی کا اضافہ و الحاق ہو سکتا ہے۔ اس صورت کو "المزید فی متصل الاسانید" کا نام دیا جاتا ہے۔ [3]

---

[1] شرح نخبۃ الفکر ص ۷۹ - ۸۰ حاشیہ ۲

[2] شرح نخبۃ الفکر ص ۸۰ حاشیہ ۲

[3] ایضاً ص ۸۱ حاشیہ ۳ - ۴ اور صفحہ ۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

د۔ **راوی کی تبدیلی :** اگر راوی مروی عنہ کی جگہ کسی اور کا نام شامل کر دے تو ایسی حدیث کو مضطرب کہا جاتا ہے اس صورت یہ ممکن ہے کہ ایک ہی حدیث کو دو مختلف راوی شیوخ سے روایت کریں اور بعد میں دونوں ایک ہی شیخ پر متفق ہو جائیں۔ اگر تو معقول وجوہ ترجیح موجود ہوں تو حکم راجح کے لیے اور ایسی صورت میں حدیث مضطرب نہیں ہو گی۔

ہ۔ **متن میں اضطراب و تبدیلی :** عام طور پر اس قسم کا اضطراب و تبدیلی اسناد میں واقع ہوتی ہے مگر بعض اوقات متن میں بھی ایسی صورت پیش آسکتی ہے اس کی مثال حضرت ابی بکر سے مروی یہ حدیث ہے۔

"انہ قال: یا رسول اللہ! اراک شبت قال: شیبتی ھود واخواتھا"

ترجمہ: انہوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلعم! میں آپ کو بوڑھا ہوتا دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: مجھے سورہ ھود اور اس کی بہنوں (دوسری سورتیں) نے بوڑھا کر دیا ہے۔

امام دارقطنی کے خیال میں یہ حدیث مضطرب ہے کیونکہ یہ محض ابی اسحاق کے ذریعے متصل ہے اس کے علاوہ دس طرق سے مختلف مروی ہے کبھی مرسل، کبھی معلول کبھی حضرت ابو بکر کا قول اور کبھی عائشہ کا قول نقل کیا گیا ہے اور کسی طریقے کو دوسرے طرق پر ترجیح ممکن نہیں ہے۔ [1]

یاد رہے کہ اگر اس قسم کی تبدیلی متن یا سند میں امتحان کے مقصد کے

---

[1] ایضاً ص ۸۱ حاشیہ ۳، ۴ اور ص ۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ کسی اور مصلحت یا ذاتی مفاد کے لیے کی جائے تو اس کا موضوع حدیث میں شمار ہو گا اور اگر غلطی سے تبدیلی واقع ہو تو وہ مقلوب یا معلل کے قبیل سے ہو گی[1]

و۔ حروف یا نقطوں میں تبدیلی : اگر یہ تبدیلی ایک حرف یا زیادہ حروف کی ہو اور سیاق کتابت کو برقرار رکھا گیا ہو تو اس کی دو صورتیں ممکن ہیں۔ یا تو یہ نقطوں کی تبدیلی ہو گی۔ یا پھر اس کا تعلق حروف کی شکل سے ہو گا۔ پہلی صورت میں حدیث کو المصحف اور دوسری میں المحرف کہا جاتا ہے۔ المصحف کی مثال "من صام رمضان واتبعه ستًا" میں تبدیل کر دیا ہے۔ المحرف کی مثال حضرت جابر کی یہ روایت ہے "رمی اُبی یوم الاحزاب علی الحله، فکواه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" جسے غندر نے تعریف کر کے ابی (میرا باپ) کر دیا۔ حالانکہ اس سے مراد مشہور صحابی ابی بن کعب ہیں کیونکہ جابر کے والد غزوہ احد میں اس واقعہ سے پہلے ہی شہید ہو چکے تھے[2]

ز۔ روایت بالمعنی : روایت بالمعنی کے بارے میں ائمہ حدیث میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثریت اس کے جواز کی قائل ہے۔ بعض کی رائے میں مرکبات کی بجائے صرف مفردات میں تبدیلی جائز ہے۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ روایت بالمعنی اس کے لیے جائز ہے جسے حدیث حفظ ہو مگر اس کے الفاظ بھول گیا ہو۔ پس حکم حاصل کرنے کی غرض سے ایسے راوی کے لیے حدیث کی روایت بالمعنی کو جائز ٹھہرایا گیا ہے۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ روایت باللفظ والی حدیث روایت بالمعنی سے بدرجہا

---

[1] ایضاً ص ۸۲

[2] ایضاً ص ۸۲ حاشیہ ۲، ۳۔ [3] ایضاً ص ۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افضل ہے۔ [1]

ح۔ معنوی اخفاء وابہام : حدیث میں وارد بعض قلیل الاستعمال کلمات کی وجہ سے ان کے معنی میں اخفاء وابہام پیدا ہوجاتا ہے۔ ایسے الفاظ کی وضاحت کے لیے "شرح الغریب" کے موضوع پر کتب لکھی گئی ہیں۔ جیسے ابی عبید قاسم بن سلام کی کتاب کو شیخ موفق الدین بن قدامہ نے حروف پر مرتب کیا۔ اس کی جامع ابی عبید الہروی نے تالیف کی، جس کی مستدرک حافظ ابوموسیٰ المدینی نے لکھی۔ اس موضوع پر ابن الاثیر کی " البدایہ والنہایہ" جامع ترین کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ [2]

ط۔ معنوی دقت : کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ الفاظ روایت اگرچہ کثیر الاستعمال ہوتے ہوں لیکن ان کے معنی متعین کرنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے چنانچہ اخبار کے معانی کی شرح کے لیے ایک مستقل موضوع تحقیق "بیان المشکل" کے نام سے معرض وجود میں آیا جس پر امام طحاوی، الخطابی اور علامہ ابن البر جیسے کبار محدثین نے کتب تحریر کیں۔ [3]

---

[1] ایضاً صفحہ ۸۴

[2] ایضاً صفحہ ۸۴

[3] ایضاً صفحہ ۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث سوم ـــــ روایت حدیث کے شرائط و آداب

روایت حدیث کے بارے میں دو مختلف مسلک فکر پائے جاتے ہیں
ایک تو متشددانہ ہے۔ جس کے مطابق " لاحجۃ الا فیما رواہ الراوی من حفظہ
و تذکرہ " وہی روایت قبول حجت ہوگی جسے راوی اپنے حافظے اور یادداشت
کی بنا پر روایت کرے۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور اصحاب الشافعی میں سے ابوبکر
الصیدلانی المروزی کا یہی مسلک ہے۔ دوسرا اہل تساہل کا مسلک ہے جو اپنی کتاب
پر اعتماد کر کے روایت کرنے کو جائز گردانتے ہیں۔ لیکن اگر اس نے اپنی کتاب کسی
کو عاریتہ دے دی اور اس کے پاس نہ ہو تو اس کی عدم موجودگی میں اس سے
روایت جائز نہیں ہوگی۔ کچھ ایسے متساہلین بھی گزرے ہیں جنھوں نے تصنیف شدہ
کتب سے سنا اور سست ہو گئے۔ یہاں تک کہ بڑھاپے میں انھوں نے مستعار کتب
یا خرید کردہ کتابوں سے روایت کرنا شروع کر دیا۔ ایسے متساہلین کو امام حاکم نے
طبقات المجروحین میں شمار کیا ہے۔

ابن الصلاح کے مطابق صحیح ترین نقطہ نظر جمہور کا ہے۔ کہ افراط و تفریط کے
مابین راہِ اعتدال اختیار کی جائے اگر راوی اخذ و تحمل حدیث کی شرائط پوری کرے
اپنی مکتوبہ احادیث کا موازنہ کرے اور سماع میں ضابطہ ہو تو اس کے لیے روایت
حدیث جائز ہوگی۔

ؔ۱ علوم الحدیث لابن الصلاح ص ۲۰۹، ۲۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الصلاح نے تفریحات کے نام سے روایت حدیث کی شرائط و آداب تفصیل سے بیان کی ہیں۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ **نابینا کی روایت** | اگر راوی نابینا ہو اور مروی عنہ سے اس نے حدیث حفظ نہ کی ہو مگر اس کا کاتب (سیکرٹری) ہو جو اس کے سماع کے ضبط، مکتوبہ احادیث کی حفاظت اور ان سے روایت کرتے وقت پڑھنے میں مددگار ہو نیز اس حد تک وہ محتاط ہو کہ اس میں عدم تغیر کا ظن غالب آجائے تو اس کی روایت صحیح متصور ہوگی۔ الخطیب الحافظ لکھتے ہیں۔

"والسماع من البصیر الامی والضریر اللذین لم یحفظا من المحدث ما سمعا منه لكنه كتب لهما بمثابة واحدة۔"[1]

ترجمہ: ان پڑھ دیکھنے والے اور نابینے جسے محدث کا سماع ہو مگر ان کے لیے لکھ دیا جائے تو ایک جیسا ہے۔

۲۔ **غیر مسموع نسخہ سے روایت** | اگر راوی نے ایک نسخہ حدیث سے سماع کیا ہو پھر وہ کسی دوسرے نسخہ سے روایت کرنا چاہے جس سے اس نے سنا نہ ہو اور نہ ہی اس نسخہ کا مسموعہ نسخہ سے موازنہ ہوا ہو۔ اس کے لیے یہ روایت جائز نہ ہوگی۔ ابو ایوب السختیانی اور محمد بن بکر البرسانی نے ایسے نسخہ سے راوی کو

---

[1] الکفایہ ص ۲۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن ابن الصلاح کے نزدیک اس کی روایت صرف اسی صورت میں جائز ہوگی جبکہ اس کے شیخ نے اسے اپنی احادیث کو روایت کرنے کا اذن عام دے رکھا ہو۔

۳۔ حافظہ سماع کے برعکس ہو راوی کا حافظہ اس کے سماع کے برعکس ہو تو یہ چیز محل نظر ہوگی۔ ایسی صورت میں اگر اس نے کتاب سے حفظ کیا تھا تو اسے کتاب کی طرف رجوع کرکے تصحیح کرنی چاہیے۔ اور اگر اس نے محدث سے سُن کر حفظ کیا تھا تو اسے اپنے حافظے پر اعتماد کرنا چاہیے۔ ویسے افضل یہ ہے کہ وہ شعبہ کی طرح ان دونوں چیزوں کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دے۔

"حفظی کذا وکذا وقال فیہ فلان او قال فیہ غیری کذا وکذا"

کہ میرے حافظے کے مطابق یہ اس طرح ہے جبکہ فلاں نے اس کے بارے میں یہ کہا ہے یا میرے علاوہ دوسروں نے اس کے متعلق ایسے ایسے کہا ہے۔ [۱]

۴۔ سماع کتاب کے برعکس ہو اگر راوی نے اپنا سماع کتاب میں نہ پایا اور نہ ہی اسے اپنا سماع یاد ہو تو امام ابوحنیفہ اور اصحاب شافعی میں سے بعض کے نزدیک اس کے لیے روایت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ دوسری طرف امام شافعی اور اس کے اکثر اصحاب اور امام ابویوسف اور امام محمد اس کی روایت

---

[۱] علوم الحدیث ص ۲۱۰ - ۲۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جائز گردانتے ہیں۔

۵۔ **سماع کی معنوی روایت** جو راوی الفاظ کے معانی و مقاصد اور ان کے باہمی تعاون کا بخوبی علم رکھتا ہو وہ اگر اپنے سماع کی بنا پر روایت باللفظ کی بجائے روایت بالمعنیٰ کرنا چاہے تو بالاتفاق ناجائز ہے۔ اور اسے سماع والے الفاظ ہی روایت کرنا جائز ہے۔ ہاں، اگر وہ الفاظ کے مفہوم و معانی اور اغراض اور ان کے باہمی فرق سے بخوبی آگاہ ہو تو اکثر علماء نے اس کی روایت بالمعنیٰ کو جائز قرار دیا ہے۔ ویسے روایت بالمعنیٰ کرنے والے راوی کو روایت کے بعد "او کما قال" (یا جس طرح آپ نے فرمایا) کے الفاظ کہنے چاہییں جس طرح اکثر صحابہ کا معمول تھا۔ [1]

۶۔ **حدیث کا مختصر کرنا** کسی حدیث کو مختصراً بیان کرنے اور بعض رواۃ کی بجائے دوسروں سے روایت کرنے کے بارے میں اہل علم مختصر آراء رکھتے ہیں۔ بعض تو ایسے اختصار کو مطلقاً منع قرار دیتے ہیں اور بعض اسے جائز ٹھہراتے ہیں جیسا کہ مجاہد کا قول ہے۔

"انقص من الحدیث ما شئت ولا تزد فیہ"

کہ حدیث میں سے جس قدر چاہو کم کر دو مگر اضافہ ہرگز نہ کرو۔

---

[1] ایضاً ص ۲۱۳، ۲۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح رائے یہ ہے کہ اگر راوی عالم ہو اور الفاظ کلمات کے مدلولات سے آگاہ ہو تو ایسا کرنا (اختصار حدیث) اس کے لیے جائز ہوگا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ حدیث کا متن گھٹانے / اختصار کرنے سے معنوی خرابی واقع نہیں ہوئی۔ اسی طرح اگر کوئی مصنف حدیث کے ایک ہی متن کے مختلف ٹکڑے مختلف ابواب میں تقسیم کر دیئے۔ جس طرح امام مالک، امام بخاری اور دیگر ائمہ حدیث نے کیا ہے۔ تو یہ امر جواز سے قریب تر اور منع سے بعید تر ہوگا۔ [1]

۷۔ **لحن، تعریف اور تصحیف** | محدث کے شایان نہیں کہ وہ روایت حدیث کرتے وقت لحن بازی کرے یا اس کے تلفظ و نطق میں تحریف و تصحیف کرے بلکہ اس کے لیے صرف نحو کا عالم ہونا ضروری ہے۔ شعبہ فرماتے ہیں

"من طلب الحدیث ولم یبصر العربیۃ فمثلہ مثل رجل علیہ برنس ولیس لہ رأس"

کہ جس نے (علم) حدیث حاصل کرنا چاہا جبکہ اسے عربی زبان کا خیال نہ ہو۔ اس کی مثال اس انسان کی ہے جس پر بغیر ٹوپی والا اوور کوٹ ہو۔

اسی طرح حماد بن مسلم کا قول ہے

"مثل الذی یطلب الحدیث ولا یعرف النحو مثل الحمار علیہ مخلاۃ ولا شعیر فیھا" [2]

---

[1] ایضاً ص ۲۱۵، ۲۱۶

[2] ایضاً ص ۲۱۷، ۲۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جو انسان نحو جانے کے بغیر حدیث طلب کرتا ہے وہ اس گدھے کی طرح ہے۔ جس پر بغیر بالوں کے گدا ہو۔

۸۔ **معمولی اضافہ** اگر راوی ایسی چیز کا اضافہ کرے جس سے معنی میں تضاد و مغایرت پیدا نہ ہو تو اس کا جواز ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح کسی نے امام مالک سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں واؤ یا الف کا اضافہ ہو جائے مگر معنی ایک ہی رہے تو کوئی حرج ہے؟ انھوں نے فرمایا" ارجوان یکون خفیفاً" کہ میرے خیال میں یہ اضافہ معمولی ہونا چاہیے۔

۹۔ **الفاظ کا تفاوت** جو روایت دو یا زیادہ راویوں سے منقول ہو جن کی روایات کے الفاظ میں تفاوت کے باوجود معنی میں فرق نہ ہو تو راوی کو چاہیے کہ ان تمام روایات کو اسناد میں جمع کر کے کسی ایک کے الفاظ پر حدیث بیان کر دے اور کہہ دے۔

• اخبرنا فلان وفلان واللفظ لفلان او هذا لفظ فلان، قال او قالا، انا فلان"

کہ ہمیں فلاں، فلاں نے خبر بیان کی اور الفاظ فلاں کے ہیں یا یہ فلاں کے الفاظ ہیں، فلاں نے کہا یا ان دو نے کہا میں فلاں ہوں۔[1]

---

[1] ایضاً ص ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۲۴

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ **نسب میں اضافہ** راوی کے لیے روا نہیں کہ وہ اپنے شیخ کے بتلانے کے برخلاف کسی اوپر والے راوی کے نسب میں اضافہ کرے۔ ہاں بین القوسین یا الگ جگہ پر ایسا کر سکتا ہے۔ جیسے کہے (ھو فلان فلان الفلانی) یا (یعنی ابن فلان) وغیرہ۔

۱۱۔ **"قال" کا حذف کرنا** عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ راوی حدیث بیان کرتے ہوئے غلطی سے رجال الاسناد کے مابین "قال" کے لفظ کو حذف کر دیتے ہیں مگر لفظی قرأت کے وقت اس کا ذکر ضروری ہے۔ دوران اسناد اس سے استغناء برتا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر قال کا لفظ مکرر آجاتے تو لکھتے وقت ایک کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ لیکن قاری کو پڑھتے وقت دونوں کو پڑھنا چاہیے اس کی مثال جیسے کہ بخاری شریف میں ہے۔

"حدثنا صالح بن حیان قال ۔ قال عامر الشعبی"۔ [1]

۱۲۔ **مشہور نسخہ احادیث اور اسناد** اگر کوئی نسخہ احادیث مشہور ہو جیسے "نسخہ ہمام بن منبہ عن ابی ہریرہ" بعض ائمہ حدیث ہر حدیث کے شروع میں سند درج کرتے ہیں جو کہ زیادہ جامع طریقہ ہے، جبکہ بعض حضرات صرف پہلی حدیث کے شروع میں درج کرتے ہیں یا سماع کی مجالس میں سے پہلی مجلس میں سند کا ذکر کرتے ہیں اور بقایا احادیث ویسے ہی درج کر دیتے ہیں اور ہر حدیث کے بعد "وبالاسناد" یا "وبہ" کے کلمات لکھ دیتے ہیں۔ عام طور پر اس طریقے پر عمل

---

[1] ایضا ص ۲۲۵ - ۲۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ **متن و اسناد کی تقدیم و تاخیر:** اگر کوئی راوی اسناد سے قبل متن کا ذکر کر دے یا کچھ متن ذکر کر کے اسناد کا ایک حصہ درج کرے۔ پھر متن مکمل کر کے بقیہ اسناد مکمل کر دے۔ مثلاً وہ کہے "قال رسول اللہ صلعم کذا وکذا" اس کے بعد کہے "اخبرنا بہ فلان قال اخبرنا فلان" اور پھر اسناد چلا دے۔ بعض محدثین نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن ابن الصلاح کے نزدیک یہ چیز اختلافات کو جنم دیتی چلی جاتی ہے۔ اس لیے اس میں احتیاط کرنا ہی مفید ثابت ہوتا ہے۔ [1]

۱۴۔ **دو اسناد سے روایت:** اگر محدث ایک حدیث ایک اسناد کے ساتھ روایت کرے۔ پھر اس کے بعد دوسری اسناد لے آئے اور اس کے آخر پر کہہ دے "مثلہ" (اس کی طرح)، ایسی صورت میں راوی کو صرف دوسری اسناد پر کفایت کرنا چاہیے اور پہلی اسناد کے بعد مذکورہ حدیث بیان کر دے۔

۱۵۔ **اسناد مکمل اور حدیث کا جز:** بعض اوقات شیخ اسناد حدیث مکمل کر کے متن کا کچھ حصہ ذکر کرنے کے بعد "وذکر الحدیث" کے الفاظ کہہ دیتے ہیں یا "وذکر الحدیث بطولہ" (اس نے حدیث طوالت کے ساتھ بیان کی) کے الفاظ کہہ دیتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر راوی کو متعدد طرق سے اس حدیث کی اجازت ہو تو وہ روایت کر سکتا ہے ورنہ اس کیلئے اسی اسناد کے ساتھ مکمل حدیث بیان کرنا جائز نہ ہو گا۔ [2]

---

[1] ایضاً ص ۲۱۲، ۲۱۳

[2] ایضاً ص ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔ عن النبی کی بجائے عن رسول اللہ اگرچہ روایت بالمعنی کی اجازت ہے۔ لیکن "عن النبی" کی بجائے "عن رسول اللہ" یا اس کے برعکس تبدیل کرنا ظاہری طور پر جائز نہیں ہے۔ کیونکہ روایت بالمعنی میں معنی وہی رہتا ہے جب کہ اس صورت میں معنی تبدیل ہو جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ کا کہنا ہے کہ اگر کتاب میں "عن النبی" ہوتا اور کوئی محدث اسے "عن رسول اللہ" پڑھتا تو اس کے والد انہیں مارتے تھے۔

۱۷۔ ضعف سماع کا اظہار اگر راوی کے سماع میں کمزوری ہو تو اسے دوران روایت اس کا اظہار کر دینا چاہیے۔ ورنہ اس کا چھپانا تدلیس شمار ہوگا۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر محدث نے مذاکرہ کے دوران حدیث بیان کی ہے تو راوی کو کہنا چاہیے۔ "حدثنا فلان مذاکرۃ" یا "حدثناہ فی المذاکرۃ"۔ (ہمیں فلاں نے مذاکرہ کے دوران یہ حدیث بیان کی) بلکہ حفاظ محدثین کا ایک گروہ جن میں ابوزرعہ رازی اور عبدالرحمٰن بن مہدی شامل ہیں۔ مذاکرہ کے دوران میں ان سے روایت حدیث سے منع کیا کرتے تھے۔

۱۸۔ اسناد سے مجروح کا حذف اسناد میں اگر کوئی راوی مجروح ہو تو اسے اسناد سے گرا کر صرف ثقہ راویوں کے ذکر پر اس لیے اکتفا کرنا کہیں مجروح راوی سے کوئی ایسی چیز روایت نہ کی جائے جس کا ذکر ثقہ راویوں نے کیا ہو مستحسن نہیں ہے۔ [1]

---

[1] ایضاً ص ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۔ روایات کا خلط ملط کرنا اگر راوی نے حدیث کا ایک حصہ ایک شیخ سے سنا اور دوسرا حصہ دوسرے شیخ سے سنا اور پھر دونوں کو ملا کر اس وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے کہ یہ حصہ فلاں سے اور یہ حصہ فلاں سے سنا ہے، تو جائز ہے لیکن بعد میں ان دونوں رواۃ کا ذکر اس حدیث کی روایت کے وقت ضروری ہے۔ پھر جائز نہیں کہ اسے ایک ہی راوی سے بیان کر دے بلکہ دونوں کو ملا کر روایت کرنا ہوگی۔ [۱]

---

[۱] ایضاً ص ۲۲۵ ، ۲۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث چہارم

راویان حدیث سے متعلقہ معلومات کا حصول

ائمہ علم الحدیث نے جہاں متن حدیث اور اسناد حدیث کی تحقیق کی اور اس کی روشنی میں روایات پر حکم لگایا اسی طرح انھوں نے راویان حدیث کے اسماء و القاب، کنیات، بلدان، تاریخ ولادت و وفات اور ان کے طبقات، موالی، بہن بھائیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کو بھی اپنی تنقیح اور چھان بین کی جولانگاہ بنایا۔ تاکہ ان کی زندگی کا کوئی گوشہ قارئین حدیث کی نظروں سے اوجھل نہ رہ جائے اور ابہام و اشکال کی بجائے ایقان و یقین حاصل ہو۔ آئندہ صفحات میں راویان حدیث سے متعلقہ معلومات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے جس سے یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ ہمارے محققین اسلاف نے کس وقت اور جامعیت کے ساتھ علم الحدیث کے تحقیقی اصول و ضوابط مرتب کیے اور احادیث و روایات کو ان کے مطابق پرکھا۔ اس بحث کا زیادہ تر دارو مدار علامہ ابن حجر کی تحقیقی کاوشوں پر ہے جو انہوں نے اپنی مشہور کتاب شرح نخبۃ الفکر میں درج کی ہیں۔

الف — اسماء الرواۃ کی تحقیق

راویان حدیث کے ناموں کا ہر پہلو جانچ اور پرکھ کی کسوٹی پر پرکھا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ان کے آباؤ اجداد کے ناموں کی بھی تحقیق کی گئی ہے نیز ناموں کے علاوہ ان کے القاب اور کنیات کی بھی چھان بین کی گئی ہے۔ ذیل میں اس کی مختلف صورتیں اور ان کی معرفت کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۔ **المتفق والمفترق** | راویوں اور ان کے آباؤ اجداد کے نام اگر متفق (ایک جیسے) ہوں اور ان کی شخصیات مختلف ہوں یا کنیت و نسبت وغیرہ میں دو یا زائد راوی مشترک ہوں تو اس قسم کو المتفق والمفترق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ لفظ کے لحاظ سے ایک جیسے ہیں مگر معنی کے اعتبار سے الگ الگ ہیں۔

اس قسم کی معرفت کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دو اشخاص کو ایک ہی شخص نہیں سمجھا جاتا اور اس طرح وہم و التباس سے محفوظ رہا جاتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے مشترک الاسماء رواۃ میں سے ایک ثقہ ہو اور دوسرا ضعیف اور اگر دونوں میں خط امتیاز نہ کھینچی جائے تو صحیح روایت ضعیف ٹھہرے گی اور ضعیف کو صحیح کا درجہ حاصل ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ یہ قسم مہمل کے برعکس ہے کیونکہ مہمل میں ایک شخص کو دو اشخاص خیال کیا جا سکتا ہے۔ اور اس میں دو کو ایک سمجھا جا سکتا ہے۔ [۱]

۲۔ **المؤتلف والمختلف** | اگر راویوں کے نام خطی اعتبار سے ملتے جلتے ہوں مگر تلفظ کے لحاظ سے اختلاف ہو جاتا ہے وہ اختلاف نقطوں کی وجہ سے ہو یا شکل کے اعتبار سے، ایسی قسم کو المؤتلف والمختلف کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسے مشہور اور مسور اور سلام اور سلّام۔

---

[۱] شرح نخبۃ الفکر ص ۱۲۵ ص ۱۲۶ حاشیہ ۲۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم الحدیث کے اس فن کو جاننا بہت ضروری ہے۔ امام علی بن المدینی کی نظر میں تصحیف فی المتن کی معرفت تو سیاق و سباق اور معنوی دلالت کے ذریعہ ممکن ہے لیکن مؤتلف و مختلف میں سیاق و سباق نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی قرائن ہوتے ہیں۔ اسی لیے ائمہ حدیث نے اس فن کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ اس فن میں تحقیقی کام کرنے والوں میں ابو احمد العسکری کو سبقت و اولیت حاصل ہے۔ ان کے بعد عبدالغنی بن سعید "مشتبہ الاسماء" اور "مشتبہ النسبۃ" نامی دو کتابوں کو جمع کیا پھر ان کے شیخ دارقطنی نے ایک جامع کتاب کی تالیف کی۔ ان تمام کتابوں کو ابو النصر بن ماکولا نے اپنی کتاب "الاکمال" میں جمع کر دیا۔ اور ایک مستدرک بھی تحریر کی جس کا استدراک ابوبکر بن نقطہ نے کیا اور ایک ضخیم کتاب لکھی۔ جس کی ذیل منصور بن سلیم نے پیش کی اسی طرح امام ذہبی نے ایک مختصر تالیف کی اور علامہ ابن حجرؒ نے "تبصیر المنتبہ بتحریر المشتبہ" کے نام سے ایک جامع کتاب ایک ہی جلد میں مرتب کی۔ [1]

۴۔ المتشابہ المتشابہ کی ایک صورت یہ ہے کہ راوی اور اس کے آباؤ اجداد کے نام خطاً اور تلفظاً دونوں میں ایک جیسے ہوں مگر آباء کے نام قدرے مختلف ہوں جیسے محمد بن عقیل (فعیل) اور محمد بن عقیل (بروزن فعیل) پہلا نیشاپوری ہے اور دوسرا فریابی ہے۔ یا صورت حال اس کے برعکس ہو کہ نام خطی اعتبار سے متفق ہوں مگر نطق کے اعتبار سے مختلف جیسے شریح بن نعمان اور سریج بن نعمان۔ پہلا

---

[1] ایضاً ص ۱۲۶ حاشیہ ۴، ۵ ص ۱۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تابعی ہے جس نے حضرت علی سے روایت کی ہے اور دوسرا شیوخ بخاری میں سے ہے۔

متشابہ کی ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ راوی کا نام اور باپ کا نام ایک جیسا ہو مگر نسبت مختلف ہو یا خطی اور بولنے کے لحاظ سے نام متفق ہوں مگر ان کی تقدیم و تاخیر سے اختلاف و اشتباہ پیدا ہو جائے جیسے الاسود بن یزید اور یزید بن الاسود اور عبداللہ بن یزید اور یزید بن عبداللہ۔ [1]

ب۔ نام و کنیت کی تحقیق

احادیث کے راویوں کے نام اور کنیت کی تحقیق مختلف پہلوؤں سے کی جاتی ہے اور اسناد میں ان کے وارد ہونے کے تمام امکانات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس موضوع تحقیق کی حسب ذیل صورتوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا علم الحدیث کے اصول تحقیق میں شامل ہے۔

۱۔ کنیتوں کی تحقیق اس کی مندرجہ ذیل ممکنہ صورتوں کی تحقیق کی گئی ہے۔

- جو راوی ناموں کے ساتھ مشہور ہوں، ان کی کنیت بھی معلوم کی جاتی ہے کہ کہیں کسی روایت میں اس کا ذکر کنیت کے ساتھ نہ آ جائے اور اس صورت میں اسے دوسرا آدمی نہ سمجھا جائے
- کنیتوں کے ساتھ مشہور راویوں کے نام معلومات کرنا بھی ضروری خیال

---

[1] ایضاً ص ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض راویوں کا نام بھی ان کی کنیت ہوتا ہے ایسے راویوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

- بہت زیادہ کنیتوں والے راویوں کی تمام کنیتیں معلوم کی جاتی ہیں۔
- بعض رواہ کی کنیتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ان کے اختلاف کی نوعیت کی تحدید کی جاتی ہے۔
- کچھ راویوں کے القاب اور صفات بہت زیادہ ہوتی ہیں ان سب کا احاطہ کیا جاتا ہے۔
- بعض کی کنیت اپنے باپ کے نام کی طرح ہوتی ہے یا اس کے برعکس صورتحال ہوتی ہے۔
- راوی کی کنیت اس کی بیوی جیسی ہوتی ہے۔ جیسے ابوایوب انصاری اور ام ایوب دونوں صحابی ہیں۔ [1]

۲۔ ناموں کی تحقیق | راویوں کے ناموں کی تحقیق کرتے ہوئے مندرجہ ذیل صورتوں کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

شیخ اور والد کا نام : کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ شیخ اور راوی کے والد کا نام ایک ہی ہوتا ہے۔ لہذا ان میں فرق کرنے کے لیے ضروری معلومات حاصل کی جاتی ہیں جیسے ربیع بن انس، یہ انس ربیع کا شیخ ہے اس کا والد نہیں ہے بلکہ اس کا والد البکری ہے اور اس کے شیخ انصاری ہیں۔

---

[1] ایضاً ص ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر کی طرف منسوب : بعض اوقات راوی اپنے والد کے علاوہ کسی اور انسان یا اپنی والدہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی معرفت بھی ضروری خیال کی جاتی ہے جیسے مقدار بن الاسود کی نسبت الاسود الزہری کی طرف ہے کیونکہ وہ اس کے متبنی تھے حالانکہ ان کے والد کا نام عمرو ہے۔ اسی طرح ابن علیہ کا نام ابراہیم بن مقسم ہے جو کہ ثقہ راوی ہیں مگر اپنی والدہ کے نام سے منسوب ہو گئے تھے باوجود یہ کہ وہ ابن علیہ کہلانا پسند نہیں کرتے تھے۔

پیشہ کی طرف منسوب : جو راوی اپنے کاروبار، صنعت پیشے اور کام وغیرہ کی طرف منسوب ہو۔ جیسے الحذاء، ظاہری طور پر ایسا لگتا ہے کہ اس نسبت نعل فروشوں کے پیشے سے ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس پیشے سے منسلک لوگوں کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ اس لیے ان کی طرف منسوب ہو گیا۔ اسی طرح سلیمان التیمی بنی تیم سے نہ تھا بلکہ ان کا نزیل (باہر سے آکر ٹھہرنے والا) تھا۔ [1]

متفق ہونا : اگر راوی کا نام اس کے والد اور دادا جیسا ہو یا اپنے شیخ اور شیخ الشیخ کے نام سے ملتا جلتا ہو یا شیخ کے مروی عنہ کے نام جیسا ہو تو ان تمام صورتوں کی مکمل جانچ پڑتال کی جاتی ہے اور ان کی شخصیات کے مختلف پہلو اجاگر کیے جاتے ہیں۔ جن میں ان کی کنیت، القاب، پیشے، کاروبار، اور شہر وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ [2]

---

[1] ایضاً ص ۱۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج ـ راویوں کے بارے میں اہم معلومات

راویان حدیث کے اسماء، القاب اور کنیات، انساب، پیشے کے مختلف پہلوؤں کی نشاندہی کرنے کے لیے مندرجہ ذیل مزید اہم معلومات حاصل کی جاتی ہیں اور انہیں تحقیق کی چھلنی سے گزارا جاتا ہے:۔

۱۔ مفرد اور مرکب ناموں کی معرفت۔

۲۔ مفرد اور مرکب کنیتوں کی معرفت۔

۳۔ مختلف القاب جو کبھی نام کبھی کنیت یا پیشے کی نسبت سے ہوتے ہیں

۴۔ انساب ـــ یہ کبھی قبائل کی طرف نسبت ہوتی ہے اور کبھی ممالک کی طرف یا پھر گلی، محلے اور شہر کی جانب۔

۵۔ صنعت ـــ پیشے وغیرہ کی طرف نسبت ہوتی ہے۔

۶۔ موالی ـــ جنہیں کسی معاہدے کے تحت یا اسلام لانے پر آزادی نصیب ہوگئی ہو، جیسے امام بخاری کے دادا مجوسی تھے پھر مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔

۷۔ بہن بھائیوں کی پہچان ـــ اس کی مثالیں صحابہ میں بہت ہیں مثلاً فضل بن عباس اور عبداللہ بن عباس، عمر بن الخطاب اور زید بن الخطاب عائشہ بنت ابی بکر اور اسماء بنت ابی بکر اور زینب بن جحش اور حمنہ بنت جحش

۸۔ تاریخ ولادت و وفات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ راویوں کے شہروں اور ملکوں کے بارے میں معلومات۔ [1]

د۔ طبقات الرواۃ کی معرفت

راویان حدیث کے مختلف طبقات کو جاننا اس لیے ضروری ہے کہ اس طریقے سے اسناد کے دوران میں غیر معروف راویوں کے داخل ہونے سے پتہ چل جاتا ہے اور راویوں کی تدلیس کا بھی علم ہوتا ہے۔ نیز عنعنہ سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ طبقات الرواۃ کی معرفت کی مقصدیت کو ابن حجرؒ اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

"وفائدۃ الامن من تداخل المتشبهين وامكان الاطلاع على تبيين التدليس والوقوف على حقيقة المراد من العنعنة" [2]

ترجمہ: اس کا فائدہ یہ ہے کہ اسناد مشتبہ راویوں کے داخل ہونے سے محفوظ رہتی ہے اور اس سے تدلیس کی وضاحت ہو سکتی ہے نیز عنعنہ کی حقیقت سے واقفیت ہو جاتی ہے۔

محدثین کے نزدیک عمر اور شیخ ایک ہونے والی جماعت یا گروہ کو طبقہ کا نام دیا جاتا ہے۔ طبقہ کی تشریح کرتے ہوئے ابن حجرؒ رقم طراز ہیں:۔

"والطبقة فی اصطلاحهم عبارة عن جماعة اشتركوا فی السن

---

[1] ایضاً ص ۱۴۲ حاشیہ ۳، و ص ۱۴۳ حاشیہ ۲۔

[2] ایضاً ص ۱۳۰، ۱۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولقاء الشیخ "۔

کہ طبقہ ان (محدثین) کی اصطلاح میں ایسے گروہ سے عبارت ہے
جو عمر اور شیخ سے ملاقات کے اعتبار سے مشترک ہوں۔

بعض اوقات ایک ہی شخص دو اعتبار سے دو طبقات میں شمار ہوتا ہے۔ جیسے حضرت انس بن مالک صحبت نبوی کی بدولت دسویں طبقے میں شمار ہوتے ہیں۔ اور کم سنی کی وجہ سے بعد والے طبقہ میں بھی شامل ہیں۔

طبقات الصحابہ میں ائمہ نے مختلف آراء پیش کی ہیں۔ بعض نے ان کے پانچ طبقات بنائے ہیں اور بعض نے اس سے کم و بیش کا ذکر کیا ہے الحاکم نے انہیں بارہ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ ابن حجرؒ کے نزدیک یہی زیادہ مشہور ہیں۔ یہ طبقات اس طرح ہیں۔

۱۔ مکہ میں متقدمین فی الاسلام جیسے خلفاء اربعہ۔
۲۔ وہ صحابہ جو اہل مکہ کے دارالندوہ میں اجلاس سے پہلے اسلام لائے۔
۳۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے صحابہ کرام۔
۴۔ بیعت عقبہ اولی والے صحابہ کرام۔
۵۔ بیعت عقبہ ثانیہ والے صحابہ کرام۔
۶۔ اوائل مہاجرین جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ میں داخلہ سے قبل آپ کا استقبال کیا یا ملاقات کی۔
۷۔ اہل بدر۔
۸۔ بدر اور حدیبیہ کی درمیانی مدت میں ہجرت کرنے والے جیسے حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص۔

۱۱۔ فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہونے والے صحابہ جیسے حضرت معاویہ اور ان کے والد حضرت ابوسفیان۔

۱۲۔ وہ صغار صحابہ جنہوں نے فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔ جیسے حضرت سائب بن یزید اور حضرت ابی الطفیل۔ [1]

---

[1] ایضاً صفحہ ۱۳۱ وحاشیہ ۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث پنجم — نقل حدیث کے طریقے

علم الحدیث میں تحقیق کے اصول وضوابط کا دائرۂ عمل بہت وسیع ہے اس میں جہاں اسناد حدیث کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ سند اور متن حدیث کو پرکھا جاتا ہے۔ روایت حدیث کے آداب و شرائط کا لحاظ کیا جاتا ہے اور راویان حدیث کے بارے میں ہر جہت معلومات جمع کی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ شیخ سے راوی کے نقل حدیث کے طریقوں کو بھی تنقیدی نگاہ سے جانچا جاتا ہے۔

عام طور پر نقل حدیث کے آٹھ مسلمہ طریقے ہیں۔ جن میں الفاظ شیخ کا سماع قرأت علی الشیخ، شیخ سے اجازت، مناولہ، مکاتبہ، الاعلام، الوصیہ بالکتب اور وجادہ شامل ہیں۔ آئندہ اوراق میں نقل حدیث کے ان طریقوں کی تفصیل اور ان کے اغراض و مقاصد بیان کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ الفاظ شیخ کا سماع شیخ کے الفاظ کا سماع چاہے املا کی صورت میں ہو اور روایت حدیث املاء کے بغیر ہو اور چاہے اپنے حافظے سے کرے یا کتاب سے روایت کرے۔ جمہور کے نزدیک یہ قسم تمام اقسام سے ارفع ہے[۱]

حافظ ابو بکر الخطیب کے ہاں اس کے اظہار کے لیے ارفع عبادات میں سے "سمعت" پھر "حدثنا" اور "حدثنی" ہیں کیونکہ اجازہ اور مکاتبہ کے

---

[۱] الکفایہ ص ۲۷۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے سے مروی احادیث میں کوئی راوی اس طرح نہیں کہتا جب تک اس نے سنا نہ ہو۔ مگر ابن الصلاح کی نظر میں "حدثنا" اور "اخبرنا" کے الفاظ "سمعت" سے بلند تر ہیں۔ اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ "سمعت" میں شیخ کے روایت حدیث کرنے پر دلالت نہیں جبکہ "حدثنا" اور "اخبرنا" میں براہ راست شیخ کا خطاب ہے اور روایت حدیث پر دلالت ہوتی ہے۔ [1]

محدثین کا یہ معمول تھا کہ احادیث کو شیوخ سے متعدد بار سنتے بلکہ بعض اوقات دوسرے شیوخ سے بھی روایات سنتے تاکہ کھرے کھوٹے کی پہچان ہو سکے۔ شعبہ کے بارے میں مروی ہے

"کان لا یرضی الا ان یسمع الحدیث عشرین مرۃ"

کہ وہ حدیث کو بیس مرتبہ سے کم سننے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

ہیثم کے حالات میں الخطیب نے لکھا ہے

"ما من حدیث ہیثم الا وسمعتہ منہ ما بین عشرین مرۃ الی ثلاثین مرۃ"

کہ ہیثم کی ہر ایک حدیث کو میں نے اس سے بیس تا تیس دفعہ سنا۔ [2]

شعبہ کے بارے میں مذکور ہے کہ انہوں نے چار سو تابعین سے سماع کیا۔ [3]

---

[1] علوم الحدیث ص ۱۲۵

[2] تاریخ بغداد جلد ۵ صفحہ ۱۱۹

[3] تذکرہ الحفاظ جلد ۱ ص ۱۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام حاکم نے سماع کا مقصد اخذ حدیث میں صحت و دقت کا اہتمام بیان کرتے ہوئے راویوں کے عدم احتیاط اور سوء سماع پر مبنی چند ایک لطائف و نکت بیان کیے ہیں۔ جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے

و حدیث کے الفاظ "زرغبا تزدد حبا" کو ٹھیک نہ سننے کی وجہ سے ایک راوی نے انہیں "زرعنا تزداد حسنا" میں تبدیل کر دیا۔

و ایک حدیث کے لفظ "احتجم" کو کسی صاحب نے سماع کے بغیر کتاب سے نقل کرتے وقت "احتجر" میں تبدیل کر ڈالا۔

و حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباس کے باہمی تعلقات کے بارے میں وارد ہے۔ "کان الذی بینهما حسنا" کہ ان کے باہمی تعلقات اچھے تھے۔ کسی سامع کا ذہن حضرت حسن کی طرف چلا گیا اس نے لکھ دیا۔

"کان الذی بینهما حسنا" کہ ان دونوں کے مابین امام حسن جانشین ہے۔

و سفیان ثوری کو شقیان ثوری، خالد الحذاء کو جلد الحذار اور الحسن کو الجسر پڑھا گیا۔ اسی طرح رقبہ بن مصقلا کو رقبہ بن مشقلہ پڑھا گیا اور وہ لوگوں میں رقبہ کے نام سے ہی مشہور ہو گیا۔ [1]

۲۔ **القرأة علی الشیخ** | نقل حدیث میں دوسرا طریقہ قرأۃ علی الشیخ

---

[1] معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۴۹ و ابن الصلاح ص ۱۱۴ و تدریب الراوی ص ۱۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اکثر محدثین اسے "عرض" (شاگردوں کا استاد کے سامنے حدیث کو پیش کرنا) کا نام دیتے ہیں۔ اس کے درجہ میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ابن ابی ذئب اسے سماع پر ترجیح دیتے ہیں جبکہ امام مالک وغیرہ دونوں کو مساوی درجہ دیتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ ان دونوں طریقوں کے برابر ہونے کا مسلک علماء حجاز و کوفہ، امام مالک اور ان کے شیوخ مدینہ اور امام بخاری کا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ سماع کو قرأت علی الشیخ پر فوقیت حاصل ہے اور قرأت کا مرتبہ دوسرا ہے بعض کے نزدیک یہ جمہور اہل مشرق کا مذہب ہے۔ [1]

روایت کرتے وقت القرأۃ علی الشیخ کی بہترین عبارت یہ ہے کہ راوی کہے "قرأت علی فلان" یا "قرئ علی فلان و انا اسمع فاقر به"، کہ میں نے فلاں کے سامنے پڑھا یا فلاں کے سامنے پڑھا گیا اور میں سن رہا تھا۔ میں اس کا اقرار کرتا تھا۔

ان عبارتوں میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ ان کے بعد معتبر و مشروط عبارتیں ہیں جیسے "حدثنا فلان قرأۃ علیه" "فلاں نے ہمیں حدیث اس صورت میں بیان کی کہ اس پر پڑھی گئی"، یا "اخبرنا قرأۃ علیه"۔ [2]

ابن الصلاح نے قرأۃ علی الشیخ کی مختلف ذیلی تفریعات بیان کی ہیں

---

[1] المحدث الفاصل ص ۴۲۰، ۴۲۲

[2] مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن میں کتاب کا دوسرے کے ہاتھ میں ہوتا، شیخ کا سکوت، حدثنا حدثنی الشیخ کے الفاظ دوران سماع کے کتابت، سماع پردے کے ماوراء اور شیخ کا اجازت نہ دینا روایت کے الفاظ وکلمات اور تخفیف القراۃ وغیرہ شامل ہیں۔ [1]

۴- **الاجازہ** اجازت کی صورت یہ ہے کہ محدث کسی راوی کو اپنے سے حدیث کی روایت کرنے کی اجازت دے یا اپنی کتب میں سے کسی ایک کتاب یا ساری کتب کی روایت کرنے کی اجازت دے چکا ہے۔ اس نے سماع نہ کیا ہو اور نہ ہی اس کتاب الکتب کو شیخ پر پڑھا ہو۔ ابن الصلاح نے اس قسم کی مندرجہ ذیل اقسام بیان کی ہیں۔

پہلی قسم: **معین شخص کو معین حدیث الکتاب کی اجازت**: مثلاً شیخ کہے "اجزت لک الکتاب الفلانی" (میں تمہیں اپنی فلاں کتاب روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں) یا، ما اشتملت علیہ فہرستی علیہ (ہر وہ کتاب جس پر میری فہرست ہو) امام شافعی اس کے علوم جواز کے قائل ہیں۔ لیکن جمہور اہل علم اور اہل حدیث روایۃ الاجازۃ اور اس پر عمل کو جائز گردانتے ہیں۔

دوسری قسم: **معین راوی کو غیر معین کی اجازت**: مثال کے طور پر اگر شیخ کہے۔ "اجزت لک او لکم جمیع مسموعاتی او جمیع مرویاتی"

---

[1] ایضاً ص ۱۴۱، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(میں تمہیں اپنی تمام مسموعہ یا مروی احادیث کی اجازت دیتا ہوں) اگرچہ اس قسم کے جواز میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے مگر جمہور محدثین اور فقہاء اس کے جواز اور اس کے قابل عمل ہونے کے قائل ہیں ۔

تیسری قسم : غیر معین راوی کو عمومی اجازت : غیر معین راوی کو عمومی اجازت دینے کی یہ صورت ہے کہ شیخ کہے "اجزت للمسلمین" یا "لکل احد" یا "لمن ادرک زمانی" (میں تمام مسلمانوں کو یا کسی ایک کو یا ان تمام کو جو میرا عہد پائیں (روایت احادیث کی اجازت دیتا ہوں)۔

حافظ الخطیب ایسی اجازت کے جواز کے قائل ہیں مگر ابن الصلاح کی رائے میں کسی معتبر اور قابل اقتدا امام نے آج تک اس قسم کی اجازت کو استعمال نہیں کیا اور نہ ہی اس طریقے سے روایت کی نیز اس قسم کی اجازت دینا بہت سی کمزوریوں اور ناپسندیدہ توسع کو راہ دینے کے مترادف ہوگا۔

چوتھی قسم : مجہول کی اجازت دینا : اس کی صورت یہ ہے کہ مجہول کو اجازت دی جائے ۔ جیسے یہ کہے "اجزت لمحمد بن خالد الدمشقی" (میں نے محمد بن خالد الدمشقی) کو اجازت دی جبکہ اس دور میں اس نام اور نسب کے بہت سے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کہے "اجزت لمن یشاء فلان" کہ جو بھی چاہے میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ یہ اجازت فاسد ہوگی ہاں اگر کہے "اجزت لفلان کذا وکذا ان شاء الروایۃ عنی اولک ان شئت او اجزت اذا اردت" (میں فلاں کو اس طرح روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اگر وہ اس کی روایت کرنا چاہے یا تمہیں اجازت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تم چاہو یا پسند کرو یا ارادہ رکھتے ہو) تو یہ اجازت جائز ہو گی کیونکہ اس میں جہالت کی نفی ہو گی۔

پانچویں قسم۔ معدوم کو اجازت دینا ارجح مذہب کے مطابق یہ اجازت ناجائز ہے۔

چھٹی قسم۔ چھوٹے بچے کو اجازت دینا جس بچے کا سماع صحیح نہ ہو اسے روایت کی اجازت دینا باطل ہو گا۔ الحافظ الخطیب کے نزدیک بچوں کو اجازت دیتے وقت ان کی عمر اور عقل و فہم کا امتیاز نہیں ہو گا لیکن ابن الصلاح نے اس کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ اس طریقے سے اسناد کے اصول کو دوام و بقا نصیب ہو گی اور بچوں میں تحمیل حدیث (اسناد کے طریقے سے) کی اہلیت پیدا کرنے کا جذبہ و شوق جنم لے گا۔ [1]

ساتویں قسم۔ ایسے اجازت دینا جسے مجیز نے سنا ہو جیسے شیخ کا کسی ایسے راوی کو روایت کی اجازت دینا ہے جسے اس نے خود نہ سنا ہو مغرب کے فضلاء میں سے قاضی عیاض بن موسیٰ اسے جائز قرار دیتے ہیں لیکن ابن الصلاح کے نزدیک یہ باطل ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ اجازت باطل ہے کیونکہ اس سے اجازت دینے والے پر لازم آتا ہے کہ وہ چھان بین کرے کہ راوی تاریخ الاجازہ سے پہلے کی روایات کو روایت نہ کرنا چاہتا ہو۔ [2]

---

[1] ایضاً ص ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰ [2] ایضاً صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں قسم ۔ مجاز روایات کی اجازت دینا | اس کی صورت یہ ہوگی کہ شیخ اپنی تمام مجاز روایات کی اجازت دے دے جیسے کہ وہ کہے "اجزت لک مجازاتی یا اجزت لک روایۃ ما اجیزلی روایتہ" (میں تمہیں اپنی اجازت دی ہوئی احادیث کی روایت کی اجازت دیتا ہوں یا میں نے تمہیں اپنی تمام روایات کی اجازت دی جس کی مجھے اجازت حاصل ہے۔

اگرچہ بعض متاخرین اسے منع قرار دیتے ہیں مگر صحیح یہی ہے کہ یہ اجازت جائز ہے اور اس کے مطابق عمل ہے۔ [1]

۴۔ المناولہ | تحمل حدیث کے طرق میں سے ایک طریقہ مناولہ ہے جس میں شیخ اپنے شاگرد کو کوئی کتاب یا صحیفہ احادیث روایت کرنے کی خاطر دیتا ہے۔ اس کی سند ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث سے ملتی ہے۔

"ان رسول اللہ کتب لامیر السریہ کتابا وقال۔ لا تقراء حتی تبلغ مکان کذا وکذا، فلما بلغ ذلک المکان قرأہ علی الناس واخبرھم بامر النبیؐ" [2]

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کے امیر کو ایک خط دیا اور فرمایا جب تک فلاں فلاں مقام پر نہ پہنچو اسے مت پڑھنا

---

[1] ایضاً ص ۱۶۲

[2] بخاری کتاب العلم جلد ا ص ۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس جب وہ اس مقام پر پہنچا تو اس نے لوگوں کے سامنے وہ پڑھا اور انہیں حضور صلعم کے حکم کے بارے خبر دی۔

مناولہ کی دو اقسام ہیں۔

پہلی قسم۔ مناولہ کی اجازت کے ساتھ مناولہ اگر اجازت کے ساتھ ہو تو یہ مناولہ کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔ اس کی کئی ایک صورتیں ہو سکتی ہیں۔

- ایک صورت یہ ہے کہ شیخ شاگرد کو اصل سماع یا اس سے موازنہ کرنے والی فرع دے دے اور کہے "ھذا سماعی او روایتی عن فلان فاروہ عنی او اجزت لک روایة عنی" یہ میرا سماع یا میری روایت فلاں سے ہے پس تم اسے میری طرف سے روایت کرلو یا میں نے تمہیں اپنی روایت کی اجازت دی، یہ کہتے ہوئے شیخ اسے اس کی ملکیت میں کر دے۔
- دوسری صورت یہ ہے کہ طالب حدیث شیخ کے پاس ایک کتاب یا اس کی احادیث پر مبنی ایک جزء لا کر پیش کرے جسے شیخ غور و فکر سے پڑھے اور کہہ دے کہ ہاں یہ میری فلاں سے روایات ہیں یا یہ میرے شیوخ سے میری روایات ہیں۔ تم ان کو میری طرف سے روایت کرلو اسے " عرض المناولہ" کہا جاتا ہے۔ ہر قسم امام مالک اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت کے ہاں سماع کا درجہ رکھتی ہے۔
- ایک اور صورت مناولہ بہ اجازت یہ ہے کہ شیخ شاگرد کو اپنی کتاب دیتے ہوئے اسے روایت کرنے کی اجازت دے دے۔ پھر کتاب اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس رکھ لے۔ اس صورت میں جب کبھی کتاب شاگرد کے ہاتھ لگے گی اسے اس سے روایت کرنے کی اجازت ہو گی۔

و ایک صورت یہ بھی ممکن ہے کہ شاگرد اپنے شیخ کے پاس کوئی کتاب یا چیز لائے اور کہے "ھذا روایتک فاجزلی روایتہ" (یہ تمہاری روایت ہے اور مجھے اسے روایت کرنے کی اجازت دے دیں تو یہ ناجائز اور غیر صحیح ہے۔

دوسری قسم ـ مناولہ بغیر اجازت کے | اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ صرف کتاب شاگرد کے حوالے کر دے اور کہے "ھذا حدثنی او من سماعاتی" (یہ میری احادیث ہیں یا میری مسموعہ روایات ہیں) اور روایت کرنے کی اجازت نہ دے۔ یہ مناولہ مجردہ کہلاتا ہے۔ جس کی روایت جائز نہیں۔ جو لوگ اس قسم کی اجازت کو جائز گردانتے ہیں بہت سے فقہاء اور اصولی حضرات ان پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ [1]

۵۔ المکاتبہ | مکاتبہ یہ ہے کہ شیخ اپنے غائب شاگرد کو خط کے ذریعے سے کچھ احادیث لکھ کر روایت کرنے کی اجازت دے دے یا حاضر شاگرد کو مکتوبہ احادیث دے دے اس کی بھی دو اقسام ہیں۔

پہلی قسم ـ مکاتبہ مجردہ | مکاتبہ مجردہ میں روایت کرنے کی اجازت شامل نہیں ہوتی۔ بہت سے متقدمین اور متاخرین نے اسے جائز ٹھہرایا ہے۔ جن میں ایوب السختیانی، منصور، اللیث بن سعد شامل ہیں۔ اسی طرح بہت سے شوافع

[1] ابن الصلاح ص ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بھی یہی خیال ہے جبکہ ابو منظفر السمعانی اسے اجازت سے بھی قوی ترین گردانتے ہیں۔ اہل حدیث اور اصولیین میں بھی یہی مشہور ہے۔

دوسری قسم۔ مکاتبہ اجازت کے ساتھ | مکاتبہ بہ اجازت یہ ہے کہ شیخ اسے لکھ کر احادیث دے اور کہے "اجزت لک ما کتبتہ لک یا ما کتبت بہ الیک" (جو میں نے تمہاری روایات لکھی ہیں، میں تمہیں ان کی روایت کی اجازت دیتا ہوں یا جو میں نے تمہیں لکھ کر ارسال کی ہیں)

مکاتبہ بہ اجازت مناولہ مع الاجازہ سے صحت و قوت میں مشابہ ہے۔ [1]

۴۔ الاعلام | اخذ و تحمل حدیث کے طرق میں چھٹا طریقہ الاعلام ہے کہ راوی طالب کو بتائے کہ یہ حدیث یا کتاب اس نے فلاں سے سنی ہے یا اس کی روایت ہے مگر اسے روایت کرنے کی اجازت نہ دے۔ بہت سے حضرات کے نزدیک یہ طریقہ جائز ہے اور اس سے روایت کی جا سکتی ہے ابن جریج اور بہت سے فقہاء محدثین، ظواہر اور اصولیین کا یہی مسلک ہے۔

بعض اصحاب ظاہر کا یہ خیال ہے کہ خواہ شیخ راوی کو روایت کرنے کی اجازت دینے کی بجائے روک دے۔ پھر بھی روایت جائز ہو گی۔ وہ اس صورت کو قرأۃ علی الشیخ پر قیاس کرتے ہیں لیکن اکثر محدثین اس قسم کی روایت کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ان کا مسلک زیادہ پسندیدہ ہے۔ شوافع میں سے ابو حامد الطوسی کی بھی یہی رائے ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے یہ حدیث اس کی مسموعہ

---

[1] ایضاً ص ۱۸۳، ۱۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوا دہ اسے اس کی اجازت حاصل ہو مگر اس کے بعد وہ اس کی روایت نہیں دیتا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روایت میں کسی خلل، خرابی کی بنا پر وہ ایسا نہیں کرتا جسے وہ جانتا ہے مگر اس کا اظہار نہیں کر پاتا۔ یہ صورت گواہی کی طرح ہے جب کہ وہ عدالت کے علاوہ کسی اور مجلس میں اپنی شہادت پر اسے گواہ نہ بنائے۔ اس طرح ایسی صورت میں شہادت و روایت دونوں برابر ہیں کیونکہ دونوں کا مفہوم ایک جیسا ہے اگرچہ دوسری صورتوں میں دونوں مختلف ہیں۔ [1]

۷۔ **الوصیہ بالکتب** الوصیہ بالکتب کی صورت یہ ہے کہ راوی اپنی موت یا سفر کے وقت کسی کو اپنی مرویات (احادیث) پر مشتمل کتاب کے بارے میں وصیت کر دے۔ بعض سلف نے موصی لہ (جسے وصیت کی گئی) کے لیے موصی (وصیت کنندہ) سے اسے روایت کرنا جائز قرار دیا ہے لیکن ابن الصلاح اسے ناجائز قرار دیتے ہیں اور جائز ٹھہرانے پر تنقید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"ھذا البعید جدا وھو اما زلۃ العالم او متاول علی انہ اراد الروایۃ علی سبیل الوجادۃ" [2]

کہ یہ رائے بہت زیادہ بعید ہے یا تو یہ عالم کی لغزش ہے یا پھر

---

[1] ایضا ص ۱۷۶ - ۱۷۷

[2] ایضا ص ۱۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجادہ کے طریقے پر روایت کرنے کی تاویل کی گئی ہے۔

۸۔ **الوجادہ** | وجادہ کا لفظی ترجمہ پانا ہے۔ اس کی عملی صورت تحمل حدیث کی طرف میں یہ ہے کہ راوی کسی شخص کے خط کے ساتھ مکتوبہ احادیث پائے مگر اس کی اس سے ملاقات نہ ہوئی ہو یا ملاقات تو ہو مگر سماع نہ ہوا اور نہ ہی اجازت حاصل ہو تو اسے کہنا چاہیے۔

"وجدت بخط فلان او قرأت بخط فلان او فی کتاب فلان بخطه"

ترجمہ میں نے فلاں کے خط کے ساتھ (یہ احادیث) پائیں یا پڑھیں یا فلاں کی کتاب میں اس کے خط کے ساتھ ہے کہ ہمیں فلاں بن فلاں نے حدیث بیان کی۔

اس کے ساتھ وہ شیخ کا ذکر کر کے تمام اسناد اور متون بیان کر دے اور مروی عنہ اور اوپر والوں کا ذکر کرے۔

اس قسم پر قدیم وجدید ادوار میں عمل ہو رہا ہے لیکن ابن الصلاح کے نزدیک منقطع اور مرسل حدیث کی قسم سے ہے ماسوائے اس کے کہ راوی نے "وجدت بخط فلان" (میں نے فلاں کے خط سے پائیں) کہہ کر قدرے متصل حدیث کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اس قسم کی دوسری ممکنہ صورتیں یہ ہیں۔

و بعض اوقات کسی کا خط پا کر تدلیس سے کام لیتے ہیں (اور عن فلان یا قال فلان کے الفاظ استعمال کرتے ہیں) ابن الصلاح کے نزدیک یہ تدلیس قبیح ہے کیونکہ اس سے سماع کا وہم پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح بعض دوسرے مبالغہ آرائی کرتے ہوئے حدثنا یا اخبرنا کے الفاظ استعمال کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالتے ہیں یہ بھی قابل تنقید ہے۔

• جب کسی کتاب سے نقل کرنا چاہے جو کسی مصنف کی طرف منسوب ہو تو یہ نہ کہے "قال فلان کذا و کذا" کہ فلاں نے اس طرح کیا جب تک اس کا نسخہ ایسا ہو کہ اصل نسخہ سے موازنہ ہو چکا ہو بلکہ یہ کہے "وجدت فی نسخۃ من الکتاب الفلانی" (میں نے فلاں کتاب میں ایسے پایا ہے) یا اس قسم کی کوئی اور عبارت۔ کیونکہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ بغیر جانچ پڑتال کے قطعی اور یقینی کلمات استعمال نہ کیے جائیں۔[1]

حاصل بحث حاصل بحث یہ ہے کہ تحمل و نقل حدیث کے تمام طریقوں سماع، قرأۃ علی الشیخ، شیخ سے اجازت، مناولہ، مکاتبہ، اعلام، الوصیہ بالکتب اور وجادہ میں احتیاط و تثبت فی الحدیث، جانچ پڑتال، تصدیق، صداقت، الفاظ و کلمات کی تحدید و تعین اور ایقان و یقین مشترکہ تحقیقی اصول و ضوابط ہیں جن کا ہر ایک طریقۂ نقل حدیث میں بدستور لحاظ رکھا گیا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا طرق نقل حدیث کی مثالوں اور مختلف صورتوں سے ثابت ہوتا ہے۔

---

[1] ابن الصلاح ص ۱۶۸ - ۱۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث ششم ۔ کتابت حدیث کے قواعد وضوابط

محدثین کرام نے صرف احادیث کو جمع کرنے اور ان کے تحمل ونقل کے طریقوں پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ وہ اس سلسلے میں ان کی تمام جزئیات اور تفریعات تک کا لحاظ کرتے تھے۔ اسی طرح تدوین احادیث کے وقت کتابت احادیث کے قواعد وضوابط مرتب کیے گئے جن کے مطابق اپنے یا دوسرے کے خط کو نقل کرتے وقت انتہائی دقت وصحت کا خیال رکھا گیا۔ کلمات والفاظ کی غلطی تشکل کا اہتمام کیا گیا اور جن الفاظ سے التباس یا اشتباہ کا اندیشہ ہو سکتا تھا انہیں نقطوں اور اعراب کے ساتھ متشکل کر دیا گیا۔

ابن الصلاح ؒ کے مطابق

"وقد احسن من قال: انما یشکل ما یشکل"

کہ اس انسان نے بہت عمدہ بات کہی جس نے کہا: جو (حرف وکلمہ مشکل کا باعث ہو اسے متشکل (اعراب دے دیا جاتا ہے) کر دیا جاتا ہے۔

ابن الصلاح ؒ نے "مقدمہ ابن الصلاح" میں ایسے قواعد وضوابط کی نشاندہی کی ہے جن کی پابندی کتابت حدیث کے وقت ضروری ہے۔ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ مشتبہ اسماء کا ضبط کرنا: پہلا قاعدہ یہ ہے کہ التباس واشتباہ پیدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے ناموں کو ضبط (اعراب اور خط کی شکل میں) کر دینا چاہیے کیونکہ نہ تو ان کا علم معنی سے ہوتا ہے اور نہ ہی وہ سیاق و سباق سے پہچانے جا سکتے ہیں۔

۲۔ ضبط مکرر : مشکل الفاظ کو بار بار ضبط میں لانا چاہیے۔ کتاب کے متن کے علاوہ انہیں حاشیہ کتاب میں الگ ضبط کرنا ضروری ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ دوران متن کوئی اور نقطہ یا اوپر نیچے والا اعراب شک و شبہ پیدا کر دے۔ خصوصاً جبکہ سطریں تنگ ہوں اور خط باریک ہو۔

۳۔ باریک خط سے اجتناب : بلا عذر باریک خط کا کتابت حدیث کے لیے اپنانا مکروہ و ناپسندیدہ خیال کیا جاتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ باریک خط کی وجہ سے کلمات اچھی طرح نہ پڑھے جا سکیں۔ حنبل بن اسحاق کہتے ہیں "رأنی احمد بن حنبل وانا اکتب خطا دقیقا۔ فقال۔ لا تفعل، احوج ما تکون الیہ یخونک"۔ [1] کہ مجھے احمد بن حنبل نے باریک خط کے ساتھ (احادیث) لکھتے دیکھا تو کہا ایسا مت کرو (ممکن ہے) کہ تمہیں جس چیز کی بہت زیادہ ضرورت ہو وہ تم سے خیانت کر جائے۔

۴۔ سرعت کتابت اور غلط ملط تحریر سے احتراز : کاتب حدیث کے لیے جلدی جلدی لکھنے اور الفاظ و تراکیب کو غلط ملط کرنے کی بجائے تحقیق کا انداز تحریر اپنانا چاہیے اور ہر لفظ وضاحت کے ساتھ درج کرنا چاہیے حضرت

---

[1] ایضاً ص ۱۸۴

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

"شر الکتابۃ المشق و شر القراءۃ الھذرمۃ واجود الخط ابینہ"[1]

کہ بدترین تحریر سرعت کے ساتھ لکھی جانے والی ہے اور بدترین قراءت بھاگنے والی ہے جبکہ بہترین خط واضح ترین خط ہے۔

۵۔ مہمل الفاظ کو ضبط کرنا: جس طرح معجم حروف پر نقطے لگا کر انہیں ضبط کیا جاتا ہے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ مہمل الفاظ کو اہمال کی علامت لگا دی جائے تاکہ ان کے معجم ہونے کا شبہ پیدا نہ ہو۔ ایسے الفاظ کو ضبط کرنے کے مختلف طریقے رائج ہیں جیسے صاد، سین اور طاء پر بعض لوگ تشدید ڈالتے وقت علامت تشدد (ّ) اور بعض حرف کے نیچے لگاتے ہیں۔ اس طرح مہمل حروف کے اوپر خط صغیر یا ہمزہ کی طرح علامت ڈال دی جاتی ہے۔

۶۔ بناوٹی اصطلاحات: کتابت حدیث میں خودساختہ اصطلاحات (SELF CREATED) کے استعمال کو ناپسند قرار دیا گیا ہے جیسے بعض کاتب روایات کی طرف اشارہ کرتے وقت راوی کے نام کے کسی ایک حرف کو لکھ دیتے ہیں یا دو حرف یا ایسی کوئی اور رمز جس سے دوسرے لوگ ناآشنا ہوں۔ ہاں اگر دیباچہ کتاب یا مستعملہ اصطلاحات کے نام سے الگ عنوان کے تحت ایسی اصطلاحات و رموز کی نشاندہی کر دی جائے تو پھر ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن ابن الصلاح اس کے باوجود بھی

---

[1] ایضاً ص ۱۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتیاط کا درس دیتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

"ومع ذلک فالاولی ان یجتنب الرمز ویکتب عند کل روایۃ اسم راویھا بکمالہ مختصرًا ولا یقتصر علی العلامۃ ببعضہ" [1]

کہ اس کے باوجود افضل یہی ہے کہ ایسی رمز سے اجتناب کیا جائے اور ہر روایت کے پاس مختصرًا اس کے راوی کا مکمل نام لکھا جائے اور اس کے نام کے کچھ حروف کی علامت پر اکتفا کیا جائے۔

۷۔ دو حدیثوں کے مابین خط امتیاز: احادیث لکھتے وقت اس امر کا خیال رکھا جاتا ہے کہ وہ آپس میں خلط ملط نہ ہو جائیں۔ اس لیے اس کی تلقین کی گئی ہے کہ ہر حدیث کے خاتمہ پر ایک دائرہ ڈال دیا جائے یا نقطہ لگا کر اس کے خاتمہ کی نشاندہی کر دی جائے یا پھر دو حدیثوں کے مابین خط امتیاز کھینچ دیا جائے۔

۸۔ مرکبات کی کتابت: مرکبات اضافی یا توصیفی لکھتے وقت اس بات کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ انہیں ایک ہی سطر میں لکھا جائے جیسے عبداللہ کو لکھتے وقت عبد کو ایک سطر میں اور بقیہ حصے کو دوسری سطر میں نہ لکھا جائے اسی طرح عبدالرحمٰن بن فلاں اور قال رسول ایک سطر میں اور دوسری میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ان سے ملتے جلتے مرکبات وغیرہ۔

۹۔ تصحیح و تمریض: زیادہ صحت و دقت کا خیال رکھنے والے کاتبین حدیث عام طور پر تصحیح اور تمریض کا خیال رکھتے ہیں۔ تصحیح تو یہ ہے کہ کلام کے موقع پر (صح) درج کر دیا جائے جو روایت اور اس کے معنی کی صحت پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلالت کرے کہ اس صحیح طریقے سے تحریر کیا گیا ہے اور اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تعریض یا تعضیب اس روایت میں ہوگی جو نقل کے اعتبار سے صحیح روایت ہو لیکن اس کے الفاظ یا معانی میں فساد، نقص یا ضعف ہو یا عربی زبان کے قواعد کے خلاف ہو تو اس پر ایک لکیر جس کے شروع میں صاد ہو کھینچ دی جاتی ہے جیسے (صـ) [1]

۱۰۔ اگر کتابت میں کوئی ایسی چیز شامل ہو جائے جو اصل روایت میں نہ ہو تو اس کی نفی کرنے کے لیے یا تو اس پر لکیر پھیر دی جائے یا اسے مٹا دیا جائے لکیر لگانا (x) مٹانے سے بہتر ہے۔ لکیر اس طریقے سے لگائی جائے کہ اصل تحریر بھی دکھائی دے۔ [2]

۱۱۔ جس بارے میں روایات مختلف ہوں وہاں اختلافات کو قائم رکھتے روایات کو درج کر دیا جائے تاکہ معاملہ خلط ملط نہ ہونے پائے۔ پہلے کسی ایک روایت کے مطابق متن درج کیا جائے اور اس کے بعد اس میں اضافے یا ترمیم والی روایات کے مطابق اختلاف لکھا جائے ویسے بہتر یہ ہے کہ اسے متن کے نیچے یا حاشیے میں درج کیا جائے۔

۱۲۔ کاتبان حدیث کے ہاں "حدثنا" اور "اخبرنا" میں اختصار پایا جاتا ہے چونکہ یہ بہت عام ہو چکا ہے اس لیے اس سے کوئی اشتباہ پیدا نہیں ہوتا "حدثنا کی بجائے صرف "ثنا" یا "نا" لکھا جاتا ہے اور "اخبرنا" کی جگہ "انا" لکھا جاتا ہے۔

۱۳۔ الخطیب کے نزدیک طالب کو بسملہ کے بعد اپنے شیخ کا نام، کنیت، نسبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ دینا چاہیے جس سے اس نے سماع کیا ہو، اس کے بعد روایت درج کر دے۔ [1]

---

[1] مقدمہ ابن الصلاح صفحہ ۲۰۲ - ۲۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث ہفتم ـ کتب احادیث کی تصنیف

کتب احادیث کی تصنیف میں مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں جو کہ ائمہ حدیث کے تجویز کردہ ہیں۔ ان میں بھی تحقیقی طرزِ فکر اپنایا گیا ہے اور شرح و وضاحت اور فرق و امتیاز کو واضح کیا گیا ہے یہ طریقے درج ذیل ہیں

۱۔ **المسانید** مسانید میں یہ انداز اختیار کیا گیا ہے کہ ہر صحابی کی مسند روایات کو الگ الگ تصنیف کیا گیا ہے اس میں بھی دو انداز تجویز کیے گئے ہیں یا تو مسانید کو صحابی کی اولیت و تقدیم کے اعتبار سے ترتیب دیا جائے یعنی اسلام لانے میں جن کو سبقت حاصل ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ، عثمانؓ، علیؓ، بلالؓ خدیجہؓ پھر فضیلت کے اعتبار سے عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر، پھر اہل حدیبیہ پھر جو حدیبیہ اور فتح مکہ کے دوران اسلام لائے۔ پھر جو فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور اس کا خاتمہ صغار السن صحابہ جیسے ابیؓ الطفیل اور سائبؓ بن یزید اس کے بعد خواتین میں سے امہاتؓ المومنین سے آغاز کیا جائے اور ان میں حضرت عائشہؓ کو فضیلت حاصل ہے۔

ترتیب مسانید میں دوسری صورت یہ ہوگی کہ انہیں صحابہ کے ناموں کے حروف ابجد کے اعتبار سے مرتب کیا جائے اور قارئین کے استفادے کے پیش نظر رکھتے ہوئے زیادہ آسان طریقہ ہے۔ [۱]

---

[۱] شرح نخبۃ الفکر لابن حجرؒ ص ۱۲۵، ۱۲۶ حاشیہ ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ فقہی ابواب دوسرا طریقہ تصنیف یہ ہے کہ احادیث کو فقہی ابواب کے مطابق مرتب کیا جائے کہ ہر باب میں ایسی احادیث وارد ہوں جن سے حکم کا ثبوت یا نفی ہوتی ہو۔ بہتر یہ ہے کہ صرف صحیح اور حسن روایات پر اکتفا کیا جائے اور اگر ہر قسم کی روایات درج کی ہوں تو ضعیف روایات کا ضعف وعلت بھی بیان کر دینا چاہیے۔

۳۔ علل پر تصنیف تیسرا طریقہ روایات کی تصنیف کا یہ ہے کہ پہلے متن درج کیا جائے۔ اور اس کے مختلف طرق اسانید کا ذکر ہو اور اس کے نقل کرنے والوں کے اختلاف کا بیان ہو۔ ویسے افضل یہ ہے کہ اس قسم کی روایات کو ابواب کے مطابق ترتیب دیا جائے تاکہ ان سے استفادہ بہ آسانی ہو سکے۔

۴۔ اطراف پر تصنیف احادیث کی تصنیف و تجمیع کا ایک طریقہ یہ بھی مروج ہے کہ احادیث کی ایک طرف یا حصہ درج کر دیا جائے جو بقیہ حدیث کی نشاندہی کرے اور پھر مکمل اسانید و متون کو مستقل جامع کتاب میں جمع کر دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل

علم الحدیث کے تحقیقی اصول وضوابط کے دیگر علوم وفنون پر اثرات

علم الحدیث (Science of Tradition)

علم الحدیث کے ذریعے اسلاف نے اسناد کی ثقاہت اور راویوں کے باعتماد وعادل ہونے کو پرکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرامین کے الفاظ وکلمات کی حفاظت کا وہ زریں کارنامہ سرانجام دیا جس جس نے پورے عالم انسانیت کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ ڈاکٹر اسپرنگر کے مطابق مسلمانوں نے پانچ لاکھ راویان حدیث کے حالات وتراجم کو ضبط وریکارڈ کیا جو کہ ان کا عظیم کارنامہ ہے۔ [1] اسی طرح دور جدید کے عظیم مستشرق پروفیسر فلپ کے حتیٰ اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"Among all peoples Muslims stand unique in having developed a science (ilm) out of their mass of their mass of religious Traditions." 2

---

[1] سیرت النبی از شبلی جلد ا ص ۳

[2] "History of Arabs" London, 40, P-393

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تمام انسانوں میں سے یہ صرف مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے کہ انھوں نے اپنے مجموعہ احادیث کی وساطت سے ایک منفرد علم (سائنس) کو جنم دیا ہے امسٹر جوینبول انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا ایک مقالہ نگار ہے۔ اس موضوع پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ اسناد کی تلاش نے مسلمانوں کو مکمل چھان بین پر مجبور کیا اور انہوں نے اس سلسلے میں صرف رجال ورواہ کے اسماء وحالات معلوم کرنے پر اکتفا نہیں کیا اور محض ان کی تواریخ ولادت و وفات اور معاصرین کا پتہ نہیں چلایا بلکہ ان کی سچائی، قابل اعتماد ہوتے اور نقل حدیث میں صحت و دقت اختیار کرنے کی بدولت انہیں ثقہ قرار دیا۔ لادیان پر تنقید "جرح و تعدیل" کہلاتی جبکہ معرفہ اسماء الرجال ہر طالب حدیث کے لیے لازمی قرار دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث کی کتابوں پر تمام تعلیقات میں بھی راویان احادیث کی تفصیل پائی جاتی ہیں۔ [1]

فن اسماء الرجال وہ فن ہے جس کے تحت راویان احادیث کے حالات زندگی ان کی سیرت وکردار، ان کا ثقہ و عدم ثقہ ہونا وغیرہ بیان کیا گیا ہے۔ مشہور کتب اسماء الرجال میں طبقات ابن سعد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر، طبقات الحفاظ للذہبی، شذرات الذہب لابن عماد، اصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر العسقلانی "لسان المیزان" اور تہذیب التہذیب" لابن حجر العسقلانی شامل ہیں۔

علامہ ابن حجر العسقلانی مطابق علم الحدیث میں سب سے پہلا جامع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام ابو محمد السلام ہرمزی نے بنام "المحدث الفاصل بین الراوی والواعی پیش کیا۔ اس کے متعدد قلمی نسخہ جات و مخطوطے تو موجود ہیں مگر تا حال شائع نہیں ہو سکی۔ ان کے بعد حاکم ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ النیشاپوری (۳۲۱-۴۰۵ھ) نے "معرفۃ علوم الحدیث" لکھی جس میں انھوں نے مواد کو مختلف اقسام وکیٹیگریز میں تقسیم کیا۔ جس کا ایک ایڈیشن ڈاکٹر معظم حسین مصری نے مصر سے ۱۹۳۷ء میں شائع کیا۔ اس موضوع پر دیگر کتب میں الخلیفہ الکاتب ابی بکر، الالماع للقاضی عیاض، مالا یسع المحدث جہلہ لابی حفص میانجی اور حافظ ابو عمرو عثمان بن الصلاح عبدالرحمٰن الشہرزوری (متوفی ۶۴۳ھ) کی مشہور کتاب مقدمہ ابن الصلاح ہے۔ جس کا خلاصہ عمدہ ترتیب کے ساتھ علامہ ابن حجر العسقلانیؒ نے نخبۃ الفکر فی مصطلح اصل الاثر" کی شکل میں پیش کیا ہے۔ [1]

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ متن کے ساتھ اسانید درج کرنے کا طریقہ پہلی دفعہ عربوں نے ایجاد کیا۔ کسی اور قوم کی تاریخ میں ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی جو ان کے ہاں اس انداز روایت کے وجود کی شہادت فراہم کرتی ہو۔ یہ خوبی یونانیوں رومیوں، ہندوؤں اور چینیوں تمام کے ہاں مفقود ہے۔ مسلمانوں نے اس طرز روایت کو مزید فروغ دیا۔ یہاں تک کہ اس کے مثبت اثرات تاریخ، جغرافیہ، تراجم اور تاریخی تنقید پر نمایاں طور پر نمودار ہوئے۔ چنانچہ مشہور مغربی مؤرخ مارگولیتھ (Morgolieth) اس کا اعتراف کرتے ہوئے رقم طراز ہے۔

1- James Rabson (Trq), MishKat al Masabih, LHR 1960 into P-VII

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:

جہاں تک ہمیں علم ہے مسلمانوں میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسلام کے اوائل ہیروؤں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے شوق نے بہت بڑی انڈسٹری کی شکل اختیار کرلی تھی۔ احادیث نبوی کا مطالعہ اس انداز سے کیا گیا کہ اس سے جغرافی اور تراجم نے جنم لیا کیونکہ احادیث میں روایات کے ثقہ ہونے کا اعتبار ان کی اسناد پر رکھا گیا اور راویان حدیث کے حالات زندگی معلوم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اسی طرح ان کے طرز زندگی کو معلوم کرنا ضروری ٹھہرا جس سے علم الجغرافی اور تاریخ نے جنم لیا۔ شروع شروع میں تاریخ اور حدیث دونوں باہم مربوط تھے اور محدثین کی صفوں میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے تاریخی روایات بیان کرنا شروع کیں۔ اور انہیں اخباریین کا نام دیا گیا۔ اسی طرح غزوات النبوی کے مورخین تشریف لائے جو بعد میں باقاعدہ مورخین کا روپ دھار گئے۔

ذیل میں علم الحدیث کے اصول تحقیق کے اثرات تاریخ، تراجم، جغرافیہ اور جدید تاریخ کے جن گوشوں پر پڑے ان کو مزید اجاگر کیا جا رہا ہے۔

الف۔ علم الرجال اور تاریخ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مطابق تاریخ طالب حدیث کے لیے ایک لازمی مضمون ہوتا تھا جس کا مطالعہ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ دونوں علوم کے مابین قریبی ربط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* انقطاع اور سقوط راوی کی معرفت، راوی اور مروی عنہ کے عدم ملاقات کی پہچان پر ہے اور دونوں کے درمیان عدم ملاقات اس طرح معلوم ہوسکتی ہے کہ یا تو یہ معلوم ہوجائے کہ راوی اور مروی عنہ کا اجتماع آپس میں نہیں ہوا اور راوی نے مروی عنہ سے اخذ و تحمل نہیں کیا۔ اور راوی کو اجازت نہیں ہوتی اور یہ سب باتیں علم تاریخ کے ذریعہ معلوم ہوتی ہیں جس میں رواہ و ناقلین اور رجال و افراد حدیث کے پیدائش و اموات، زمانہ تحصیل حدیث اور سفر وغیرہ وغیرہ۔

جملہ امور زندگی کے احوال کا بیان اور سوانح حیات اور حالات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر علم تاریخ اور فن محاضرات محدثین اور مشائخ حدیث کے نزدیک ایک بہت زبردست بنیادی چیز ہے۔ اور ایک وجہ میں علم حدیث کا علم تاریخ اور محاضرات پر دار و مدار ہے۔" [1]

اسی طرح تمام مسلم مورخین کا نظریہ ہے کہ دور اول کے مورخین نے اپنی تاریخی تالیفات، مقامی تواریخ و جغرافیہ اور طبقات میں وہی اسٹائل اختیار کیا جو محدثین کرام نے زبانی یا تحریری طور پر احادیث میں اپنایا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے درج اور پیش کرنے کا انداز بھی وہی تھا جو حدیث کا تھا۔ چنانچہ بنیادی طور پر مطالعہ حدیث ہی نے مطالعہ تاریخ کو جنم دیا۔ بلکہ بعض مورخین نے تو رجال پر مبنی اپنی تصانیف کا نام ہی تاریخ لکھ دیا اور یہ سلسلہ پہلی صدی ہجری سے

---

[1] مقدمہ مشکوۃ المصابیح اردو ترجمہ خواجہ محمد علی لاہور ایڈیشن ص ۵۸-۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری صدی ہجری تک قائم رہا۔ مثلاً امام بخاری نے اپنی کتب الرجال کے نام "التاریخ الکبیر" "التاریخ الاوسط اور التاریخ الصغیر" رکھے۔ اسی طرح ان کے معاصر علی بن المدینی (متوفی ۲۳۴ھ) نے رجال پر اپنی تصنیف کا نام "التاریخ" رکھا اور ابی خیثمہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے اپنی کتاب کا نام، التاریخ الکبیر رکھا۔ بعد والے مؤرخین میں سے بعض نے یہی اسلوب اختیار کیا۔ درحقیقت تاریخ کا لفظ سالانہ واقعات و حوادث پر استعمال ہوتا تھا چنانچہ خلیفہ بن خیاط نے اپنے سالنامے کو "التاریخ" کے نام سے موسوم کیا۔ [1]
اسی طرح علامہ السخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) نے علم التاریخ کو فنون الحدیث النبوی میں شمار کیا ہے۔ [2]

علامہ السخاوی کے ایک اہم معاصر السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) تاریخ کے فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"من فوائد التاریخ معرفۃ الآجال وحلولھا وانقضاء المدد واوقات التعالیق ووفیات الشیوخ وموالیدھم والرواۃ عنھم فنعرف بذلك كذب الكاذبين وصدق الصادقين"۔ [3]

ترجمہ: تاریخ کے فوائد میں سے یہ ہے کہ اس کے ذریعے مقررہ اوقات، ان کی آمد ورفت کا خاتمہ، تعلیقات کے اوقات، شیوخ کی پیدائش و وفات

---

[1] بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ للدکتور ضیاء العمری ص ۲۰۶-۲۰۷

[2] الاعلان بالتوبیخ ص ۵،

[3] السیوطی: الشماریخ فی علم التاریخ ص ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان سے روایت کرنے والوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے اس کی وساطت سے ہم جھوٹوں کے جھوٹ اور سچوں کے سچ کو پرکھ سکتے ہیں۔

پروفیسر حتی انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنسز میں اپنے مقالے تاریخ میں مسلم تاریخ کے مختلف اسباب کا تذکرہ کرتے ہوئے اوائل مورخین کے کلام پر یوں تبصرہ کرتے ہیں کہ ان کا طرز تحریر احادیث والا تھا یہاں تک کہ حالات و واقعات کا مشاہدہ کرنے والے راویوں کا تذکرہ اسناد کی شکل میں پیش کیا جاتا تھا۔ چنانچہ البلاذری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ نجران کو یوں بیان کرتا ہے۔

کہ مجھ سے ابوبکر بن الہشام نے عبداللہ بن صالح نے روایت کی جس نے لیث بن سعد سے اور اس نے یونس بن یزید العلی اور یونس بن یزید نے الزہری سے بیان کیا جس نے کہا۔۔۔

؎ حالات و واقعات کو ان کے مصادر اصلیہ کے سانچے میں پرکھنے سے وقت واقعات کے علاوہ دن، ماہ اور تاریخ کے درج کرنے پر اصرار کیا جائے گا۔[2]

---

1. Encyclopedia of Social Sciences Vol-VII-VIII P-381

2. ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مسلمانوں کے انداز اسناد ہی کا کمال تھا کہ یہودیوں کو تورات کی اسناد تلاش کرنا پڑی۔ اس سے اس حقیقت کی غمازی ہوتی ہے کہ علم الحدیث کے اصول تحقیق کے اثرات نہ صرف مسلمانوں کے علوم و فنون پر پڑے بلکہ اس کے مفید اثرات غیر مسلموں کے علوم پر بھی مرتب ہوئے۔ [1]

دور حاضر میں تاریخی مطالعے کی ایک صنف "تاریخ التاریخ" کے نام سے معرض وجود میں آئی ہے۔ اس نے کتب الرجال کی اہمیت کو مزید اجاگر کر دیا ہے، کیونکہ اس کے تحت ان اصول و ضوابط سے بحث کی جاتی ہے جن سے مورخین نے اکتساب فیض کیا ہے۔ اور رواۃ کی تعریف ان کے حالات کی جانچ پڑتال اور ان کے خیالات و افکار کی نشاندہی کو پرکھا ہے۔ جن سے ان کے اغراض و مقاصد کا پتہ چلتا ہے۔ [2]

ب ۔ **علم الرجال اور تراجم** کتب الرجال کو مختلف بلاد، شہروں اور ممالک کی ثقافتی و معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے میں خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ علماء کے تراجم سے ایسی معلومات مترشح ہوتی ہیں جن سے بعض تاریخی خلاء کو پر کیا جا سکتا ہے جیسے کہ کسی قاضی یا والی کی کسی

1- P.K. Hitti (Tr), Kitab Futuh-al Buldan, I, Int Vol I, Intro. PP. 2-3

2- بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفہ ص ۲۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص شہر میں کسی خاص مدت کے دوران تقرری یا شہروں کی منصوبہ بندی جیسی معلومات تاریخی کتب کی معلومات کا تکملہ بن جاتی ہیں اسی طرح مؤرخین کے ہاں تراجم کے تحت ایسی معلومات جن کا تعلق غزوات اور جنگوں کی تاریخ سے ہے ان کا ذکر صاحب ترجمہ کی شرکت جنگ کے ضمن میں درج ہوتا ہے شہروں کی منصوبہ بندی یا ٹاؤن پلاننگ کا تذکرہ صاحب ترجمہ کے محل سکونت کی تحدید کے وقت آتا ہے۔ اسی طرح شہروں میں باہر سے آکر لینے والے قبائل کا ذکر ملتا ہے جب انہیں شہروں اور انساب کے مطابق ترتیب دیا جاتا ہے[1]

علم الرجال کی کتب تراجم پر اثر انگیزی شکل اور محتویات کے اعتبار سے بھی نمایاں ہے۔ حالانکہ کتب تراجم صرف رجال الحدیث پر اکتفا نہیں کرتیں بلکہ ان کا دائرہ سلاطین، امراء، ولاۃ، قضاۃ، شعراء، ادباء اور قراء حضرات تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے باوجود ترجمے کی ترتیب میں ضبط اسماء، ذکر انساب و اخلاق، عقل و جسمانی صفات کا بیان، مترجم کے شیوخ و اسانید اور بعض مرویات کا ذکر اور وفیات کے سالوں کا ذکر اور ان کی ترتیب و تنظیم میں کتب الرجال سے اصولی طور پر مختلف نہیں ہیں۔ اسی طرح علم الرجال میں موجود عام تنظیم کا اثر بھی کتب الرجال میں پایا جاتا ہے جیسے کہ طبقات یا حروف معجم کے مطابق ترتیب تراجم کی ترتیب کی اساس ہیں۔ جبکہ یہی دونوں طریقے کتب الرجال میں پہلے سے موجود ہیں۔[2]

بلکہ یہ کہنا مبالغہ آرائی نہ ہوگا کہ کتب تراجم کتب الرجال کی نقل کا نام ہے

---

[1] ایضاً ص ۲۰۸ [2] ایضاً ص ۲۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرق صرف یہ ہے کہ ان میں ایسے تراجم بھی شامل کر دیئے گئے، جن کا راویان حدیث سے تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح رجال کے حالات اور ان کی اخبار پر مشتمل بیان کے دائرے کو مزید وسیع کر کے چند اور معلومات کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ [1]

ج۔ علم الرجال اور تاریخی تنقید | محدثین کرام کے اختیار کردہ منہاج

جرح وتعدیل پر رواۃ الحدیث کا مصادر کی ترقی وعروج اور ان کی تلاش و تحقیق پر خاطر خواہ اثر ہوا جس طرح انہوں نے راویان حدیث کے صدق و اتقان کی حقیقت بیان کی ہے۔ قبولیت روایت یا رد روایت کے لیے مختلف معیار قائم ہے اور ان کے اصول تحقیق پر ضخیم کتب تالیف کیں چنانچہ اسانید احادیث کی طرز پر تاریخی روایات کے لیے اسناد کا رواج ہو گیا اور مورخ کے لیے بھی عدالت وضبط کا حامل ہونا شرط ٹھہرایا گیا۔

امام السخاویؒ لکھتے ہیں۔

"وینبغی ان یشترط فی المورخ ما یشترط فی راوی الحدیث من اربعۃ امور العقل والضبط والاسلام والعدالۃ۔ [2]

کہ مورخ کے لیے بھی چار شرائط کا پابند ہونا ضروری ہے جس طرح

---

[1] ایضا

[2] الاعلان بالتوبیخ ص ۴۹۹۔ ۵۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی حدیث کے لیے ہے (وہ چار امور یہ ہیں) عقل، ضبط، اسلام اور عدالت۔

لیکن تاریخ کے میدان میں حدیث کی نسبت کافی حد تک تساہل سے کام لیا گیا ہے۔ احادیث میں منقطع اسناد کی وجہ سے انہیں رد کیا جاتا ہے کیونکہ ان کا تعلق شرعی احکام سے ہوتا ہے جبکہ علماء تاریخی روایات کے سلسلے میں ضعیف راویوں کو قبول کر لیتے ہیں۔ اس طرح علماء نے بہت پہلے ہی تاریخ اور حدیث میں خط امتیاز کھینچ دی تھی اور نقد حدیث کے قواعد کو دقت کے ساتھ تاریخ کے دائرہ پر منطبق نہیں کیا گیا۔ [1]

اسلاف کی تحقیق کا فائدہ یہ ہے کہ دور حاضر کا مؤرخ اگر متعارض تاریخی روایات کے مصادر کی تحقیق کرنا چاہے تو وہ متصل اسناد والی روایات کو منقطع اسناد کی روایات پر ترجیح دے سکتا ہے۔ اسی طرح ثقہ راویوں کی روایات کو مجروح راویوں کی روایات پر ترجیح دی جائے گی مگر اس سلسلے میں ضروری ہے کہ نقد حدیث کے قواعد و اصولوں کو تاریخی نقد کے احوال و ظروف کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ کافیجی لکھتے ہیں۔

"یجوز للمورخ ان یردی فی تاریخہ قولاً ضعیفاً فی باب الترغیب والترھیب والاعتبار مع التنبہ علی ضعفہ ولکن لا یجوز لہ ذلک فی ذات الباری عزوجل و فی صفاتہ ولا فی الاحکام

---

[1] بحوث فی تاریخ السنہ المشرفہ ص ۲۱۰، ۲۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھکذا جواز روایۃ الحدیث الضعیف علی ذکر من التفصیل المذکور۔ ؎۱

ترجمہ: مورخ اپنی تاریخ میں ترغیب وترہیب کے باب میں ضعیف قول کو اس کی تنبیہ کرتے ہوئے نقل کر سکتا ہے۔ لیکن اس کا جواز اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس اس کی صفات اور احکام کے باب میں نہیں ہے اسی طرح مذکورہ تفصیل کے ساتھ ضعیف روایت جائز ہے حقیقت تو یہ ہے کہ محدثین کے ہاں استعمال ہونے والے نقد وجرح کے معیارات اور ان کے اصول تحقیق تاریخی نقد میں بہت دیر تک برقرار رہے یہاں تک کہ ان کے مظاہر ہمیں کافیجی اور السخاوی رح کی علم التاریخ سے متعلقہ کتب میں بھی ملتے ہیں لیکن جدید تاریخی مباحث میں ان سے غفلت برتی گئی ہے اور ہمارے محققین اس قیمتی خزانے کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں اور مسلم مورخین نے مغرب کے زیر اثر مغربی تاریخی نقد کو اپنایا حالانکہ مغرب کے ہاں مستعمل علمی تنقید اور تاریخی نقد کے قواعد کی اساس مصطلح الحدیث کے اصول نقد اور ضوابط جرح ہیں۔ ؎۲

؎۱ المختصر فی علم التاریخ ص ۳۲۶ - ؎۲ بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ ص ۲۲۱، ۲۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مصادر ومراجع

نمبر شمار	مصنف کا نام اور کتاب کے کوائف اشاعت
۱۔	آمدی، الاحکام، مطبعہ المعارف ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ م
۲۔	ابن حزم، ابی محمد علی الاندلسی، الاحکام فی اصول الاحکام، طبع اول قاہرہ مکتبہ عاطف ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ م۔
۳۔	ابن حجر العسقلانی، فتح الباری، طبع ثانی، بیروت، دار المعرفہ للطباعہ ۱۴۰۰ھ
۴	ایضاً، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، طبع اول، بیروت، دار احیاء التراث العربی ۱۳۲۸ھ
۵۔	ایضاً، تہذیب التہذیب، طبع اول بیروت، دار المعرفہ للطباعہ والنشر، سنہ ندارد
۶۔	ایضاً، شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر، القاہرہ ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴م۔
۷۔	ایضاً، تقریب التہذیب، طبع حجر، دھلی ۱۳۲۰ھ۔
۸۔	ایضاً، لسان المیزان، طبع حیدر آباد ۱۳۳۱ھ۔
۹۔	ابن خلکان، ابی عباس احمد، وفیات الاعیان وانباء الزمان، بیروت دار الثقافہ ۶۸۱ھ/ ۶۰۸م۔
۱۰	ابن البر، الاستیعاب فی أسماء الاصحاب، القاہرہ، طبع المصطفی البابی ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹م
۱۱۔	ایضاً، جامع بیان العلم وفضلہ، القاہرہ، ادارہ المنیرہ، سنہ ندارد۔
۱۲۔	ابن عساکر، ابو القاسم علی بن الحسن، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، طبع ثانی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۷۹م۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ ابن عربی، احکام القرآن، القاہرہ، مطبعہ السعادہ ۱۳۳۱ھ۔

۱۴۔ ابن کثیر، اختصار علوم الحدیث، طبع ثانی، القاہرہ، ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱م۔

۱۵۔ ایضاً، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جلدا، القاہرہ ۱۲۸۶ھ۔

۱۶۔ ایضاً، تفسیر ابن کثیر طبع ثانی القاہرہ مطبعہ استقامہ ۱۳۷۲ھ۔

۱۷۔ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، طبع القاہرہ، مطبعہ مصطفی محمد، سنہ ندارد۔

۱۸۔ ابن الاثیر، الجزری الکامل، القاہرہ ۱۳۳۰ھ۔

۱۹۔ السبکی، طبقات الشافعیہ الکبری، القاہرہ، طبعہ الحسنیہ ۱۳۲۴ھ۔

۲۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبیر، لیدن ۱۹۲۵م۔

۲۱۔ ابن قیم، اعلام الموقعین، القاہرہ مطبعہ النیل، ۱۳۲۵ھ۔

۲۲۔ ایضاً، اغاثۃ اللھفان، القاہرہ، طبع المیمنیہ، سنہ ندارد۔

۲۳۔ ابی الفرج الاصفہانی، الاغانی، القاہرہ، طبع بولاق ۱۲۸۵ھ۔

۲۴۔ ابی عبید، قاسم بن سلام، الاموال، القاہرہ ۱۳۵۳ھ۔

۲۵۔ ابن قتیبہ، تاریخ مختلف الحدیث، مصر، ۱۳۲۶ھ۔

۲۶۔ ابن الندیم، الفہرس، طبع فوجل، لیبسیک ۱۸۷۱ - ۱۸۷۲م۔

۲۷۔ ابی داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید ۱۳۳۹ھ۔

۲۸۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فواد الباقی ۱۳۷۳ھ۔

۲۹۔ ابی البقاء، کلیات ابی البقاء، طبعہ الامیریہ ۱۲۸۱ھ۔

۳۰۔ احمد، امام ابن حنبل، مسند احمد، طبع ثانی، بیروت المکتب الاسلامی للطباعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۳۱۔ احمد، امین مصری، ضحی الاسلام، طبعہ خامسہ، القاہرہ مکتبہ النہضۃ المصریہ۔ ۱۹۵۶ء۔

۳۲۔ ابی الفلاح، عبدالحی، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، طبع ثانی، بیروت، دار المیسرہ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۳۳۔ آلوسی، ابو الفضل، السید محمود، روح المعانی، طبعہ اولی، مکتبہ الکبری المیریہ ۱۳۰۱ھ۔

۳۴۔ بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل، التاریخ الکبیر، حیدر آباد ۱۳۶۰ھ/ ۱۳۶۴ھ۔

۳۵۔ ایضاً، جامع الصحیح البخاری، الطبعہ السلطانیہ بولاق، مصر ۱۳۱۳ھ۔

۳۶۔ ایضاً، التاریخ الصغیر، طبع الہند ۱۳۲۵ھ۔

۳۷۔ البلوی، الف با، مصر، المطبعہ الوہبیہ ۱۲۸۷ھ۔

۳۸۔ البغدادی، الخطیب، تاریخ بغداد، طبع الخانجی، القاہرہ ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء۔

۳۹۔ ایضاً، خزانۃ الادب، القاہرہ، المطبعہ السلفیہ ۱۳۴۸ھ۔

۴۰۔ ایضاً، الکفایہ فی علم الروایہ، حیدر آباد، دائرہ المعارف الاسلامیہ ۱۳۵۷ھ۔

۴۱۔ ترمذی، ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی، جامع الترمذی، کراچی قرآن محل، سنہ ندارد۔

۴۲۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، طبع مصر ۱۲۷۴ھ۔

۴۳۔ حاکم، ابی عبداللہ نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، بیروت دار الکتاب العربیہ سنہ ندارد۔

۴۴۔ ایضاً، معرفۃ علوم الحدیث، القاہرہ، نشر الدکتور معظم حسین ۱۹۳۷ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۵۔ حنبلی، ابن العماد، شذرات الذہب، طبع القدسی، ۱۳۵۰ھ۔
۴۶۔ حازمی، ابی بکر محمد بن موسیٰ، الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار القاہرہ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۴۶ھ۔
۴۷۔ حمید اللہ، دکتور، الوثائق السیاسیہ فی العہد النبوی، القاہرہ سنہ ندارد۔
۴۸۔ حنیف ندوی، مولانا، مطالعہ حدیث، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۷۹ء۔
۴۹۔ خطابی، البستی، معالم السنن، حلب ۱۳۵۱ھ۔
۵۰۔ خولی محمد عبد العزیز، مفتاح السنہ، طبعہ ثالثہ، القاہرہ مطبعہ الاستقامہ سنہ ندارد۔
۵۱۔ الدارمی، امام، سنن الدارمی، طبع دمشق ۱۳۴۹ھ۔
۵۲۔ ذہبی، علامہ شمس الدین، تذکرہ الحفاظ، طبع ثالث حیدرآباد ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء
۵۳۔ ایضاً، تذکرۃ الموضوعات والضعفاء، القاہرہ، الطباعہ المنیریہ، سنہ ندارد۔
۵۴۔ ایضاً، میزان الاعتدال، مصر، طبع الخانجی ۱۳۲۵ھ۔
۵۵۔ ایضاً، المشتبہ فی اسماء الرجال، لیدن ۱۸۶۳ء۔
۵۶۔ رشید رضا محمد، تفسیر المنار، طبعہ ثانیہ، بیروت، دار المعرفہ للطباعہ والنشر، سنہ ندارد۔
۵۷۔ الزرقانی محمد عبد العظیم، المنہل الحدیث فی علوم الحدیث، القاہرہ۔
۵۸۔ سیزگین، دکتور محمد فواد، تاریخ التراث العربی، القاہرہ، سنہ ندارد۔
۵۹۔ سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اردو میں اصول تحقیق، طبع اول، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۶ء۔
۶۰۔ السخاوی، علامہ، الاعلان بالتوبیخ لمن ذم اہل التاریخ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۱۔ سرخسی، علامہ، اصول السرخسی، القاہرہ، سنہ ندارد۔

۶۲۔ سعید، الافغانی، اصول النحو، دمشق مطبعہ جامعہ دمشق ۱۳۷۶ھ

۶۳۔ سعید احمد، اکبر آبادی، فہم القرآن، لاہور، ادارہ اسلامیات ۱۹۸۲ء۔

۶۴۔ السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، طبع ثالث، مصر، مکتبہ مصطفی البابی ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء۔

۶۵۔ ایضا، اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ، مصر، مکتبہ التجاریہ الکبری سنہ ندارد۔

۶۶۔ ایضا، الاشباہ والنظائر، طبع الہند ۱۳۵۹ھ۔

۶۷۔ ایضا، الفیہ فی مصطلح الحدیث بشرح محمد محی الدین، القاہرہ، مطبعہ مصطفی محمد، ۱۳۵۳ھ۔

۶۸۔ ایضا، تدریب الراوی، شرح تقریب النووی، طبع مصر ۱۳۰۷ھ۔

۶۹۔ الشافعی، الامام، محمد بن ادریس، الرسالہ، طبع القاہرہ، سنہ ندارد۔

۷۰۔ شاطبی، ابی اسحاق، العلامہ، الموافقات فی اصول الشریعہ، بیروت، دار المعرفہ سنہ ندارد۔

۷۱۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، القاہرہ، المطبعہ الخیریہ، ۱۳۲۲ھ۔

۷۲۔ ایضا، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، مترجم تقی عثمانی، لاہور، ادارہ اسلامیات ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء۔

۷۳۔ الشوکانی، الامام محمد بن علی بن محمد، ارشاد الفحول، طبع اولی، القاہرہ، مطبعہ مصطفی البابی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء۔

۷۴۔ ایضا، نیل الاوطار، القاہرہ، مطبعہ العثمانیہ المصریہ ۱۹۵۷ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۔ شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی جلد ۱، طبع چہارم، اعظم گڑھ، مطبع معارف، ۱۳۳۲ھ
۷۶۔ ش، اختر، ڈاکٹر، تحقیق کے طریقہ کار، گیا، تاج پریس باری روڈ ۱۹۸۵ء
۷۷۔ صدیق حسن خان نواب، حصول المامول، من علم الاصول، القسطنطنیہ مطبع الجوائب ۱۲۹۶ھ
۷۸۔ صدیقی، محمد زبیر، السیر الحیثیث فی تاریخ تدوین الحدیث، حیدرآباد ۱۳۵۸ھ
۷۹۔ طبری، ابن جریر، تفسیر روح البیان، طبعہ ثانیہ، مصر، مکتبہ مصطفی البابی، ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء۔
۸۰۔ ایضاً، تاریخ طبری (تاریخ الامم والملوک) طبع دی غویہ، لیدن، ۱۹۰۱ء۔
۸۱۔ علم الدین، الفلانی، ایقاظ الہم، مطبعہ ریاض الہند ۱۲۹۸ھ۔
۸۲۔ عبد الصمد، الصارم، الاستاذ، عرض الانوار المعروف بتاریخ القرآن طبع دہلی، ۱۳۵۹ھ۔
۸۳۔ عبد اللطیف، عبد الوہاب، المختصر فی علم رجال الاثر، طبع القاہرہ ۱۳۸۱/۱۹۵۲ء
۸۴۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، فتح الملہم، کراچی مکتبۃ الحجاز، سنہ ندارد۔
۸۵۔ العراقی، ابی الفضل، عبد الرحیم بن الحسین، فتح المغیث لشرح فقہ الحدیث، طبعہ اولی القاہرہ جمعیۃ النشر والتالیف الازہریہ ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۷ء۔
۸۶۔ غزالی، الامام، ابی حامد محمد، المستصفی من علم الاصول طبعہ اولی مطبعہ الامیریہ ۱۳۲۲ھ
۸۷۔ محمد، الاستاذ، ابو زہرہ، تاریخ حدیث و محدثین، لاہور ناشران قرآن لمیٹڈ سنہ ندارد۔
۸۸۔ المقری، نفح الطیب، طبع مصر، ۱۳۰۲ھ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۹۔ مسلم، الامام قشیری، صحیح مسلم طبعہ اولیٰ کراچی نور محمد ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء۔

۹۰۔ مصطفیٰ، السباعی، الدکتور، السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی القاہرہ، دار العروبۃ ۱۳۸۰ھ۔

۹۱۔ مناظر احسن گیلانی، مولانا، تدوین حدیث، کراچی، مکتبہ اسحاقیہ ۱۴۰۷ھ۔

۹۲۔ ایضاً، تدوین قرآن، ایضاً۔

۹۳۔ نسائی، الامام، سنن النسائی لشرح السیوطی، الازہر، المطبعۃ المصریہ سنہ ندارد۔

۹۴۔ نور الدین، الدکتور، عتر، منہج النقد فی علم الحدیث، طبع السوریا۔

۹۵۔ نووی، الامام، ریاض الصالحین، تعلیق رضوان طبعہ ثالثہ القاہرہ مطبع الاستقامہ سنہ ندارد۔

۹۶۔ ایضاً، تہذیب الاسماء واللغات، بیروت دار الکتب العلمیہ، سنہ ندارد۔

۹۷۔ یاقوت، الحمدی، معجم البلدان، نشر وستنفلد لیبک ۱۸۶۶ء۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مقالہ جات

نمبر شمار — مقالہ نگار کا نام اور مقالہ جات کے کوائف اشاعت۔

۱۔ انصار اللہ، محمد، خالق باری اور اصول تحقیق اورنٹیل کالج میگزین ۲/۵۶۔

۲۔ احمد فاروقی، ڈاکٹر، مخطوطات شناسی، "چراغ راہ گذر"

۳۔ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، تحقیق کے طریقے، نگار پاکستان، اگست ۱۹۸۱ء۔

۴۔ ایضا، دستاویزی تحقیق، اورنٹیل کالج میگزین ۱/۵۶۔

۵۔ ایضا، تحقیقی مباحث، قومی زبان، دہلی ۱۹۸۰ء۔

۶۔ ایضا، جدید اردو تحقیق، ہماری زبان، دہلی ۱۹۸۰ء

۷۔ تنویر احمد علوی، ڈاکٹر، تحقیقی تنقید، جامعہ دہلی، اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

۸۔ روبینہ ترین، تحقیق و تدوین چند اصول "قومی زبان" کراچی اگست ۱۹۸۴ء

۹۔ زاہد الکوثری، علامہ، مقالات بر تدوین حدیث۔

۱۰۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، تحقیق و تنقید کے مقالات اتصال، اردو نامہ کراچی، اپریل تا جون ۱۹۶۰ء

۱۱۔ ایضا، تحقیق و تنقید، نیا دور ۵۔ ۶، ۱۹۵۶ء۔

۱۲۔ سید یحیٰ، اردو میں تحقیق، ہماری زبان، ستمبر ۱۹۷۹ء۔

۱۳۔ عبدالودود قاضی، اصول تحقیق، رسالہ، آج کل، اردو تحقیق ستمبر اگست ۱۹۶۷ء

۱۴۔ گیان چند، ڈاکٹر، اردو میں تحقیق و تدوین، اردو کراچی ۱۹۸۴ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ ایضاً، تحقیق کے تقاضے "شیراز" سری نگر ۱۹۶۴ء

۱۶۔ غلام مصطفی خاں، ڈاکٹر، فن تحقیق "نقوش" جنوری ۱۹۶۶ء۔

۱۷۔ محمد حسین، ڈاکٹر، ادبی تحقیق کے بعض مسائل "نوائے وقت" اپریل جولائی ۱۹۶۷ء

۱۸۔ مجتبیٰ حسین، تحقیق سے تخلیق تک، نگار پاکستان، کراچی مئی جون ۱۹۸۰ء

۱۹۔ نذیر احمد، ڈاکٹر، تاریخی تحقیق کے بنیادی اصول، جوار بھاٹا "دہلی اپریل ۱۹۶۵ء

۲۰۔ مختلف مقالات، "مجلہ تحقیق" پہلا شمارہ، سندھ یونیورسٹی جامشورو ۱۹۸۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ